عمران سیریز

پرفیکٹ کرائم

ظہیر احمد



88
عمران سیریز نمبر

پرفیکٹ کرائم

مکمل ناول

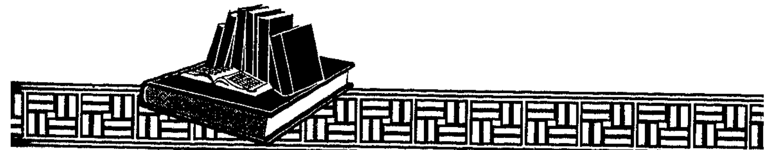
ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں، بعض نام بطور استعارہ ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ---- محمد ارسلان قریشی
---- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ---- محمد اشرف قریشی
کمپوزنگ، ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری
طابع ---- شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 175/-



Mob 0333-6106573 0336-3644440 0336-3644441
Phone 061-4018666

محترم قارئین۔

السلام علیکم۔

میرا نیا ناول ''پرفیکٹ کرائم'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ چونکہ اس ناول میں خصوصی طور پر سسپنس کو مین رکھا گیا ہے اس لئے اسے سسپنس نمبر کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ اس ناول میں آپ کو سسپنس کے ساتھ ہر کردار کی کردار نگاری بھی عروج پر دکھائی دے گی۔

اس ناول میں عمران اور اس کے ساتھیوں نے بین الاقوامی تنظیموں اور ایجنٹوں سے ہٹ کر پاکیشیا کے ایک عام سے گینگ کے خلاف کام کیا ہے لیکن یہ گینگ عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے بین الاقوامی تنظیموں، ایجنسیوں اور ان کے ایجنٹوں سے کہیں بڑھ کر شاطر اور ذہین ثابت ہوا ہے جس نے واقعی عمران اور اس کے ساتھیوں کو تگنی کا ناچ نچا کر رکھ دیا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی مجرموں کو ڈھونڈتے رہ گئے اور مجرم ان کی ناک کے نیچے مسلسل کامیابیاں حاصل کرتے رہے۔ سوپر فیاض کے بیٹے سفیان کے اغوا سے شروع ہونے والی یہ کہانی کس قدر عجیب اور حیرت انگیز موڑ لے رہی تھی اس سے عمران اور اس کے ساتھی چکرا کر رہ گئے تھے اور آخر کار عمران کو مجرموں کی ذہانت، ان کی چالاکی اور ان کی پلاننگ کی واقعی تعریف کرنی پڑی اور اسے اقرار کرنا پڑا کہ

یہ عام مگر خطرناک گینگ واقعی ماسٹر مائنڈ ہے اور ان کا جرم پرفیکٹ کرائم ہے۔ مجرم ہر لحاظ سے اپنے کرائم میں کامیاب جا رہے تھے۔

سوپر فیاض جو اس بار ایک بے بس اور انتہائی مجبور باپ کی حیثیت سے آپ کے سامنے آ رہا ہے۔ یہ جذبات سے لبریز ایک دلگداز کہانی ہے جس کا ایک ایک لفظ آپ کو اپنے اندر سمو لے گا اور آپ کو بھی واقعی سوپر فیاض جیسے باپ سے ہمدردی ہو جائے گی۔

عمران جس نے اغوا کاروں کے جرم کو پرفیکٹ کرائم تو قرار دے دیا تھا لیکن وہ بھی آخر عمران تھا۔ کیسے ممکن تھا کہ وہ ان کا آسانی سے پیچھا چھوڑ دیتا۔ آخر کار عمران جو مجرموں کے خلاف ایک کلیو تک حاصل نہ کر سکا تھا اسے ایک مجرم کے گھر پیدا ہونے والی دو روز کی بچی نے ایک کلیو دے دیا اور یہی کلیو ان ماسٹر مائنڈ اور پرفیکٹ کرائم کے مجرموں کے گلے کا پھندہ بن گیا۔ یہ سب کیسے ہوا آپ ناول پڑھیں اور اپنا سر دھنیں اور پھر مجھے اپنی پسند اور ناپسند کے بارے میں خطوط سے آگاہ کریں کیونکہ آپ کے خط میرے لئے مشعل راہ ہیں۔ اب اجازت دیجئے۔

اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

یہ ایک ہال نما کمرہ تھا جس کے وسط میں ایک بڑی سی میز رکھی ہوئی تھی۔ میز کی سائیڈوں پر چھ کرسیاں موجود تھیں۔ ان کرسیوں میں سے دو پر دو مقامی نوجوان موجود تھے جو شکل وصورت سے عام سے اور محنت مزدوری کرنے والے افراد دکھائی دے رہے تھے۔ انہوں نے سادہ سے لباس پہنے ہوئے تھے۔

یہ دونوں افراد شکل و صورت سے مڈل کلاس کے افراد دکھائی دے رہے تھے۔ دونوں کے چہروں پر سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی اور دونوں کافی دیر سے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ سامنے دیوار پر وال کلاک لگا ہوا تھا۔ جس پر دن کے دس بجنے والے تھے۔ کمرے میں اس قدر خاموشی تھی کہ وال کلاک کی ٹک ٹک کی آواز صاف سنی جا سکتی تھی۔

''دس بجنے والے ہیں''...... ان میں سے ایک نوجوان نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے دوسرے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ باس اور مادام وقت کے پابند ہیں۔ وہ آنے ہی والے ہیں“...... دوسرے نوجوان نے جواب دیا۔

”تمہارا کیا خیال ہے۔ اس بار باس اور مادام نے ہمیں کیوں بلایا ہے“...... پہلے نوجوان نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اشتیاق اور تجسس کے ملے جلے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

”باس اور مادام نے کہا تھا کہ اب ہم چھوٹے موٹے کام نہیں کریں گے۔ وہ ہمارے لئے اب کوئی بڑا پلان کریں گے۔ ایسا پلان جس سے ہماری زندگیاں سدھر جائیں گی اور ہم مالا مال ہو جائیں گے اور ہمارے سارے دلدر دور ہو جائیں گے اور پھر ہمیں دوسرا کوئی کرائم کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی“...... دوسرے نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایسا کیا کام ہوسکتا ہے“...... پہلے نوجوان نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم“...... دوسرے نوجوان نے جواب دیا۔

”پھر بھی کوئی اندازہ تو ہو گا“...... پہلے نوجوان نے کہا وہ کچھ زیادہ ہے متجسس معلوم ہو رہا تھا۔

”نہیں رضوان۔ مجھے واقعی کوئی اندازہ نہیں ہے۔ بس باس کا مجھے فون موصول ہوا تھا اور انہوں نے مجھ سے اتنا ہی کہا تھا کہ میں فوراً ایم پوائنٹ پر پہنچ جاؤں۔ تمہیں بھی کال کر کے بلا لیا گیا ہے اور باس مادام کو لے کر ٹھیک دس بجے پہنچ جائیں گے۔ تمہاری

طرح میں بھی متجسس ہوں کہ باس اور مادام نے ہمیں کیوں بلایا ہے“...... دوسرے نوجوان نے سنجیدگی سے کہا۔

”تو پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ باس اور مادام نے اس بار کوئی بڑا پلان بنایا ہے“...... پہلے نوجوان نے کہا جس کا نام رضوان تھا۔

”باس سے میری دس روز قبل تمہارے ساتھ ہی ان کے آفس میں ملاقات ہوئی تھی۔ انہوں نے تمہارے سامنے ہی تو کہا تھا کہ اب وہ ہم سے کوئی چھوٹا موٹا کام نہیں لیں گے۔ اس بار وہ مادام کے ساتھ مل کر ایک بڑی گیم کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ وہ اس گیم کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے رہے ہیں اور اس گیم کی پلاننگ مکمل کر رہے ہیں۔ جب ان کی پلاننگ مکمل ہو جائے گی تب وہ ہمیں میٹنگ کے لئے کال کریں گے۔ دس روز تک نہ تو میری باس سے بات ہوئی ہے اور نہ مادام سے۔ آج انہوں نے اچانک بلایا ہے تو مجھے یقین ہے کہ ان کی پلاننگ مکمل ہو چکی ہے جس کی بریفنگ دینے کے لئے وہ یہاں آ رہے ہیں“...... دوسرے نوجوان نے کہا۔

”ہاں۔ میری بھی ان دس دنوں میں باس اور مادام سے کوئی بات نہیں ہوئی ہے“...... رضوان نے کہا۔

”بس دو منٹ بعد وہ یہاں ہوں گے اس کے بعد پتہ چل جائے گا کہ انہوں نے ہمیں کس مقصد کے لئے بلایا ہے پھر ہم دونوں کا تجسس ختم ہو جائے گا“...... دوسرے نوجوان نے مسکرا کر کہا۔

”ہاں۔ باس اور مادام کی عادت ہے کہ وہ میٹنگ کا جو وقت دیتے ہیں اس سے ایک منٹ پہلے آتے ہیں اور نہ ایک منٹ بعد۔ وہ ٹھیک دس بجے ہی یہاں پہنچ جائیں گے“...... رضوان نے کہا۔

”ہاں“...... دوسرے نوجوان نے کہا۔

”تم سے ایک بات پوچھوں غفران“...... رضوان نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

”پوچھو“...... دوسرے نوجوان نے کہا جس کا نام غفران تھا۔

”کیا تمہارا دل نہیں چاہتا کہ تمہاری اپنی کوٹھی ہو۔ اپنی کار ہو۔ کوٹھی میں تمہاری بیوی اور تمہارے بچوں کی خدمت کرنے والے کئی نوکر چاکر ہوں اور تم ساری زندگی عیش میں رہو“...... رضوان نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیوں نہیں دل چاہتا۔ میں اس مفلسی اور تنگدستی کی زندگی سے تنگ آ چکا ہوں۔ گھر کا کرایہ، بجلی اور گیس کا بل، بچوں کے اسکولوں کی فیسیں اور دوسرے اخراجات اتنے زیادہ ہیں کہ اچھی خاصی تنخواہ ہونے کے باوجود بمشکل گزارا ہوتا ہے اور بعض اوقات تو ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ سگریٹ کا ایک پیکٹ تک خریدنے کے لئے جیب میں ایک پیسہ تک نہیں ہوتا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی مقروض ہونا پڑتا ہے۔ ایسے میں اگر میں یا میرے بیوی بچے بیمار ہو جائیں تو ہمارے لئے علاج اور دوا دارو کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ باس بہت اچھے ہیں۔ وہ ہماری ہر ضرورت پوری کرنے کی

کوشش کرتے ہیں۔ مشکل سے مشکل حالات میں بھی وہ ہمارا ساتھ دیتے ہیں لیکن کب تک۔ ان کا اپنا بزنس بھی بری طرح سے ڈگمگا رہا ہے۔ اپنے گھر کا خرچ چلانے کے ساتھ ساتھ انہیں بہت سے افراد کے گھروں کے چولہے جلانے پڑتے ہیں۔ یہ ان کی ہی ہمت ہے جو یہ سب مینج کر رہے ہیں لیکن ان کی حالت بھی اچھی نہیں ہے۔ کاروباری حالات اتنے خراب ہیں کہ وہ بھی ایک ہاتھ دے اور ایک ہاتھ لے والی پوزیشن پر آ چکے ہیں۔ ان کا کاروبار جس تیزی سے ڈاؤن ہو رہا ہے اسے دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے وہ جلد ہی ہاتھ پاؤں چھوڑ دیں گے اور ہماری طرح لوگوں کے مقروض بن کر رہ جائیں گے۔ میرے اور تمہارے ساتھ ساتھ ان کے ساتھ کام کرنے والے صرف ان پر ہی ڈیپنڈ کرتے ہیں اس لئے باس ہمت اور محنت کے ساتھ اپنے کام میں جٹے رہتے ہیں اور سب کی ہر ممکن مالی اعانت کرتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی انہیں چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا ہے اور ہم ان کی بہتری کے لئے ہی دعا گو رہتے ہیں اور دل و جان سے ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ بہرحال آج ہمارے حالات خراب ہیں تو ایک دن ایسا ضرور آئے گا جب ہمارے سارے دلدر دور ہو جائیں گے۔ ہماری ساری پریشانیاں ختم ہو جائیں گی اور ہم بھی اس دنیا میں عزت سے رہنے کے قابل ہو جائیں گے“...... غفران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”میں بھی اس اچھے وقت کا منتظر ہوں“...... رضوان نے کہا۔

”اور میرے خیال میں اب وہ وقت دور نہیں ہے۔ دیکھ لینا آج باس اور مادام ہمارے لئے خوشخبری لائیں گے۔ بہت بڑی خوشخبری“...... غفران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جیسے ہی وال کلاک نے دس بجے کا اعلان کیا تو اس لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی جس نے سفید رنگ کا تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا اندر داخل ہوا۔ ادھیڑ عمر ہونے کے باوجود وہ نوجوانوں جیسا چست اور انتہائی باوقار شخصیت کا حامل دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے اور اس نے فرنچ کٹ داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ اس کے پیچھے ایک عورت داخل ہوئی جس نے قیمتی لباس پہنا ہوا تھا۔ مرد کی بہ نسبت وہ عورت، مرد کے مقابل کافی کم عمر دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے چہرے پر ہلکا پھلکا میک اپ تھا اور اس کی آنکھیں بڑی اور خاصی چمکدار تھیں۔ دیکھنے میں وہ دونوں انتہائی مہذب، تعلیم یافتہ اور پروقار دکھائی دے رہے تھے۔ ان کی آنکھوں میں ذہانت کی چمک بدرجہ اتم موجود تھی۔ جیسے ہی وہ دونوں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے رضوان اور غفران فوراً ان کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان دونوں نے آنے والے مرد اور عورت کو نہایت مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

دونوں نے ان کے سلام کا جواب دیا اور پھر وہ میز کی دوسری طرف جا کر ان دونوں کے سامنے بیٹھ گئے۔ عورت کے ہاتھ میں ایک فائل فولڈر تھا۔ اس نے فائل فولڈر سامنے میز پر رکھ دیا اور

ساتھ ہی اس نے دوسرے ہاتھ میں پکڑا ہوا ایک جدید ساخت کا سیل فون اس فائل فولڈر پر رکھ دیا۔ ادھیڑ عمر مرد نے بھی ہاتھ میں پکڑا ہوا سیل فون اپنے سامنے میز پر رکھ دیا۔

”بیٹھو“...... عورت نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ دونوں اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”کیسے ہو تم دونوں“...... ادھیڑ عمر مرد نے ان دونوں کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔

”آپ کی دعا ہے باس۔ آپ کی وجہ سے ہماری دال روٹی چل رہی ہے“...... رضوان نے بڑے انکسارانہ لہجے میں کہا۔

”مشکل وقت میں آپ ہمارا ساتھ دیتے ہیں جس سے ہم ذلت اور خواری کی زندگی سے بچے ہوئے ہیں اور ہم لاکھوں لوگوں سے بہتر زندگی گزار رہے ہیں“...... غفران نے بھی رضوان کی طرح انکساری سے کہا تو باس اور مادام کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹیں ابھر آئیں۔

”بس سمجھ لو کہ اب ہماری ساری مشکلوں اور پریشانیوں کے دن ختم ہونے والے ہیں۔ اب ہم زندگیوں کے اس عروج کی طرف جائیں گے جہاں آسانیاں، خوشیاں، عزت اور وقار کی تمام آسائشیں میسر ہیں۔ پرسکون اور انتہائی خوشگوار زندگیاں جس میں غم، دکھ اور درد کا شائبہ تک نہ ہو گا“...... باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ان سب کے لئے تو ہم ترس رہے ہیں باس"۔ رضوان نے بے چین لہجے میں کہا۔

"نہ صرف ترس رہے ہیں بلکہ شدت کے ساتھ آنے والے اچھے وقت کا انتظار بھی کر رہے ہیں باس"...... غفران نے کہا۔

"اب تمہیں ترسنے کی ضرورت نہیں ہے اور سمجھ لو کہ ہمارے اچھے دن شروع ہونے والے ہیں"...... مادام نے کہا۔

"آپ نے کہا تھا کہ اس بار آپ دونوں ایک ایسا پلان بنائیں گے جو بہت بڑا بھی ہو گا اور اس پلان پر عمل کر کے ہم کروڑ پتی بن جائیں گے"...... غفران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ دس دن میں نے اور میری وائف نے مسلسل پلاننگ کی ہے نہ صرف پلاننگ کی ہے بلکہ اس پلاننگ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بہت بھاگ دوڑ اور محنت بھی کی ہے"...... باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پلاننگ کیا ہے باس"...... رضوان نے پوچھا۔

"بہت آسان اور سادہ سی پلاننگ ہے جس میں کامیابی حاصل کر کے ہم آسانی سے کروڑوں کما سکتے ہیں"...... باس نے کہا۔ کروڑوں کا سن کر ان دونوں کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور ایک بار پھر مادام اور باس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"ہمیں کروڑوں ہی چاہئیں باس۔ کم سے کم دو دو کروڑ"......

غفران نے کہا تو باس اور مادام ایک ساتھ ہنس دیئے۔

"دو دو کروڑ سے زندگیاں نہیں بدلتی۔ اگر اچھی اور پرسکون زندگیاں گزارنی ہیں تو ہمیں اس سے زیادہ دولت چاہئے۔ کم سے کم پانچ پانچ کروڑ۔ تم دونوں کے پاس پانچ پانچ کروڑ ہوں گے تو تم اپنے گھر بھی بنا سکتے ہو۔ کاریں بھی حاصل کر سکتے ہو اور اپنے بیوی بچوں کو پرسکون زندگیاں بھی فراہم کر سکتے ہو اس کے علاوہ تم ایک دو کروڑ کسی اور بزنس میں انوسٹ کر کے اپنا مستقبل بھی سنوار سکتے ہو"...... مادام نے کہا تو ان دونوں کے چہروں پر مسرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

"پانچ پانچ کروڑ"...... ان دونوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"ہاں۔ تم دونوں کے لئے پانچ پانچ کروڑ اور یہ ساری پلاننگ چونکہ ہماری ہے اور اس پر تم ہمارے کہنے پر عمل کرو گے اس لئے اس پلاننگ پر عمل کر کے ہم بیس کروڑ حاصل کریں گے۔ مطلب دس کروڑ ہمارے اور پانچ پانچ کروڑ تم دونوں کے"...... باس نے کہا۔

"آپ دس تو کیا پچاس کروڑ بھی لے لیں باس لیکن یہ کنفرم ہونا چاہئے کہ ہم دونوں کو پانچ پانچ کروڑ لازمی ملیں گے"...... رضوان نے کہا۔

"ضرور ملیں گے اور ہر صورت میں ملیں گے بس ہمیں تھوڑی ہمت، صبر اور اعتماد کے ساتھ کام کرنا ہو گا اس کے بعد ہم سب

کے سارے دلدر دور ہو جائیں گے"...... مادام نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام۔ آپ نے کہہ دیا تو سمجھ لیں کہ ہم مطمئن ہیں۔ آپ جو بھی کہیں گے ہم اس پر عمل کریں گے"...... غفران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے کہا ہے کہ پانچ پانچ کروڑ ہمیں ملیں گے اور دس کروڑ آپ حاصل کریں گے۔ یہ ٹوٹل بیس کروڑ بنتے ہیں۔ ایسا کون سا کام ہے جو آسان بھی ہے اور سادہ بھی اور ہم اس سے اکٹھے بیس کروڑ بھی کما سکتے ہیں"...... رضوان نے ان دونوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"پرفیکٹ کرائم"...... مادام نے مسکرا کر کہا۔

"پرفیکٹ کرائم۔ کیسا کرائم۔ کرنا کیا ہے"...... رضوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پرفیکٹ کرائم کا مطلب ہے ایک ایسا جرم جو نہ صرف مکمل ہو بلکہ ہر صورت میں کامیاب بھی ہو اور ہمارا کسی بھی مرحلے میں پکڑے جانے کا سوال ہی نہ پیدا ہوتا ہو"...... باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ہم سمجھتے ہیں باس کہ پرفیکٹ کرائم کا مطلب کیا ہے لیکن یہ پرفیکٹ کرائم ہے کیا"...... غفران نے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا ہو سکتا ہے ایسا کرائم جس میں ہم ایک ساتھ بیس کروڑ روپے کما سکتے ہوں"...... مادام نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"اتنی بڑی رقم یا تو بنک ڈکیتی سے حاصل کی جا سکتی ہے یا پھر کسی ایسے گھر کو لوٹا جا سکتا ہے جہاں کروڑوں روپے تجوریوں میں بند پڑے ہوں"...... رضوان نے کہا۔

"اور تم کیا کہتے ہو غفران"...... باس نے غفران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کسی جیولر شاپ کو لوٹا جائے یا پھر کسی کے خلاف بلیک میلنگ سٹف حاصل کیا جائے"...... غفران نے کہا۔

"بلیک میلنگ سٹف کے لئے تمہارے خیال میں کیا کیا جا سکتا ہے"...... مادام نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کسی صنعت کار یا پھر کسی سرکاری منسٹر کے خلاف ایسا مواد حاصل کیا جائے جس سے نہ صرف اس کی ساکھ متاثر ہو سکتی ہو بلکہ اس کی زندگی بھی دشوار ہو سکتی ہو۔ ایسا ہی کوئی شخص ہمیں اتنی بڑی رقم دے سکتا ہے"...... رضوان نے کہا۔

"ایک اور طریقہ بھی ہے"...... غفران نے کہا۔

"کون سا طریقہ"...... باس اور مادام نے ایک ساتھ پوچھا۔

"کسی بڑے صنعت کار یا پھر کسی ایسے شخص یا اس کے بچے کو اغوا کیا جائے جس کے بدلے ہم بیس کروڑ تو کیا پچاس کروڑ بھی حاصل کر سکتے ہوں"...... غفران نے کہا۔

"گڈ شو۔ ہم تم سے یہی سننا چاہتے تھے"...... مادام نے کہا تو

غفران اور رضوان چونک پڑے۔

''اوہ۔ تو کیا آپ نے کسی کے اغوا کی پلاننگ کی ہے''...... ان دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

''ہاں۔ اغوا برائے تاوان۔ یہی ایک طریقہ ہے جو آسان بھی ہے اور خطرے سے مبرا بھی اور اس سے ہم بہت کم ہاتھ پیر ہلائے بغیر بیس کروڑ روپے کما سکتے ہیں''...... مادام نے کہا۔

''یہ کام خطرے سے خالی تو نہیں ہے لیکن آپ کی یہ بات درست ہے کہ اس سے ہم کروڑوں کما سکتے ہیں''...... غفران نے سنجیدگی سے کہا۔

''اگر ہم اغوا کی پرفیکٹ پلاننگ کریں اور اس پلاننگ پر مکمل طور پر اور انتہائی سختی کے ساتھ عمل کریں تو اس میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہم اپنے پیچھے ایسا کوئی سراغ نہیں چھوڑیں گے کہ پولیس یا کوئی ایجنسی ہم تک پہنچ سکے''...... باس نے کہا۔

''یہ سب تو بعد کی بات ہے پہلے تو یہ دیکھنا ہے کہ ہم اغوا کسے کریں گے اور ہم جسے اغوا کریں گے اس کے والدین اور رشتہ دار مالی لحاظ سے کس قدر مضبوط ہیں کہ وہ ہمیں بیس کروڑ دے بھی سکیں''...... رضوان نے کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے ان دس دنوں میں ہم بس ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہے ہیں اور خیالی پلاؤ ہی پکاتے رہے ہیں''...... مادام نے منہ بنا کر کہا تو وہ دونوں ایک بار پھر چونک پڑے۔

''اوہ۔ تو کیا آپ نے ساری پلاننگ کرنے کے ساتھ ساتھ اس آدمی کا انتخاب بھی کر لیا ہے جسے اغوا کرنا ہے''...... غفران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... باس نے کہا۔

''کون ہے وہ اور آپ کی پلاننگ کیا ہے''...... رضوان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''سوپر فیاض کو جانتے ہو''...... باس نے ان دونوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ یکلخت اچھل پڑے۔

''سوپر فیاض۔ آپ کا کہنے کا مطلب ہے فیاض صاحب جو سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ ہے''...... غفران نے کہا۔

''ہاں۔ میں اسی کی بات کر رہا ہوں۔ اس کے دو بچے ہیں ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ لڑکی کا نام مہرم فیاض ہے اور لڑکے کا نام سفیان۔ لڑکی ایم ایس سی کر رہی ہے اور لڑکا جو اس سے دو سال چھوٹا ہے بی ایس سی کر رہا ہے۔ دونوں یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس ہیں۔ ان دونوں کے پاس الگ الگ کاریں ہیں اور وہ سوپر فیاض کے آفس جانے سے پہلے اپنی اپنی کاروں میں نکل جاتے ہیں اور پھر یونیورسٹی سے سیدھے گھر آتے ہیں۔ سوپر فیاض انہیں ٹیوشن کے لئے کسی اکیڈمی یا پھر ٹیوشن سنٹر نہیں بھیجتا بلکہ اس نے دونوں کے لئے ہوم ٹیوشن کا بندوبست کر رکھا ہے۔ دونوں کو یونیورسٹی کے ٹاپ پروفیسرز پڑھانے کے لئے آتے ہیں۔ سفیان کے لئے میل

پروفیسر جبکہ اس کی بیٹی کے لئے فی میل ٹیوٹر آتی ہے۔ وہ تین سے چار گھنٹے پڑھتے ہیں اور پھر سفیان پانچ بجے کے بعد اپنے دوستوں کے ساتھ گھومنے پھرنے کے لئے نکل جاتا ہے۔ وہ رات آٹھ بجے گھر میں واپس آ جاتا ہے۔ دس بجے سوپر فیاض بھی گھر پہنچ جاتا ہے۔ وہ مل کر کھانا کھاتے ہیں اور پھر سفیان اپنی کالونی میں جوگنگ کرنے کے لئے نکل جاتا ہے۔ وہ اپنی کالونی کے اندر ہی ٹریک سوٹ اور جوگر پہن کر دوڑتا ہے اور پھر ایک گھنٹے بعد وہ واپس گھر چلا جاتا ہے۔ ہمارے پاس یہی ایک گھنٹہ ہے۔ ہم اس ایک گھنٹے میں اسے اٹھا سکتے ہیں''...... باس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن باس سوپر فیاض کا گھر آفیسرز کالونی میں ہے جہاں جانے کے لئے خصوصی کارڈز ضروری ہوتے ہیں۔ کالونی کی چیک پوسٹ پر سیکورٹی انتہائی سخت ہے۔ وہاں جانا اور سوپر فیاض کے بیٹے کو اغوا کر کے نکال لانا کیا ہمارے لئے اتنا آسان ہو گا اور پھر ہم سوپر فیاض کے بیٹے کو اغوا کر کے کریں گے کیا''...... رضوان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''سوپر فیاض اپنے عہدے کا ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس نے بہت سا کالا دھن اپنے پاس جمع کر رکھا ہے۔ وہ لاکھوں کروڑوں کا مالک ہے۔ ہم اس سے زیادہ نہیں اس کے بیٹے کے بدلے صرف بیس کروڑ مانگیں گے جو وہ ہمیں آسانی سے دے دے گا''...... باس

نے کہا۔

''لیکن ہم پکڑے گئے تو وہ ہمیں کتے کی موت مار دے گا''...... غفران نے کہا۔

''ہم اپنے پیچھے ایسا کوئی سراغ ہی نہیں چھوڑیں گے کہ وہ ہم تک پہنچ سکے پھر بھلا ہم کیسے پکڑے جا سکتے ہیں''...... باس نے کہا۔

''اگر آپ اغوا برائے تاوان کے لئے کسی کا اغوا کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے آپ نے سوپر فیاض کے بیٹے کو ہی کیوں چنا ہے۔ یہ دارالحکومت ہے یہاں بے شمار انتہائی دولتمند افراد موجود ہیں۔ ہم کسی کے بیٹے کو اغوا کر سکتے ہیں اور ان سے بیس کروڑ روپے مانگ سکتے ہیں''...... غفران نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے سوپر فیاض کا بیٹا ہی اغوا کرنا ہے۔ میری اس سے پرانی دشمنی بھی ہے اس بہانے میں اس سے اپنا بدلہ بھی لے سکتا ہوں اس لئے میں نے اس کے بیٹے کو اغوا کرنے کے لئے فول پروف پلاننگ کی ہے۔ تم دونوں ہمارا ساتھ دو۔ میں تم دونوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملے میں کوئی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا اور ہمارا یہ کرائم پرفیکٹ کرائم ثابت ہو گا''...... باس نے سنجیدگی سے کہا۔

''لیکن وہ آفیسرز کالونی اور چیک پوسٹ''...... غفران نے کہا۔

''سارا انتظام ہو جائے گا۔ ہم آج رات ہی یہ کام کریں گے۔

میں نے معلوم کر لیا ہے۔ چیک پوسٹ پر آج صرف چار افراد کی ڈیوٹی ہے۔ میرے پاس ایکس تھری گن ہے۔ اس گن میں بے ہوش کرنے والی گیس کے کیپسول ہیں۔ ہم وہاں جائیں گے اور دور سے ہی چیک پوسٹ پر کیپسول فائر کر دیں گے۔ کیپسول فائر ہوتے ہی وہ چاروں افراد بے ہوش ہو جائیں گے۔ تم میں سے ایک چیک پوسٹ پر رکے گا اور ایک ہمارے ساتھ جائے گا۔ ہم سفیان تک پہنچیں گے اور اسے کور کر لیں گے اور اسے کار میں ڈال کر لے جائیں گے“...... باس نے کہا۔

”ہمارے ساتھ۔ کیا مادام بھی ہمارے ساتھ ہوں گی“۔ غفران نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ یہ کار ڈرائیو کرے گی اور ہم اپنا کام مکمل کریں گے“۔ باس نے کہا۔

”لیکن باس میں نے سنا ہے کہ آفیسرز کالونی میں جگہ جگہ سیکورٹی کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ ہم ان کیمروں سے کیسے بچیں گے“...... رضوان نے کہا۔

”ہم اپنے ساتھ چوری کی کار لے جائیں گے اور اس پر نمبر پلیٹ بھی جعلی لگا دیں گے۔ پھر کیمرے اس کار کو چیک کریں تو ہمیں کیا فرق پڑے گا۔ کام پورا ہوتے ہی ہم کار ایسی جگہ چھوڑ دیں گے جہاں وہ آسانی سے کسی کو نہ مل سکے۔ اسے ہم کسی جھیل میں بھی ڈبو سکتے ہیں“...... باس نے کہا۔

”فرض کریں ہم سوپر فیاض کے بیٹے کو اغوا کر لیتے ہیں اور اسے آفیسرز کالونی سے نکال بھی لاتے ہیں لیکن آپ یہ کیوں بھول رہے ہیں کہ سوپر فیاض سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ ہے وہ اپنے بیٹے کی گمشدگی پر طوفان کھڑا کر دے گا۔ انٹیلی جنس کی پوری فورس ہمارے پیچھے لگ جائے گی اور ہم قبروں میں بھی چھپے ہوں گے تو وہ ہمیں ڈھونڈ نکالے گی“...... رضوان نے کہا۔

”ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ میں کہہ رہا ہوں نا کہ میری پلاننگ فول پروف ہے۔ سنٹرل انٹیلی جنس تو کیا اگر پاکیشیا کی سیکرٹ ایجنسیاں بھی چاہیں تو وہ ہم تک نہ پہنچ سکیں گی یہ میرا تم سے وعدہ ہے اور ہم سوپر فیاض سے ہر صورت میں بیس کروڑ روپے حاصل کریں گے۔ تم دونوں اگر ڈر رہے ہو تو بتاؤ۔ یہ کام میں اور میری بیوی بھی مل کر کر سکتے ہیں یا اس پلاننگ میں ہم کسی اور کو بھی شامل کر سکتے ہیں۔ تم جانتے ہی ہو کہ میرے پاس آدمیوں کی کوئی کمی نہیں ہے“...... باس نے ناگوار لہجے میں کہا۔

”اگر آپ کی پلاننگ فول پروف ہے اور آپ ہم سے وعدہ کر رہے ہیں کہ ہمیں کچھ نہیں ہو گا تو ہم آپ اور مادام کے ساتھ ہیں باس۔ آپ جیسا کہیں گے ہم ویسا ہی کریں گے۔ پھر سپرنٹنڈنٹ فیاض کا بیٹا ہو یا اس ملک کے پرائم منسٹر کا۔ ہم ہر صورت میں آپ کے ساتھ ہیں اور ساتھ رہیں گے“...... رضوان نے کہا۔

”گڈ شو۔ اب تم بتاؤ غفران۔ تمہارا کیا پروگرام ہے“...... باس

نے غفران کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں بھی آپ دونوں پر ٹرسٹ کرتا ہوں باس''...... غفران نے فوراً کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔ میں نے سفیان کے بارے میں ساری معلومات اکٹھی کر رکھی ہیں۔ ہم آج رات اپنا کام پورا کریں گے اور پھر آگے کیا کرنا ہے اس کی پلاننگ کریں گے''...... باس نے سنجیدگی سے کہا۔

''اوکے باس''...... ان دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

''اور کوئی سوال''...... اس بار مادام نے ان دونوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس مادام''...... رضوان نے کہا۔

''پوچھو''...... باس نے کہا۔

''اگر رات کے وقت سفیان جوگنگ کے لئے نکلتا ہے تو پھر ظاہر ہے وہاں اور لوگ بھی ہوں گے جو اس کے ساتھ جوگنگ کرتے ہوں گے۔ اگر وہاں لوگوں کی تعداد زیادہ ہوئی تو کیا ہو گا اور پھر آپ یہ بھی نہ بھولیں کہ آفیسرز کالونی میں جتنی بھی رہائش گاہیں ہیں ان کے گیٹ پر ایک یا دو مسلح گارڈز بھی موجود ہوتے ہیں۔ کیا ان کی موجودگی میں ہمارے لئے سفیان کو اغوا کرنا آسان ہو گا''...... رضوان نے کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے میں اب تک جھک مارتا رہا ہوں''۔ باس

نے منہ بنا کر کہا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... رضوان نے چونک کر کہا۔

''میں نے سفیان کی خود نگرانی کی ہے۔ اس کالونی میں رات کے وقت بہت سے لوگ چہل قدمی کے لئے نکلتے ہیں لیکن سفیان ان لوگوں کے ساتھ چہل قدمی کرنے کی بجائے اکیلا رہنے کو ترجیح دیتا ہے اور وہ کالونی کی اس سڑک پر جاتا ہے جہاں رہائش گاہوں کے عقبی حصے ہیں۔ اس طرف نہ تو کوئی گارڈ ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی اور آتا جاتا ہے۔ وہاں بہت سے خالی پلاٹس ہیں جہاں جھاڑ جھنکار اور درخت موجود ہیں۔ وہ ایسے ہی علاقے میں جاتا ہے اور پھر گھوم پھر کر واپس مین کالونی میں آ جاتا ہے۔ ہم اس کا خالی علاقے میں آنے کا انتظار کریں گے۔ جیسے ہی وہ وہاں آئے گا ہم اسے چھاپ لیں گے اور اگر بالفرض محال کوئی اس طرف آ گیا تو پھر ہم ڈاٹ گنوں کا استعمال کریں گے جن پر بے ہوشی کی سریع الاثر دوا لگی ہو گی۔ اس دوا سے کسی کی جان نہیں جاتی لیکن ڈاٹ لگتے ہی وہ فوراً بے ہوش ہو جاتا ہے''...... باس نے کہا۔

''تو کیا ہم سفیان کو بھی ڈاٹ گن سے بے ہوش کریں گے''۔ غفران نے کہا۔

''نہیں۔ ہم اسے ہوش میں رکھیں گے۔ وہ ہمارے گن پوائنٹ پر ہو گا۔ اگر راستے میں کسی نے ہمیں روکنے کی کوشش کی تو وہ ہمیں وہاں سے نکلنے میں مدد دے گا۔ کالونی سے نکلنے کے بعد ہم اسے

بے ہوش کر دیں گے“...... باس نے کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ آپ کی پلاننگ مکمل ہے تو ہم رات کو آ جائیں گے اور جیسا آپ کہیں گے اس پر عمل کریں گے“۔ رضوان نے کہا۔

”اوکے“...... باس نے کہا اور پھر وہ انہیں مزید تفصیل بتانے لگا کہ وہ سوپر فیاض کے بیٹے کو اغوا کر کے کہاں لے جائیں گے اور اسے کہاں رکھیں گے۔ رضوان اور غفران غور سے باس کی پلاننگ سن رہے تھے۔

سفیان بیس بائیس سال کا نوجوان تھا۔ وہ بے حد خوبصورت اور جاذب نظر نوجوان تھا۔ وہ سائنس کا سٹوڈنٹ تھا جسے یونیورسٹی کے سب لوگ بے حد پسند کرتے تھے۔ پڑھائی کے ساتھ ساتھ وہ سپورٹس ایکٹیوٹیز میں بھی سب سے آگے تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ یونیورسٹی میں بے حد مقبول تھا اور یونیورسٹی کا ہر لڑکا اور ہر لڑکی اسے دوست بنانے کی خواہش رکھتے تھے۔

سفیان سوپر فیاض کا بیٹا تھا۔ وہ سوپر فیاض اور اس کی بیوی سلمیٰ کا لاڈلا بیٹا تھا۔ وہ دونوں اور اس کی بہن مہرم اس سے بے حد پیار کرتے تھے اور اس کی ہر خواہش کو پورا کرتے تھے۔ سوپر فیاض کے پاس زمین جائیداد کی کوئی کمی نہ تھی بلکہ اس نے بے پناہ دولت جمع کر رکھی تھی اور وہ اپنی بیوی، بیٹی اور بیٹے کی ہر ضرورت پوری کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی ہر خوشی کا خیال رکھتے تھے۔ سفیان کی عادت تھی کہ وہ وقت پر یونیورسٹی جاتا تھا اور چھٹی کے بعد

سیدھا گھر آ تا تھا۔ گھر آ کر وہ ہوم ٹیوشن لیتا تھا اور پھر وہ اپنی ماں کو بتا کر اور سوپر فیاض کو فون کر کے ہی دوستوں کے ساتھ سیر و تفریح کے لئے جاتا تھا۔ ایسا کبھی نہ ہوا تھا کہ وہ دوستوں کے ساتھ نکلا ہو اور اس کے ماں باپ کو اس کا علم ہی نہ ہو۔ سفیان کی یہ عادت بھی بے حد اچھی تھی کہ وہ رات ہونے سے پہلے گھر لوٹ آ تا تھا چاہے وہ کسی دوست کی اہم ترین پارٹی ہی کیوں نہ اٹنڈ کر رہا ہو۔ سوپر فیاض دس بجے گھر پہنچ جاتا تھا۔

سب مل کر ڈائننگ ٹیبل پر ایک ساتھ رات کا کھانا کھاتے تھے اور پھر سفیان سوپر فیاض سے اجازت لے کر ایک گھنٹے کے لئے باہر جوگنگ کرنے کے لئے چلا جاتا تھا۔ کبھی کبھار سوپر فیاض بھی اس کے ہمراہ چلا جاتا تھا لیکن ایسا بہت کم ہوتا تھا۔ وہ بیٹے کی واپسی تک گھر میں ٹی وی پر خصوصی ٹاک شوز دیکھتا رہتا تھا۔

آج سفیان عادت کے مطابق کھانا کھانے کے بعد چہل قدمی کرنے کے لئے باہر نکل گیا تھا۔ وہ ٹریک سوٹ اور جوگرز پہنے کانوں میں سیل فون کے ہیڈ فون لگائے سڑک پر چلا جا رہا تھا۔ چونکہ سردیوں کے دن تھے اس لئے سر شام ہی اندھیرا چھا جاتا تھا اور دس بجے آدھی رات کا گمان ہوتا تھا۔

سفیان جس کالونی میں رہتا تھا وہاں ہر طرف برقی پول لگے رہتے تھے جس سے وہاں روشنی رہتی تھی۔ چونکہ اس کالونی میں رات آٹھ بجے کے بعد ہی آمد و رفت کا سلسلہ ختم ہو جاتا تھا اور

لوگ سر شام ہی گھر لوٹ آتے تھے اس لئے کالونی کی سڑکیں تقریباً ویران ہی رہتی تھیں۔ کالونی کے چند بوڑھے اور چند نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اس کی طرح چہل قدمی کے لئے باہر آتے تھے لیکن سفیان ان سے الگ دوسری سڑک کی طرف چلا جاتا تھا جہاں شام سے ہی سنسانی اور ویرانی چھا جاتی تھی۔ سفیان بھیڑ بھاڑ سے الگ اس راستے پر چہل قدمی کرتا ہوا سڑک گھوم کر دوسری طرف آتا تھا اور پھر گھر کی طرف جانے والی سڑک پر مڑ جاتا تھا۔ اس نے راستہ طے کر رکھا تھا کہ وہ آدھے گھنٹے تک کس رفتار سے اور کس سڑک پر جائے گا اور کہاں سے واپسی کے لئے ٹرن لے گا۔

آج آسمان پر بھی بادل چھائے ہوئے تھے اس لئے رات کی تاریکی میں خاصا اضافہ ہو گیا تھا۔ بجلی کڑک رہی تھی اور کبھی کبھی بادل بھی گرج رہے تھے لیکن ابھی تک بارش نہ ہوئی تھی۔ سفیان نے موسم خراب دیکھ کر آج جلدی گھر جانے کا فیصلہ کیا تھا اس لئے وہ مین سڑک کی طرف جانے کی بجائے سائیڈ سڑک سے ہی گھوم کر واپس آ رہا تھا۔ وہ اس وقت اپنی رہائش گاہ سے تقریباً پانچ سو گز دور تھا۔ اس کے کانوں میں ہیڈ فون لگے ہوئے تھے جن کا لنک اس کی جیب میں موجود جدید ٹچ سیل فون سے تھا۔ وہ سونگ سنتا ہوا مخصوص انداز میں گھر کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک اسے پیچھے سے کسی کار کے انجن کی آواز سنائی دی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو پیچھے سے ایک کار تیزی سے آ رہی تھی اس کی ہیڈ لائٹس اتنی تیز

تھیں کہ ایک لمحے کے لئے سفیان کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ سفیان نے فوراً سر موڑ لیا اور اپنے گھر کی طرف بڑھتا چلا گیا لیکن اسی لمحے پیچھے سے آنے والی کار کی رفتار تیز ہوئی کار اس کے قریب آئی اور پھر اچانک ماحول کار کے بریک لگنے کی تیز آوازوں سے گونج اٹھا۔ کار اس کے بالکل قریب رکی تھی۔ اس سے پہلے کہ سفیان کچھ سمجھتا اچانک کار کے دروازے کھلے اور ان میں سے دو لمبے تڑنگے اور مضبوط جسموں کے مالک آدمی نکل کر باہر آ گئے۔ ان دونوں کے چہروں پر ڈھاٹے باندھے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں ریوالور تھے۔

''خبردار۔ رک جاؤ ورنہ گولی مار دیں گے''...... ایک آدمی نے کڑک کر کہا تو سفیان رُک گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت اور خوف کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ اس نے کانوں سے ہیڈ فون نکال لئے اور خوف بھری نظروں سے ان دو افراد کی طرف دیکھنے لگا جو تیزی سے اس کے قریب آئے اور پھر ان دونوں نے جھپٹ کر اچانک اس کے بازو پکڑ لئے۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں''۔ سفیان نے حیرت اور خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''چلو کار میں بیٹھو''...... جن دو افراد نے اسے پکڑا ہوا تھا ان میں سے ایک نے کڑک کر کہا اور اسے کھینچتے ہوئے کار کی طرف لے گئے۔

''ارے لیکن آپ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں اور آپ ہیں کون''...... سفیان نے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

''خاموشی سے کار میں بیٹھ جاؤ ورنہ......'' اس آدمی نے اس قدر سرد لہجے میں کہا کہ سفیان کانپ کر رہ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اگر اس نے ان کی بات نہ مانی تو وہ اسے واقعی گولی مار سکتے ہیں کیونکہ ان دنوں ہر طرف ایسی ہی وارداتیں ہو رہی تھیں۔ لوگ اکیلے شخص کو دیکھ کر گھیر لیتے تھے اور پھر اسے لوٹ کر چھوڑ دیتے تھے اگر کوئی ان لٹیروں کے سامنے مزاحمت کرنے کی کوشش کرتا تو وہ اسے گولی مارنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ سفیان کو بھی یہ لٹیرے ہی لگ رہے تھے جن کا مقصد اسے لوٹنا ہی تھا اور کچھ نہیں اور سفیان کے پاس سوائے ایک قیمتی سیل فون کے اور کچھ نہ تھا۔

''دیکھیں۔ میرے پاس سیل فون ہے۔ آپ لے لیں اور مجھے جانے دیں۔ میں اپنے ساتھ اپنا وائلٹ نہیں لایا ہوں ورنہ اپنی ساری رقم بھی آپ کو دے دیتا''...... سفیان نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''لے لیں گے تم سے سیل فون۔ فی الحال کار میں بیٹھو''...... اس آدمی نے کہا۔ انہوں نے اسے کار کی پچھلی سیٹ پر دھکیل دیا۔ جیسے ہی سفیان کار کی سیٹ پر بیٹھا اس کے ساتھ ایک ریوالور بردار بھی بیٹھ گیا۔ پھر دوسرا آدمی ڈرائیور کی سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک اور آدمی بیٹھا ہوا تھا جس

نے سیاہ رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا اور اس نے چہرہ بھی نقاب میں ڈھانپ رکھا تھا۔ سفیان چاروں طرف دیکھ رہا تھا لیکن سڑک بالکل خالی تھی۔ وہاں کوئی نہ تھا جو اس کی مدد کر سکتا ہو۔

''چلو''...... سائیڈ سیٹ پر بیٹھے آدمی نے ڈرائیور سے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے کار آگے لے گیا اور پھر اس نے تیزی سے کار موڑی اور کالونی سے باہر جانے والی سڑک کی طرف دوڑاتا لے گیا۔

''کون ہیں آپ لوگ اور کیا چاہتے ہیں''...... سفیان نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے جیب سے سیل فون نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔

''اس سے سیل فون لے لو''...... آگے بیٹھے ہوئے آدمی نے اپنے ساتھی سے کہا تو سفیان کے ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی نے اس سے سیل فون جھپٹ لیا۔

''اس کے سر سے ریوالور لگاؤ''...... آگے بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا تو دوسرے آدمی نے اچانک ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور سفیان کے سر سے لگا دیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ آپ نے میرا سیل فون لے تو لیا ہے۔ اب کیا چاہتے ہیں''...... سفیان نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''نمبر ٹو۔ سیل فون مجھے دو''...... آگے بیٹھے ہوئے آدمی نے

کہا۔

''یس نمبر ون''...... سیل فون چھیننے والے آدمی نے کہا اور اس نے سفیان سے چھینا ہوا سیل فون اس کی طرف بڑھا دیا۔ وہ اسے آن کر کے اسکرین پر ڈسپلے دیکھنا شروع ہو گیا۔

''تمہارا نام کیا ہے لڑکے''...... آگے بیٹھے ہوئے آدمی نے سفیان سے مخاطب ہو کر سرد لہجے میں پوچھا۔

''س۔ سفیان۔ میرا نام سفیان ہے''...... سفیان نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''سیل فون میں تمہارے باپ کا نام کیا لکھا ہے''...... نمبر ون نے پوچھا۔

''فیاض۔ فیاض احمد''...... سفیان نے اسی انداز میں کہا۔

''اس کا نمبر اسی نام سے درج ہے اس سیل فون میں''...... نمبر ون نے پوچھا۔

''نن نن۔ نہیں۔ میں نے ڈیڈی لکھا ہوا ہے''...... سفیان نے کہا تو نمبر ون فون کا انڈیکس کھول کر چیک کرنے لگا۔ کار تیزی سے کالونی سے باہر جانے والی سڑک کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ سفیان نے کار کو چیک پوسٹ کی طرف جاتے دیکھا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے کہ چیک پوسٹ پر مسلح افراد انہیں اس طرح سے اسے اغوا کر کے نہ لے جانے دیں گے۔ کار چیک پوسٹ کی طرف رکے بغیر بڑھتی چلی گئی اور پھر اچانک کار

چیک پوسٹ کے پاس آ کر رکی تو یہ دیکھ کر سفیان چونک پڑا کہ وہاں ایک بھی گارڈ دکھائی نہ دے رہا تھا۔ اسی لمحے سائیڈ سے ایک آدمی نکل کر تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔ اس نے بھی چہرے پر بڑا سا رومال باندھ رکھا تھا۔ وہ تیزی سے کار کی طرف آیا اور پھر وہ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر سفیان کے قریب بیٹھ گیا۔

''کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا''...... آگے بیٹھے ہوئے آدمی نے آنے والے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں۔ سب بے ہوش پڑے ہیں اور یہ اتفاق ہی ہے کہ اس دوران کوئی اس طرف نہیں آیا''...... آنے والے آدمی نے کہا۔ اسی لمحے کار آگے بڑھ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے کالونی سے نکلتی چلی گئی۔

''اب ہم سیف ہیں۔ نمبر تھری اپنا کام کرو''...... نمبر ون نے پیچھے بیٹھے ہوئے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنے لباس کی جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال لی۔ شیشی سفید رنگ کی تھی جس میں ہلکے سبز رنگ کا محلول سا بھرا ہوا تھا۔ اس نے شیشی کا ڈھکن کھولنا شروع کر دیا۔

''اپنا منہ کھولو''...... نمبر تھری نے کہا۔

''کک کک۔ کیوں''...... سفیان نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ وہ ان دونوں کے درمیان بری طرح سے پھنسا ہوا تھا۔

''جیسا کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرو ورنہ گولی مار دی جائے گی''...... نمبر ٹو نے اس کے سر سے ریوالور لگاتے ہوئے کہا لیکن

سفیان ڈرا ہوا تھا۔ شیشی میں سبز رنگ کا محلول دیکھ کر اس کا دل بری طرح سے دھڑکنا شروع ہو گیا تھا۔ یہ لوگ اسے زہر بھی پلا سکتے تھے یا پھر وہ کوئی نشہ آور دوا بھی ہو سکتی تھی جسے وہ کسی حال میں نہ پینا چاہتا تھا۔

''میں نہیں پیوں گا اسے۔ دور ہٹاؤ۔ دور ہٹاؤ اسے''...... سفیان نے خوف بھرے لہجے میں کہا مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح سے چیخ اٹھا۔ نمبر ٹو نے یکلخت اس کے منہ پر زور دار مکا مار دیا تھا۔ جیسے ہی چیخنے کے لئے سفیان کا منہ کھلا نمبر تھری نے فوراً اس کے سر کے بال پکڑ کر جھٹکے تو سفیان کا منہ اوپر ہو گیا۔ اسی لمحے نمبر تھری نے شیشی کا منہ اس کے منہ میں ڈال کر الٹ دیا۔ نمبر ٹو نے سفیان کا منہ پکڑ لیا۔ تیز اور کڑوی دوا سفیان کے حلق میں اتری۔ اس نے سر جھٹکنا چاہا لیکن ایک آدمی نے اس کے سر کے بال پکڑے ہوئے تھے جبکہ دوسرے نے اس کا منہ پکڑ رکھا تھا اس لئے سفیان کسی بھی طرح خود کو اس کڑوی دوا کو حلق میں لے جانے سے نہ روک پا رہا تھا۔ نمبر تھری نے ساری دوا اسے پلا دی اور شیشی خالی ہوتے ہی اس نے سفیان کے منہ سے ہٹا لی۔ سفیان کے منہ سے خرخراہٹ نکلنے لگی وہ بری طرح سے ابکائیاں لے رہا تھا۔

''اگر یہ الٹی کرے یا دوا حلق سے نکالے تو اسے گولی مار دینا''...... آگے بیٹھے ہوئے نمبر ون نے غراتے ہوئے کہا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا پلایا ہے تم نے مجھے''...... سفیان نے دوا نگل کر

خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

”ڈرو نہیں۔ تمہیں زہر نہیں پلایا گیا ہے“...... نمبر ٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”زہر نہیں ہے تو کیا ہے۔ اتنی کڑوی دوا“...... سفیان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا رنگ خوف سے اُڑا ہوا تھا۔

”میں نے تمہارے ڈیڈی کے نمبر پر ایک میسج سینڈ کیا ہے“۔ آگے بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔

”میسج۔ کون سا میسج“...... سفیان نے چونک کر کہا۔

”تمہاری طرف سے میسج کیا ہے کہ میں اغوا ہو گیا ہوں ڈیڈی“...... اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا تو سفیان بری طرح سے اچھل پڑا۔

”اغوا۔ کک کک۔ کیا تم مجھے اغوا کر کے لے جا رہے ہو“۔ سفیان نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے دماغ میں دھماکے سے ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دوا کے حلق میں جاتے ہی اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ رہے ہو۔ اس کی آنکھیں دھندلا رہی تھیں اور اسے اپنے جسم سے جان سی نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

”ہاں۔ ہم نے تمہیں اغوا کر لیا ہے“...... اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے نمبر ٹو نے کہا تو سفیان دھندلاتی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔

”لیکن کیوں۔ تم مجھے اغوا کیوں کر رہے ہو۔ تم ہو کون“۔

سفیان کے منہ سے ایسی آواز نکلی جیسے اس نے بے تحاشہ شراب پی لی ہو اور اس کے حواس مکمل طور پر معطل ہو گئے ہوں۔ اسے اب نہ کچھ دکھائی دے رہا تھا، نہ کوئی آواز سنائی دے رہی تھی اور نہ ہی اسے اپنے جسم میں کسی قسم کی کوئی فیلنگ محسوس ہو رہی تھی۔ اس کا دماغ بھی اس کا ساتھ چھوڑتا جا رہا تھا اور پھر اچانک وہ لہرایا اور اس کا سر ڈھلک گیا۔ دوا نے اپنا اثر دکھا دیا تھا اور وہ بے ہوشی کی تاریک وادیوں میں پہنچ گیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں سٹنگ روم میں بیٹھا صبح کا اخبار دیکھ رہا تھا۔ سلیمان اسے ناشتہ کرانے کے بعد بازار سے سودا سلف خریدنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ ابھی سلیمان کو گئے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی ہو گی کہ کال بیل بج اٹھی۔

''سلیمان۔ بھائی سلیمان''...... عمران نے اخبار سے نظریں ہٹائے بغیر اونچی آواز میں سلیمان کو آواز دیتے ہوئے کہا لیکن سلیمان بھلا اسے کہاں سے جواب دیتا۔ کال بیل مسلسل بج رہی تھی جیسے کوئی کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ کر بھول گیا ہو۔

''ارے ارے۔ کیا کر رہے ہو۔ کال بیل بڑی مہنگی آتی ہے۔ اسے مسلسل بجا بجا کر جلانا چاہتے ہو۔ رک جاؤ۔ ابھی سلیمان آ کر دروازہ کھولتا ہے''...... عمران نے اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا لیکن کال بیل کی آواز میں اس کی آواز باہر سنائی نہ دے سکتی تھی۔ اس نے بے اختیار اخبار نیچے رکھا اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ

لئے۔

''ارے۔ میرے کانوں کے نازک پردے پھٹ رہے ہیں۔ بیل بجانا بند کرو۔ سلیمان۔ سلیمان دیکھو کس پاگل کی انگلی کال بیل کے بٹن سے چپک گئی ہے۔ چھری لے جاؤ اور اگر اس کی انگلی کال بیل کے بٹن سے الگ نہیں ہو رہی تو اس کی انگلی ہی کاٹ دو۔ سلیمان۔ سلیمان''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا لیکن جواب نہ آیا۔

''اوہ۔ شاید میں بوڑھا ہو گیا ہوں جو میری یادداشت کمزور ہو گئی ہے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے تو سلیمان بازار سے سودا سلف لینے گیا تھا۔ اب میں کیا کروں۔ کیا مجھے خود ہی جا کر دروازہ کھولنا پڑے گا''...... اچانک عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ کال بیل رکے بغیر بجے چلی جا رہی تھی اور کال بیل کے ساتھ اب کال بیل بجانے والے نے زور زور سے دروازہ بھی دھڑ دھڑانا شروع کر دیا تھا۔

''لگتا ہے آنے والا ضرورت سے زیادہ ضرورت مند ہے یا پھر اس کے پیٹ میں گڑ بڑ ہے اور وہ ایمرجنسی میں ہمارا ٹائلٹ استعمال کرنا چاہتا ہے''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''رکو۔ رکو آ رہا ہوں''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اس بار اس کی آواز نے جیسے جادو کا سا کام کیا تھا۔ باہر سے نہ صرف بیل بجنا بند ہو گئی تھی بلکہ اب دروازہ بھی نہ دھڑ دھڑایا جا رہا تھا۔ شاید باہر موجود شخص نے عمران کی آواز سن لی تھی۔

"اللہ تیرا شکر ہے جو یہ ڈراؤنی کال بیل بجنی بند ہو گئی ہے ورنہ ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ کال بیل میرے دل و دماغ کو ہلا کر رکھ دیں گی"...... عمران نے کانوں سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا اور پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف جانے کی بجائے واپس مڑا اور دوبارہ سٹنگ روم میں آ گیا۔ وہ اطمینان بھرے انداز میں صوفے پر بیٹھا اور اس نے سامنے پڑا ہوا اخبار اٹھا لیا۔

"عمران۔ سلیمان"...... اچانک اسے باہر سے سوپر فیاض کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

"ارے۔ یہ کیا۔ یہ مجھے کال بیل بج کر بند ہونے کے بعد سوپر فیاض کی آواز کیوں سنائی دے رہی ہے اور وہ مجھے عمران سلیمان کہہ کر کیوں پکار رہا ہے"...... عمران نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے سر جھٹکا اور ایک بار پھر اخبار دیکھنے لگا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح سے اچھل پڑا کیونکہ ایک بار پھر کال بیل بجنے کے ساتھ ساتھ دروازہ دھڑ دھڑانے کی آواز گونج اٹھی۔

"میرے خدا۔ یہ کون پاگل ہے جو پھر سے بیل بجانا اور دروازہ دھڑ دھڑانا شروع ہو گیا ہے۔ ایک بار اس سے کہا تو ہے کہ آ رہا ہوں پھر کچھ دیر کے لئے انتظار نہیں کر سکتا تھا"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ اخبار رکھ کر ایک بار پھر اٹھا اور غصے سے تلملاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کال بیل اب بھی بج رہی تھی۔

"آ رہا ہوں بھائی۔ اپنی انگلی کال بیل سے ہٹاؤ ورنہ ہاتھ تو رہے گا لیکن انگلی کٹ کر غائب ہو جائے گی"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو باہر سے پھر بیل بجنی بند ہو گئی۔

"عقلمند آدمی ہے۔ انگلی کٹنے کے ڈر سے اس نے بیل سے انگلی ہٹا لی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر واپس سٹنگ روم میں جانے کے لئے پلٹ پڑا۔

"عمران۔ سلیمان اللہ کے واسطے دروازہ کھولو۔ میں سوپر فیاض ہوں"...... باہر سے سوپر فیاض کی تیز آواز سنائی دی تو عمران رک گیا۔ وہ دروازے کی طرف مڑا اور پھر بند دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔

"یہ تو واقعی سوپر فیاض کی آواز ہے"...... عمران نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے لاک ہٹا کر دروازہ کھولا تو اسی لمحے دروازے کو زور دار دھکا لگا۔ عمران بمشکل دروازے سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔ دروازہ کھلتے ہی سوپر فیاض توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح اندر آ گیا۔

"ارے ارے۔ اس طرح آندھی طوفان بنے کیوں گھسے آ رہے ہو بھائی۔ ارے"...... عمران نے اسے تیزی سے اندر آتے دیکھ کر کہا اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں سوپر فیاض کے چہرے پر پڑیں وہ بے اختیار چونک پڑا۔ سوپر فیاض کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر خوف پریشانی اور اذیت کے تاثرات نمایاں دکھائی

دے رہے تھے۔ اس کی آنکھیں سرخ اور سوجی ہوئی تھیں جیسے وہ کئی راتوں سے سویا نہ ہو۔ اس نے عام سا لباس پہنا ہوا تھا اور اس کی نہ صرف شیو بڑھی ہوئی تھی بلکہ اس کے سر کے بال بھی بکھرے ہوئے تھے جیسے اس نے کئی روز سے کنگھی تک نہ کی ہو۔

''عمران۔ عمران میرے بھائی''...... سوپر فیاض نے روہانسے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا وہ تیزی سے آگے بڑھا اور عمران سے یوں لپٹ گیا جیسے وہ صدیوں کا بچھڑا ہوا ہو اور اب مل رہا ہو۔ عمران کے گلے لگتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گیا اور سوپر فیاض کی یہ حالت اور اسے اس طرح روتے دیکھ کر عمران واقعی حیران رہ گیا۔

''کیا ہوا۔ کیا ہوا۔ تم اس طرح رو کیوں رہے ہو اور تم نے یہ اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن سوپر فیاض نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ زور زور سے رو رہا تھا۔

''ہوا کیا ہے۔ کچھ بتاؤ تو سہی''...... عمران نے کہا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور سوپر فیاض کو کاندھے سے پکڑ کر سٹنگ روم کی طرف لے گیا۔ سوپر فیاض بدستور رو رہا تھا۔ اس کی حالت بے حد خراب نظر آ رہی تھی۔ عمران نے سوپر فیاض کی ایسی حالت پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔

''بیٹھو۔ میں پانی لے کر آتا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر وہ

سوپر فیاض کو بٹھا کر کچن میں گیا۔ اس نے فریج سے ٹھنڈے پانی کی بوتل نکالی اور ایک گلاس لے کر دوبارہ سٹنگ روم میں آ گیا۔ سوپر فیاض اب بھی سسک رہا تھا۔ عمران نے بوتل کا ڈھکن کھول کر اس میں سے پانی گلاس میں انڈیلا اور پھر اس نے بوتل سامنے رکھی ہوئی میز پر رکھ دی اور گلاس سوپر فیاض کی طرف بڑھایا۔

''لو۔ پانی پیو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے کچھ نہیں چاہئے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''آنکھوں کے راستے کافی پانی بہہ گیا ہے۔ جسم میں پانی کی کمی ہو جائے گی پی لو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض نے ایک لمحے کے لئے عمران کو گھور کر دیکھا اور پھر اس نے عمران کے ہاتھ سے گلاس لے لیا۔

''شکریہ''...... سوپر فیاض نے کہا اور پھر اس نے گلاس ہونٹوں سے لگایا اور گھونٹ گھونٹ پینے لگا۔ عمران اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

''یہ تم نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے۔ نشہ کرنا شروع کر دیا ہے کیا یا پھر کسی کے عشق میں مبتلا ہو گئے ہو۔ یقین کرو پکے مجنوں دکھائی دے رہے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میری جان پر بنی ہوئی ہے اور تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے''۔ سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں مذاق نہیں کر رہا ہوں تمہاری حالت دیکھ کر لگتا ہے جیسے تم نجانے لیلیٰ کی تلاش میں کن کن صحراؤں اور جنگلوں کی خاک چھان

کر آئے ہو‘‘...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

’’سفیان اغوا ہو گیا ہے‘‘...... اس سے پہلے کہ عمران کچھ اور کہتا سوپر فیاض نے انتہائی آبدیدہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

’’سفیان۔ تمہارا بیٹا‘‘...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

’’تو کیا میں کسی اور کے بیٹے کی بات کر رہا ہوں۔ میں اپنے بیٹے کی بات کر رہا ہوں۔ نانسنس‘‘...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’اوہ۔ کب اغوا ہوا ہے اور کیسے‘‘...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ سفیان کو وہ بخوبی جانتا تھا۔ وہ انتہائی نیک، ملنسار اور خوش گفتار ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ذہین، خوبرو اور نفاست پسند لڑکا تھا جو بڑوں کی عزت کرنا اور چھوٹوں سے محبت سے پیش آنا جانتا تھا۔ اس کی عادات اپنے باپ سوپر فیاض سے قطعی مختلف تھی۔ سوپر فیاض تیز گو اور ناک پر غصہ رکھنے والا انسان تھا اور کسی سے سیدھے منہ بات کرنا تک گوارا نہیں کرتا تھا لیکن اس کا بیٹا سفیان اس کے برعکس تھا۔ وہ ہر وقت ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے رکھتا تھا اور ہر ایک سے انتہائی خوش اخلاقی، ملنساری اور محبت سے پیش آتا تھا۔ عمران اس سے کئی بار مل چکا تھا لیکن اس کی یہ ملاقاتیں عام سی ملاقاتوں میں شامل تھی۔ اس کی سفیان کے ساتھ کبھی طویل نشست نہ ہوئی تھی۔

’’آج تیسرا دن ہے‘‘...... سوپر فیاض نے کہا تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔

’’تیسرا دن۔ کیا مطلب۔ سفیان کو اغوا ہوئے تین دن ہو گئے ہیں اور تم مجھے اب بتا رہے ہو اور وہ بھی اس حال میں‘‘...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

’’ان تین دنوں میں، میں اپنے طور پر کوشش کر رہا تھا۔ سفیان اور اسے اغوا کرنے والوں کو ڈھونڈنے میں لگا ہوا تھا‘‘...... سوپر فیاض نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔

’’پھر کچھ پتہ چلا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’نہیں۔ میرا پورا ڈیپارٹمنٹ میری مدد کر رہا ہے لیکن نہ اغوا کرنے والوں کا اب تک کوئی سراغ ملا ہے اور نہ ہی یہ پتہ چل سکا ہے کہ اغوا کرنے والے میرے بیٹے کو کہاں اور کیوں لے گئے ہیں‘‘...... سوپر فیاض نے کہا۔

’’کیا تم نے اپنے رشتہ داروں اور سفیان کے دوستوں سے معلوم کیا ہے کہیں وہ ان کے پاس نہ چلا گیا ہو‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’ہاں۔ سب کچھ کر کے دیکھ لیا ہے۔ پورا شہر چھان لیا ہے اور تمام ہسٹری شیٹرز کو بھی کھنگال لیا ہے لیکن کچھ پتہ نہیں چلا ہے‘‘۔ سوپر فیاض نے کہا۔

’’کیا تمہارا کسی بات پر سفیان سے کوئی جھگڑا ہوا تھا‘‘......

عمران نے کہا۔

"نہیں۔ تم جانتے ہو وہ میری عزت کرتا ہے اور مجھ سے کسی بات پر نہیں جھگڑتا۔ ایک بار میں اسے جس کام سے منع کر دوں وہ آسانی سے مان جاتا ہے اور دل میں بھی نہیں رکھتا"...... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

"تم کہہ رہے ہو کہ تم نے اور تمہارے ڈیپارٹمنٹ نے ہسٹری شیٹرز کو بھی کھنگالا ہے۔ کیا تمہیں ایسا لگ رہا ہے کہ سفیان کو کسی نے اغوا کیا ہے"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

"ہاں۔ اسے اغوا ہی کیا گیا ہے ورنہ وہ اتنے دن غائب رہے اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"کس مقصد کے لئے اسے اغوا کیا گیا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"میں نہیں جانتا"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"کیا کسی نے تمہیں کال کر کے تاوان مانگا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ ابھی تک تو کسی کا فون نہیں آیا"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"وہ اغوا کب ہوا تھا اور تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ اغوا ہی ہوا ہے"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے جیب سے اپنا سیل فون

نکالا اور اس کے مختلف بٹن پریس کرنے لگا۔ پھر اس نے سیل فون عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اس سے سیل فون لے لیا۔ سیل فون پر ٹیکسٹ میسج آن تھا۔ سوپر فیاض نے اِن باکس کا ایک میسج کھولا تھا جس میں لکھا تھا۔ 'مجھے اغوا کر لیا گیا ہے ڈیڈی'۔

"یہ تو تین دن پہلے کا میسج ہے اور یہ میسج رات کے دس بج کر پچیس منٹ پر آیا تھا"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہ حسب معمول رات کو واکنگ کے لئے گیا تھا۔ میں ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ تمہاری بھابھی سلمیٰ، بیٹی مہرم کے ساتھ اس کے کمرے میں باتیں کر رہی تھی۔ میرا سیل فون سائیڈ ٹیبل پر رکھا ہوا تھا۔ میسج ٹون سنائی دی لیکن ٹی وی پر دلچسپ ٹاکنگ شو چل رہا تھا اس لئے میں نے سیل فون پر توجہ نہ دی۔ کیونکہ رات کے وقت ظاہر ہے دوست احباب میسج کرتے ہیں یا پھر کمپنی کی طرف سے ہی کوئی میسج آتا ہے۔

رات کے سوا گیارہ بج گئے تو سلمیٰ میرے پاس آئی اور اس نے بتایا کہ سفیان ابھی تک نہیں لوٹا ہے۔ میں نے کہا آ جائے گا تو اس نے بتایا کہ اس نے سفیان کو کال کی تھی لیکن سفیان کا نمبر سوئچڈ آف ہے تو میں حیران ہوا کہ سفیان تو کبھی اپنا نمبر سوئچڈ آف نہیں رکھتا۔ میں نے سلمیٰ کے سیل فون سے سفیان کے نمبر پر کال کی تو واقعی اس کا نمبر سوئچڈ آف تھا۔ میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ اس کے سیل فون کی بیٹری ڈاؤن ہو گئی ہو۔ لیکن یہ بات

مجھے کھٹکنا شروع ہو گئی کہ سفیان وقت کا پابند ہے وہ ٹھیک گیارہ بجے تک واپس گھر آ جاتا ہے جبکہ اس روز گیارہ سے زیادہ کا وقت ہو گیا تھا۔ میں نے سلمٰی کو تسلی دی اور تھوڑی دیر انتظار کرنے کو کہا اور پھر میں نے اپنا سیل فون اٹھایا اور میسج کو دیکھے بغیر اپنے نمبر سے سفیان کو کال کرنا شروع کر دیا لیکن اس کا نمبر بدستور سوئچڈ آف تھا۔ میں کافی دیر تک اس کے نمبر پر کال کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا مجھے تشویش لاحق ہونا شروع ہو گئی تھی۔ میں نے سلمٰی کو پھر تسلی دی اور گھر سے نکل آیا۔ باہر دو گارڈز موجود تھے۔ ان سے سفیان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ ابھی واپس نہیں آیا ہے تو میں نے انہیں ساتھ لیا اور سفیان کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ ساری کالونی کی سڑکیں چھان لیں لیکن سفیان کا کچھ پتہ نہ چلا۔ پھر جب میں چیک پوسٹ پر پہنچا تو وہاں کا بدلا ہوا ماحول دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ وہاں چار سیکورٹی گارڈز موجود تھے لیکن سب کے سب کیبن میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ انہیں بے ہوش دیکھ کر میرے بھی ہوش اُڑ گئے۔ میں نے کال کر کے ڈیپارٹمنٹ سے آفیسرز کو بلایا اور پھر ہر طرف سفیان کی تلاش شروع ہو گئی۔ چیک پوسٹ کے گارڈز کو ہوش میں لایا گیا تو انہوں نے بتایا کہ مین سڑک کی طرف سے ایک کیپسول سا اُڑتا ہوا آیا تھا جو ان کے کیبن کے باہر گرا تھا۔ وہ اچانک ایک ہلکے سے دھماکے سے پھٹا اور پھر ہر طرف دھواں پھیل گیا جس کے

اثر سے وہ بے ہوش ہو گئے تھے“...... سوپر فیاض نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”پھر“...... عمران جو خاموشی سے اس کی باتیں سن رہا تھا، نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”سفیان کا نہ ملنا میرے لئے تشویش کا باعث تھا۔ آفیسرز کے ساتھ مل کر میں نے کالونی کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن اس کا کچھ پتہ نہ تھا پھر میری نظر سیل فون کے میسج باکس پر پڑی جس میں ایک میسج موجود تھا۔ میں نے اِن باکس کھولا تو یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ میسج سفیان کے سیل فون سے آیا تھا جس پر یہی لکھا تھا جو تم نے پڑھا ہے۔ اس کے اغوا کا سن کر میرے تو ہوش اُڑ گئے۔ میں نے گھر میں آ کر سلمٰی کو بتایا تو وہ سفیان کے اغوا کا صدمہ برداشت نہ کر سکی اور بے ہوش ہو گئی۔ اسے گہرا صدمہ لگا تھا۔ مہرم بھی اپنے بھائی کے اغوا کا سن کر گھبرا گئی تھی۔ مجھے فوری طور پر سول ہسپتال سے ایمبولینس منگوانی پڑی اور پھر میں تمہاری بھابھی کو لے کر ہسپتال چلا گیا۔ اسے ہسپتال ایڈمٹ کرا کر میں نے مہرم اور چند آفیسرز کو وہیں چھوڑا اور ایک بار پھر سفیان کی تلاش میں جت گیا۔ یہ تین دن اور تین راتیں میں نے جاگ کر گزاری ہیں اور سفیان کی تلاش میں جو کچھ میں کر سکتا تھا کرتا رہا لیکن اس کا کچھ پتہ نہ چلا۔ تمہاری بھابھی ابھی تک ہسپتال میں ہے اور سفیان کے نہ ملنے کی وجہ سے اس پر بار بار غشی کے دورے پڑ رہے ہیں۔ میں اب

بھی سفیان کی تلاش میں لگا ہوا تھا۔ اس طرف سے گزرا تو میں سیدھا یہاں آ گیا“...... سوپر فیاض نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم نے سفیان کے سیل فون کی لوکیشن چیک کرائی۔ آخری بار وہ کب اور کہاں سوئچڈ آف ہوا تھا“...... عمران نے پوچھا۔

”اس کا سیل فون کالونی میں ہی سوئچڈ آف ہوا تھا اور میسج دس بج کر پچیس منٹ پر آیا تھا۔ اس میسج کے فوراً بعد ہی سیل فون بند ہو گیا تھا“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”کیا اس کے بعد سیل فون ایک بار بھی آن نہیں ہوا“۔ عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ میں نے اسے ٹریکنگ پر ڈال رکھا ہے لیکن ابھی تک سیل فون بند ہے“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”حیرت ہے۔ اگر اتنے بڑے آفیسرز کے بچے یوں اغوا ہو سکتے ہیں تو پھر عام لوگوں کے بچوں کا کیا ہوتا ہو گا۔ یہ دارالحکومت ہے اور یہاں سیکورٹی کا یہ حال ہے تو پھر دوسرے علاقوں کی سیکورٹی کا کیا حال ہو گا“...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”عمران، سفیان میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ اس کی جدائی مجھ سے برداشت نہیں ہو رہی ہے اور میں تمہاری بھابھی کا بتا چکا ہوں۔ وہ بدستور ہسپتال میں ہے اور اس کی حالت بہت خراب ہے۔ تم ایسے معاملات میں پہلے بھی کئی بار کام کر چکے ہو۔ پلیز۔ میرے بیٹے کے لئے کچھ کرو۔ اسے ڈھونڈو۔ اگر وہ نہ ملا تو میرا زندہ رہنا

مشکل ہو جائے گا اور تمہاری بھابھی بھی اس کے بغیر زندہ نہ رہ سکے گی“...... سوپر فیاض نے ایک بار پھر آنکھوں میں آنسو لاتے ہوئے کہا۔

”ڈیڈی کہاں ہیں۔ کیا انہیں اس بات کا علم ہے“...... عمران نے کہا۔

”وہ بیرون ملک دورے پر گئے ہوئے ہیں۔ میری ان سے فون پر بات ہوئی ہے۔ ان کا حکم ہے کہ میں اس سلسلے میں جو کچھ کر سکتا ہوں کروں اور پوری فورس سے اپنے بیٹے کو تلاش کروں“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”مطلب کہ اس وقت ڈائریکٹر جنرل کے قائم مقام تم ہو“۔ عمران نے کہا۔

”ہاں“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”پھر تو تم نے سارے ڈیپارٹمنٹ کو ہی سفیان کی تلاش میں لگا رکھا ہو گا“...... عمران نے کہا۔

”تو اور کیا کروں۔ ہر کوئی اپنی سی کوشش میں لگا ہوا ہے لیکن۔“ سوپر فیاض نے کہا اور پھر کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

”ان لوگوں کو چیک کرنا تھا جن سے تم بڑی بڑی رقمیں لیتے ہو۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کسی نے تم سے تنگ آ کر یہ سب کیا یا کرایا ہو“...... عمران نے کہا۔

”میں نے کسی کو نہیں چھوڑا ہے۔ ہر ایک کی گردن پکڑی ہے

اور ہر ایک سے مکمل انکوائری کی ہے لیکن ان میں سے ایسا کوئی نہیں ہے جو میرے خلاف اتنا بڑا قدم اٹھا سکے“...... سوپر فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر بھی کوئی تو ہے جسے اس بات کا علم تھا کہ سفیان رات کے وقت ٹہلنے کے لئے کالونی میں آتا ہے۔ ان لوگوں نے اسے اغوا کرنے کا پہلے سے ہی پروگرام بنا رکھا تھا۔ پہلے انہوں نے چیک پوسٹ پر گیس کیپسول فائر کیا اور وہاں سب کو بے ہوش کر کے کالونی میں گھس آئے اور پھر وہ سفیان کو اٹھا کر لے گئے۔ ظاہر ہے اس کے لئے انہوں نے تیز ترین کارروائی کی ہو گی۔ رات کے وقت سفیان جب ٹہلنے کے لئے باہر آتا ہے تو وہ اکیلا تو نہیں ہوتا ہو گا۔ کالونی کے اور لوگ بھی تو ٹہلنے کے لئے باہر نکلتے ہوں گے کیا ان میں سے کسی نے کچھ نہیں دیکھا“...... عمران نے کہا۔

”میں نے کالونی کے ایک ایک گھر کو چیک کیا ہے۔ ایک ایک فرد سے پوچھ گچھ کی ہے لیکن کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے البتہ کچھ لوگوں سے پتہ چلا ہے کہ سفیان چہل قدمی کے لئے کالونی کی عقبی سڑکوں کی طرف جاتا تھا۔ وہ بھیڑ بھاڑ سے الگ رہتا تھا اور اس سڑک پر اکیلا ہی ہوتا تھا۔ میں نے وہاں جا کر چیکنگ کی تو ایک جگہ مجھے ایک کار کے ٹائروں کے نشان دکھائی دیئے جیسے کوئی کار اچانک اور فل بریکس لگا کر وہاں رکی ہو۔ وہاں تین افراد کے پیروں کے نشانات بھی تھے جن میں ایک نشان سفیان کے جوتوں کا

بھی تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے سفیان کو ٹھیک اس جگہ سے اغوا کیا گیا ہے۔ میں نے اس علاقے کا مکمل سرچ کرایا لیکن کار کے ٹائروں کے نشان اور چند جوتوں کے نشانات کے سوا وہاں کچھ نہ تھا۔ پھر بھی میں نے جوتوں کے نشان اور کار کے ٹائروں کے نشانات کے پرنٹ لے لئے ہیں اور انہی نشانوں کو بیس بنا کر آفیسرز کام کر رہے ہیں“...... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

”اور کالونی میں جو سیکورٹی کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ ان سے بھی کوئی فوٹیج نہیں ملی“...... عمران نے پوچھا۔

”میں نے ساری فوٹیج چیک کی ہیں۔ ان میں کچھ ایسی فوٹیج ملی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ کالونی میں چیک پوسٹ پر بے ہوشی کا کیپسول فائر کرنے کے بعد ایک نئے ماڈل کی سیاہ رنگ کی سیڈان کار داخل ہوئی تھی اور پھر وہ کار اگلے بیس منٹ بعد واپس چلی گئی تھی۔ کار کے شیشے کلرڈ تھے۔ اس پر نمبر پلیٹ بھی لگی ہوئی تھی۔ میں نے اس کار کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ اس کی نمبر پلیٹ جعلی تھی۔ بہرحال اس کار کی تلاش کے لئے میں نے سرچنگ کرائی تو کار ایک کمرشل پلازا کی پارکنگ میں مل گئی۔ میرے ساتھیوں نے اس کار کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ معلومات حاصل کرنے پر پتہ چلا کہ وہ کار چوری کی تھی جسے دوسرے شہر سے چوری کر کے لایا گیا تھا۔ کار کو کارروائی کے بعد اس پارکنگ میں چھوڑ دیا گیا تھا اور کار کو مکمل طور پر صاف کر کے ہر کلیو ختم کر دیا

گیا تھا“...... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

”تو کیا اس پارکنگ میں سیکورٹی کیمرے نہیں لگے ہوئے تھے جن سے یہ پتہ چلتا ہو کہ کار کون وہاں لایا تھا“...... عمران نے پوچھا۔

”وہاں سیکورٹی کیمرے تو ہیں لیکن سب کے سب خراب ہیں۔ بلڈنگ کا مالک انہیں ٹھیک کروا رہا ہے“...... سوپر فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”مطلب یہ کہ سفیان کو اغوا کرنے کی ساری پلاننگ پہلے سے ہی بنا لی گئی تھی۔ وہ جو بھی لوگ تھے انہوں نے پہلے سفیان کے بارے میں ساری معلومات حاصل کیں۔ دوسرے شہر سے کار چوری کر کے لائی گئی۔ واردات کی رات انہوں نے آفیسرز کالونی پہنچ کر گیس کیپسول سے چیک پوسٹ کے سیکورٹی گارڈز کو بے ہوش کیا اور کالونی میں داخل ہو گئے۔ انہیں اس بات کا علم تھا کہ سفیان انہیں کہاں ملے گا۔ وہ سیدھے اس پوائنٹ پر پہنچے جہاں سفیان اکیلا تھا۔ انہوں نے لامحالہ کار سفیان کے قریب روکی ہو گی اور پھر اسے گن پوائنٹ پر کور کر لیا ہو گا۔ اس کے بعد وہ اسے کار میں ڈال کر لے گئے ہوں گے۔ تم نے جو تفصیل بتائی ہے اس کے مطابق اس کام میں انہیں پندرہ منٹ سے زیادہ وقت نہیں لگا ہو گا لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب سفیان کو اغوا کیا گیا تھا تو کیا وہ ہوش میں تھا جو اس نے تمہارے سیل فون پر میسج کیا کہ اسے اغوا

کر لیا گیا ہے یا پھر وہ میسج ان اغوا کرنے والوں میں سے کسی نے کیا ہے“...... عمران نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ میسج ان لوگوں میں سے ہی کسی نے کیا ہو“۔ سوپر فیاض نے کہا۔

”بہرحال۔ تم نے اب تک سفیان کی تلاش میں جو کچھ کیا ہے مجھے اس کی ساری تفصیل بتاؤ“...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو سوپر فیاض اسے ساری تفصیل بتانے لگا۔

”سمجھ میں نہیں آ رہا۔ سفیان تین روز سے لاپتہ ہے۔ اگر واقعی اسے تاوان کے لئے اغوا کیا گیا ہے تو پھر اب تک تمہیں کسی کا فون کیوں نہیں آیا ہے“...... عمران نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ وہ یہ جان کر ڈر گئے ہوں کہ انہوں نے کس کے بیٹے کو اغوا کیا ہے“...... سوپر فیاض نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”انہوں نے یہ ساری کارروائی باقاعدہ منصوبہ بندی سے کی ہے اور انہیں پتہ ہے کہ سفیان تمہارا بیٹا ہے اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ تم اپنے بیٹے کی تلاش کے لئے کیا کیا کر سکتے ہو اس لئے وہ فی الحال تیل اور تیل کی دھار دیکھ رہے ہیں اور اس بات کے انتظار میں ہیں کہ تم اپنے بیٹے کی تلاش کے لئے کیا کیا کرتے ہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ جان بوجھ کر تمہیں وقت دے رہے ہوں تاکہ تم اپنے بیٹے کی تلاش سے تھک جاؤ تب وہ تمہارے سامنے ڈیمانڈ

رکھیں“...... عمران نے کہا۔

”تو پھر مجھے کیا کرنا چاہئے“...... سوپر فیاض نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”سوائے انتظار کے اور تم کر بھی کیا سکتے ہو“...... عمران نے کہا۔

”لیکن کب تک۔ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میں پچھلے تین روز سے مسلسل بھاگ دوڑ کر رہا ہوں۔ میری اپنی حالت خراب ہوتی جا رہی ہے۔ یہی حال میرے آفیسروں کا ہے وہ ہر طرف بھاگ دوڑ کر رہے ہیں مگر......“ سوپر فیاض نے کہا۔

”ایک کام کرو“...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

”کیا“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”اپنی سرچنگ محدود کر دو اور آفیسرز سے کہو کہ وہ فی الوقت ریسٹ کریں۔ ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کا کوئی مخبر ہو جو انہیں تمہاری طرف سے کی جانے والی کارروائیوں کے بارے میں مطلع کر رہا ہو۔ جب تمہاری کارروائیاں محدود ہو جائیں گی اور انہیں ایسا لگے گا کہ تم اپنی کوششوں میں ناکام ہو چکے ہو تو پھر شاید ان کی طرف سے تمہیں کوئی کال آ جائے“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے میں ایسا بھی کر کے دیکھ لیتا ہوں۔ یہ بتاؤ کیا اس معاملے میں تم میری مدد کرو گے“...... سوپر فیاض نے اس کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”سفیان تمہارا بیٹا ہے تو میرا بھی کچھ لگتا ہے۔ وہ میرا بھتیجا ہے“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”تو پھر اسے تلاش کرو عمران۔ اپنے بھتیجے کو جیسے بھی ہو تلاش کرو۔ میں اس کے لئے پاگل ہو رہا ہوں“...... سوپر فیاض نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”اگر اسے واقعی تاوان کے لئے اغوا کیا گیا ہو گا تو“...... عمران نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

”میرے لئے اپنی اولاد سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔ مجھے میرا بیٹا چاہئے بس۔ میں اپنا سب کچھ، اپنی ساری دولت، زمین جائیداد تک اسے دے دوں گا“...... سوپر فیاض نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”مجھے اپنا سیل فون دو“...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”کیوں“...... سوپر فیاض نے کہا ساتھ ہی اس نے جیب سے اپنا سیل فون نکال لیا۔

”بتاتا ہوں“...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے اسے اپنا سیل فون دے دیا۔ عمران نے اسے آن کیا اور اس پر مخصوص کوڈنگ کرنے لگا۔ پھر اس نے میز پر پڑا ہوا اپنا سیل فون اٹھایا اور اسے آن کر کے اس پر بھی کوڈنگ کرنے لگا۔

”یہ کیا کر رہے ہو“...... سوپر فیاض نے انتہائی حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہارے اور اپنے سیل فون پر کوڈنگ کر دی ہے۔ فون پر جب بھی کوئی کال آئے تم اسے ڈائریکٹ نہ سننا بلکہ کان میں بلیوٹوتھ ڈیوائس لگا لو اور ہر کال بلیوٹوتھ ڈیوائس پر ہی رسیو کرنا۔ جو کال تمہیں موصول ہو گی وہ مجھے بھی رسیو ہو گی۔ کال بیل بجنے کے بعد ایک سیٹی کی آواز سنائی دے تو کال رسیو کرنا۔ میں بھی ایسا ہی کروں گا۔ ایسا کرنے سے کال کرنے والے کو اس بات کا پتہ نہیں چل سکے گا کہ کال دو سیل فونز پر رسیو کی جا رہی ہے''۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا مجھے موصول ہونے والی کالز تم بھی سنو گے''...... سوپر فیاض نے بری طرح سے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ مجھے یقین ہے کہ سفیان کو اغوا کرنے والا ایک بار ضرور کال کرے گا۔ تمہارے ساتھ ساتھ میں بھی جاننا چاہتا ہوں کہ وہ کیا چاہتا ہے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''لیکن تمہیں کیسے پتہ چلے گا کہ سفیان کو اغوا کرنے والے کی کون سی کال ہے۔ یہ میرا پرسنل فون ہے اس پر مجھے روزانہ بے شمار پرائیویٹ کالز موصول ہوتی ہیں''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''بے فکر رہو۔ میں آنے والی ہر کال ضرور سنوں گا لیکن جیسے ہی مجھے پتہ چلے گا کہ یہ کال میرے مطلب کی نہیں ہے میں اسے ڈسکنکٹ کر دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں تمہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اس طرح میری ساری پرائیویسی ختم ہو جائے گی''...... سوپر فیاض نے منہ بنا کر کہا۔

''اس وقت تمہارے لئے تمہاری پرائیویسی ضروری ہے یا سفیان''......عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''سس۔ سس۔ سفیان''...... سوپر فیاض نے ہکلا کر کہا۔

''تو بس پھر اعتماد رکھو۔ تمہاری پرائیویسی، پرائیویسی ہی رہے گی اور نہ ہی مجھے تمہاری پرائیویٹ باتیں سننے کا شوق ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اغواکار کی تمہیں جیسے ہی کوئی کال موصول ہو وہ تمہارے ساتھ ساتھ میں بھی سن سکوں اور پھر میں یہ لائحہ عمل بنا سکوں کہ اس تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو سوپر فیاض نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اگر اس نے کال نہ کی تو''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''تم نے سفیان کی تلاش میں پورا ڈیپارٹمنٹ لگا رکھا ہے۔ انہیں نہ تو سفیان ملا ہے اور نہ اس کی لاش۔ جس کا مطلب ہے کہ سفیان ابھی زندہ ہے اور وہ لوگ تمہاری ہارڈ سرچنگ کے کم ہونے کے انتظار میں ہیں۔ میں نے تم سے جیسا کہا ہے ویسا کرو اور سرچنگ محدود کر دو تاکہ وہ مطمئن ہو جائیں اور تمہیں کال کر سکیں۔ تب تک میں اپنے طور پر معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''سفیان مل تو جائے گا نا''...... سوپر فیاض نے اس کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''حوصلہ رکھو۔ اچھے لوگوں کے ساتھ اچھا ہی ہوتا ہے۔ میں تمہاری کسی بھی برائی کے شکنجے میں سفیان کو نہیں پھنسنے دوں گا۔ وہ جہاں بھی ہو گا اللہ نے چاہا تو بہت جلد صحیح سلامت واپس آ جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''برائی۔ میری برائی۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔ عمران کی بات سن کر اس کے چہرے پر تناؤ سا آ گیا تھا اور اس کا مزاج بدلنے ہی لگا تھا لیکن سفیان کا خیال آتے ہی وہ فوراً سنبھل گیا۔

''تم خود سمجھ دار ہو اور تمہارے لئے اب یہی اچھا ہو گا کہ خود پر کنٹرول رکھو۔ تم نے جتنا کمانا تھا کما لیا ہے اب اپنی ڈیوٹی ایمانداری سے نبھاؤ اور ملک کی خدمت کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ بھی وفا کرو کیونکہ اب تمہارے بچے بھی بڑے ہو چکے ہیں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو سوپر فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ عمران کو جواب دینا چاہتا تھا لیکن اس وقت وہ مجبور تھا اس لئے وہ عمران کے سامنے کوئی ایسی بات نہ کرنا چاہتا تھا کہ عمران الٹا اس کے ہی گلے پڑ جائے۔ سوپر فیاض چند لمحوں کے لئے خاموش ہوا اور پھر اس نے اچانک کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اور اس نے جیبوں سے مختلف بنکوں کی چیک بکس

نکال نکال کر عمران کے سامنے میز پر رکھنی شروع کر دیں۔

''یہ کیا کر رہے ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک منٹ''...... سوپر فیاض نے کہا اور اس نے کوٹ کی مختلف جیبوں سے دس چیک بکس نکالیں تھیں۔

''یہ دس بنکوں کی چیک بکس ہیں۔ دس کے دس بنکوں میں میرے اسی کروڑ روپے موجود ہیں۔ تم یہ ساری چیک بکس اپنے پاس رکھ لو۔ سارے چیک بلینک ہیں اور میں نے ان پر دستخط بھی کر دیئے ہیں۔ اگر میرے بیٹے کو کسی نے تاوان کے لئے اغوا کیا ہے تو تم یہ سارے چیک کیش کرا لینا اور میری ساری دولت اغوا کاروں کو دے کر میرے بچے کو ان سے زندہ سلامت لے آنا۔ میں اپنے ساتھ کار میں دو سوٹ کیس بھی لایا ہوں۔ ان میں بھی بیس کروڑ روپے موجود ہیں وہ بھی میں یہاں چھوڑ جاتا ہوں۔ پلیز عمران۔ میرے لئے میرے بیٹے سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔ ایک ارب تو کیا اگر مجھے اپنا سب کچھ بیچ کر بھی اپنے بیٹے کو اغوا کاروں سے چھڑانا پڑے گا تو میں سب کچھ بیچ دوں گا۔ سب کچھ''...... سوپر فیاض نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''میں جانتا ہوں کسی بھی باپ کے لئے اولاد سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا۔ اولاد کے لئے ماں باپ اپنی جان تک دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں دولت کیا چیز ہے۔ بہرحال میں نے تم سے وعدہ کیا کہ سفیان صحیح سلامت تم تک پہنچ جائے گا۔ اس لئے تم فکر نہ

کرو اور یہ ساری چیک بکس اپنے پاس رکھو۔ سفیان تمہارا بیٹا ہے تو میرا بھتیجا بھی ہے۔ اگر اسے تاوان کے لئے اغوا کیا ہے اور اسے چھڑانے کے لئے تاوان دینے کی ضرورت پڑی تو وہ تاوان میں ادا کروں گا“...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو سوپر فیاض چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”تت۔ تت۔ تاوان تم ادا کرو گے۔ لل لل۔ لیکن“...... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اس بات پر حیران ہو رہا تھا کہ عمران جو اسے اینٹھنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا اور اس نے آج اپنی ساری دولت عمران کے سامنے رکھ دی تھی وہ اسے لینے سے انکار کر رہا تھا۔ وہ صرف اس سے دولت لینے سے ہی انکار نہ کر رہا تھا بلکہ سفیان کی بازیابی کے لئے اپنے طور پر تاوان ادا کرنے کی بھی بات کر رہا تھا۔ کوئی اور موقع ہوتا تو شاید سوپر فیاض، عمران کی بات سن کر تڑ سے گرتا اور پٹ سے بے ہوش ہو جاتا لیکن اب عمران کے چہرے پر سفیان کے لئے واقعی اپنا پن اور ٹھوس حد تک سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی میرے بیٹے کے لئے تاوان تم خود ادا کرو گے“...... سوپر فیاض نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

”ہاں۔ کہا ہے نا کہ جیسے بھی ہو گا سفیان کو میں واپس لاؤں گا چاہے اس کے لئے مجھے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔ اب تم جاؤ اور یہ ساری چیک بکس اپنے ساتھ لے جاؤ“...... عمران نے اس بار سرد

لہجے میں کہا تو سوپر فیاض عمران کی جانب تشکر بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے چیک بکس اٹھا کر اپنی جیبوں میں ڈالنے لگا۔

”اور وہ بیس کروڑ جو میری کار میں موجود ہیں۔ وہ بھی واپس لے جاؤں“...... سوپر فیاض نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

”ہاں۔ سب کچھ لے جاؤ۔ سفیان کو واپس لانے کے لئے میں تم سے ایک پیسہ بھی نہیں لوں گا۔ جو بھی کرنا ہو گا میں خود کروں گا اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے“...... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو اسی لمحے عقب میں کچھ گرنے کی آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ سوپر فیاض بھی چونک پڑا۔ دونوں ایک ساتھ مڑے تو انہیں دروازے کے پاس سلیمان کھڑا دکھائی دیا۔ جس کا منہ حیرت سے کھلا ہوا تھا۔ آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں اور اس کے قریب سودا سلف کے دو تھیلے گرے ہوئے تھے۔

”تم آ گئے۔ اور یہ تمہارے ہاتھوں سے تھیلے کیوں گر گئے ہیں“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو سلیمان نے منہ بند کیا اور سامان وہیں دروازے پر چھوڑ کر تیزی سے ان کے قریب آ گیا۔

”کیا یہ سچ ہے کہ سوپر صاحب کے بیٹے اغوا ہو گئے ہیں“۔ سلیمان نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”بیٹے نہیں۔ بیٹا۔ اس کا ایک ہی بیٹا ہے“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"ہاں ہاں۔ کیا واقعی ان کا بیٹا اغوا ہو گیا ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"ہاں سلیمان۔ میرا بیٹا سفیان پچھلے تین روز سے لاپتہ ہے۔ یہی امکان ہے کہ اسے اغوا کیا گیا ہے کیونکہ اس کے سیل فون سے میرے سیل فون پر ایک ٹیکسٹ میسج بھی آیا تھا جس پر لکھا تھا کہ اسے اغوا کیا گیا ہے"...... سوپر فیاض نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔

"بہت افسوس ہوا سن کر۔ تو کیا آپ کے بیٹے کو جس نے اغوا کیا ہے اس نے آپ سے تاوان مانگا ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"نہیں۔ ابھی اغوا کاروں کی طرف سے مجھے کوئی کال نہیں آئی ہے۔ میں اسی کا منتظر ہوں۔ جیسے ہی ان کی کوئی کال آئے گی میں ان کے کہنے پر اپنی ساری دولت دے دوں گا اور ان سے اپنا بیٹا واپس لے آؤں گا۔ میں نے اپنے تمام بینک اکاؤنٹس کی چیک بکس سائن کر کے عمران کو دینے کی کوشش کی تھی۔ میں اپنے ساتھ کار میں بیس کروڑ کا کیش بھی لایا ہوں لیکن عمران یہ سب لینے سے انکار کر رہا ہے۔ یہ کہہ رہا ہے کہ اگر اغوا کاروں کو تاوان دینے کی ضرورت پڑی تو یہ خود انہیں تاوان دے گا"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"تاوان مانگنے والوں نے ہزار دو ہزار نہیں مانگنے۔ انہیں معلوم ہے کہ سفیان کس کا بیٹا ہے۔ وہ کروڑوں کے لئے بھی منہ پھاڑ

سکتے ہیں اور صاحب کے پاس تاوان دینے کے لئے اگر رقم ہوتی تو یہ میری سابقہ تنخواہیں نہ ادا کر دیتے یا مجھے ان کے لئے مانگ تانگ کر گزارا نہ کرنا پڑتا"...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

"سلیمان۔ یہ مذاق کا وقت نہیں ہے"...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں نے کب کہا ہے کہ یہ مذاق کا وقت ہے۔ مذاق تو آپ کر رہے ہیں صاحب۔ اگر سوپر صاحب کا بیٹا اغوا ہوا ہے تو وہ کسی بھی وقت انہیں تاوان کے لئے فون کر سکتے ہیں اور پھر فوری طور پر کروڑوں مانگ سکتے ہیں۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ سفیان کو آپ بچا کر لائیں گے تو آپ کو چاہئے کہ سوپر صاحب کی بات مان جائیں۔ آپ ان سے بھلے چیک بکس نہ لیں لیکن یہ جو اپنے ساتھ بیس کروڑ کا کیش لائے ہیں اسے کم از کم آپ اپنے پاس ضرور رکھ لیں۔ اس کی کبھی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے"...... سلیمان نے سنجیدگی سے کہا۔

"سلیمان ٹھیک کہہ رہا ہے عمران۔ عین وقت پر تمہارے پاس رقم کا بندوبست نہ ہوا تو"...... سوپر فیاض نے سلیمان کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر میں اس باورچی کے اکاؤنٹ سے رقم نکلواؤں گا۔ اس نے میری جمع پونجی غائب کر کر کے اس سے زیادہ رقم جمع کر رکھی ہے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ سلیمان کے پاس کروڑوں کے اکاؤنٹس ہیں''...... سوپر فیاض نے اچھلتے ہوئے کہا۔

''کہاں سوپر صاحب۔ اگر میرے پاس اتنی بڑی رقم ہوتی تو یہ میں پھٹے پرانے کپڑے پہن کر گھومتا۔ یہ دیکھیں میری تو جوتیاں بھی ٹوٹی ہوئی ہیں''...... سلیمان نے اپنا لباس اور پھر ٹوٹی ہوئی جوتی دکھاتے ہوئے کہا۔

''سلیمان''...... عمران نے سلیمان کو گھورتے کہا۔

''بھاڑ میں گیا سلیمان۔ سوپر صاحب آپ بیس کروڑ میرے پاس جمع کرا دیں۔ میں صاحب کے ساتھ سائے کی طرح لگا رہوں گا۔ اگر رقم کی فوری ضرورت پڑی تو میں سفیان کو بچانے کے لئے ساری رقم صاحب کو دے دوں گا اور اگر یہ رقم بچ گئی تو دونوں سوٹ کیس آپ کو واپس کر دوں گا''...... سلیمان نے کہا۔

''اگر تم نے سوپر فیاض سے رقم لی تو میں تمہاری گردن توڑ دوں گا''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''وہ تو آپ روز ہی توڑنے کا کہتے رہتے ہیں۔ کون سی نئی بات ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں سوپر صاحب۔ آپ کی رقم میرے پاس محفوظ رہے گی''...... سلیمان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سوٹ کیس تمہیں دے جاتا ہوں۔ انہیں امانت سمجھ کر اپنے پاس رکھ لینا اور اگر عمران کو رقم کی ضرورت پڑے تو اسے فوراً دے دینا۔ مجھے ہر قیمت پر اپنا بیٹا چاہئے اور وہ

بھی صحیح سلامت''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''میرا وعدہ۔ آپ کے دونوں سوٹ کیس میرے پاس محفوظ رہیں گے''...... سلیمان نے دانت نکالتے ہوئے کہا تو عمران اسے گھور کر رہ گیا۔

''صرف سوٹ کیس''...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''آپ چپ رہیں صاحب۔ میں اور سوپر صاحب سنجیدگی سے بات کر رہے ہیں۔ جب دو افراد سنجیدہ ہوں تو تیسرے کو بیچ میں دخل نہیں دینا چاہئے''...... سلیمان نے کہا تو عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''یہ تم مجھ سے کہہ رہے ہو''...... عمران نے اسے گھور کر کہا۔

''نن نن۔ نہیں نہیں۔ میں تو محلے والوں کو سنا رہا تھا''...... عمران کو اس طرح غصے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے دیکھ کر سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران برا سا منہ بناتا ہوا دوبارہ بیٹھ گیا۔

''تو کیا میں اسے دے دوں سوٹ کیس''...... سوپر فیاض نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں تو منع کر رہا ہوں۔ اپنی مرضی سے دینا چاہتے ہو تو دے دو مجھے کیا''...... عمران نے بے نیازی سے کہا۔

''دیکھو عمران۔ تم میرے دوست ہو۔ تمہارا مجھے یہ کہہ دینا ہی کافی ہے کہ تم میرے بیٹے کی مدد کرو گے اور اسے ڈھونڈو گے اور

اگر ضرورت پڑی تو تاوان کی رقم بھی ادا کرو گے لیکن میں جانتا ہوں کہ تم انہیں تاوان ادا نہیں کر سکو گے۔ اس لئے میں سوٹ کیس سلیمان کے پاس چھوڑ جاتا ہوں۔ اگر واقعی تاوان کا معاملہ ہوا تو تم اس میں سے جتنی رقم چاہے انہیں دے دینا''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''ضروری تو نہیں ہے کہ سفیان کو تاوان کے لئے ہی اغوا کیا گیا ہو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ اگر اسے تاوان کے لئے اغوا نہیں کیا گیا ہے تو کس لئے کیا گیا ہے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''یہ بات تو اغوا کار ہی جانتے ہوں گے کہ انہوں نے سفیان کو کس مقصد کے لئے اغوا کیا ہے''...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں چلتا ہوں۔ بس اس بات کا دھیان رکھنا کہ میری کوئی بھی پرسنل کال ہو تو تم اسے چیک کرو گے لیکن سنو گے نہیں۔ سمجھے تم''...... سوپر فیاض نے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''سلیمان تم میرے ساتھ آؤ۔ میں سوٹ کیس تمہیں دے دیتا ہوں انہیں اپنے پاس سنبھال کر رکھ لینا مگر امانت سمجھ کر''...... سوپر فیاض نے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

''احمق۔ اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ سلیمان سوٹ کیس امانت رکھنے کا وعدہ کر رہا ہے۔ سوٹ کیس میں موجود رقم کی اس نے بات تک نہیں کی''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے سیل فون اٹھایا اور اسے آن کر کے ٹائیگر کے نمبر پریس کرنے لگا۔ وہ اس کام پر ٹائیگر کو لگانا چاہتا تھا تاکہ وہ جائے واردات پر جا کر معلومات حاصل کرے اور وہاں سے کوئی کلیو مل جانے پر اس کے ذریعے سفیان یا اس کے اغوا کنندگان تک پہنچا جا سکے۔

وہ چاروں میز کے گرد بیٹھے تھے۔ میز پر پاکیشیا کا تفصیلی نقشہ پھیلا ہوا تھا۔ مادام کے ہاتھ میں بال پوائنٹ تھا جس سے وہ دارالحکومت کے گرد مختلف علاقوں پر نشان لگا رہی تھی۔ میز پر بستے اور مختلف سیل فون پڑے تھے اور ایک طرف سیل فون کے سم کارڈز موجود تھے۔

"غفران۔ یہ سیل فون اور سم کارڈز تمہارے لئے ہیں۔ انہیں تم اپنے پاس محفوظ رکھو گے۔ سوپر فیاض کو جب بھی تم کال کرو گے۔ ہر کال کے بعد نہ صرف تم سم کارڈ ضائع کر دو گے بلکہ سیل فون بھی پھینک دو گے۔ ایک کال کے بعد اس سم کارڈ اور سیل فون سے سوپر فیاض کو دوسری کال نہیں ہونی چاہئے ورنہ سم کارڈ اور سیل فون کے 'آئی ایم ای آئی' نمبر سے تمہیں ٹریک کیا جا سکتا ہے۔ 'آئی ایم ای آئی' اگر ٹریکنگ پر آ گیا تو تم اس سیل فون میں جو بھی سم استعمال کرو گے انہیں فوراً اس کا پتہ چل جائے گا۔ اس لئے ہر بار

تمہیں احتیاط سے کام لینا ہے اور کال کرنے کے لئے نیا سیل فون اور نیا سم کارڈ استعمال کرنا ہے۔ اس کے علاوہ تم کال کسی ایک مخصوص جگہ سے نہیں گے۔ میں نے نقشے پر نشان لگا دیئے ہیں۔ تم ہر بار ان مختلف علاقوں میں جا کر کال کرو گے اور کال کرتے ہوئے تم مسلسل کار میں سفر کرو گے تاکہ فوری طور پر تمہاری لوکیشن اور پوزیشن کا پتہ نہ چلایا جا سکے۔ سمجھ گئے تم"...... مادام نے غفران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مادام۔ سفیان کو اغوا کئے ہوئے ہمیں آج چوتھا روز ہے لیکن ہم نے ابھی تک سوپر فیاض کو تاوان کے لئے ایک بھی کال نہیں کی ہے۔ آخر ہم اسے کب کال کریں گے اور اس سے تاوان کب مانگیں گے"...... رضوان نے کہا۔

"ابھی معاملہ گرم ہے۔ ہمیں ایک دو روز اور انتظار کرنا پڑے گا تاکہ معاملہ تھوڑا ٹھنڈا ہو جائے۔ اس کے بعد ہم اطمینان سے سوپر فیاض سے بات بھی کریں گے اور وہ ہماری بات سنے گا بھی"۔ باس نے کہا۔

"ہم نے آگ میں ہاتھ ڈالا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس آگ میں ہاتھ کے ساتھ ہم بھی جل کر بھسم ہو جائیں"...... غفران نے کہا۔

"اگر ہم پلاننگ سے کام کریں گے تو ہمیں کچھ نہیں ہو گا۔ سوپر فیاض ہمیں تاوان کی رقم دے دے گا تو ہم کئی سالوں تک پرسکون زندگیاں گزار سکتے ہیں"...... مادام نے کہا۔

''لیکن اگر اس نے تاوان دینے سے انکار کر دیا تو''...... غفران نے پوچھا۔

''تو ہم اس کے بیٹے کے ٹکڑے کر کے اسے تحفے میں بھیج دیں گے۔ بس تم اس بات کا خیال رکھنا کہ جب تک سوپر فیاض ہمیں تاوان کے بیس کروڑ نہیں دے دیتا اس وقت تک ہم اس کے بیٹے کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے اور نہ ہی اسے کوئی شبہ ہونے دیں گے کہ وہ کہاں ہے''۔ باس نے سنجیدگی سے کہا۔

''اس کے لئے ہمیں کیا کرنا ہوگا''...... رضوان نے پوچھا۔

''ہم کوشش کریں گے کہ وہ زیادہ سے زیادہ بے ہوش رہے۔ اسے ہوش میں لائیں گے کھانا کھلائیں گے۔ اسے نہانے اور صاف ستھرا ہونے کا موقع دیں گے اور پھر اس کے ہاتھ پاؤں اور اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اسے گاڑی میں ڈال کر ادھر ادھر گھماتے رہیں گے تاکہ وہ یہی سمجھتا رہے کہ ہم اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل کر رہے ہیں۔ اس طرح جب وہ واپس جائے گا تو وہ کسی ایک مخصوص جگہ کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکے گا''...... مادام نے کہا۔

''تو کیا ہم اسے زندہ واپس جانے دیں گے''...... غفران نے چونک کر کہا۔

''اگر سوپر فیاض نے ہمیں رقم دے دی اور کوئی چالاکی نہ دکھائی تو ہمیں کیا ضرورت ہے اس کے بیٹے کو نقصان پہنچانے کی''۔ باس

نے کہا۔

''لیکن اگر وہ ہمارے لئے خطرہ بنا تو''...... رضوان نے کہا۔

''تب ہم ظاہر ہے اسے قتل کر دیں گے اور اس کے سوا ہمارے پاس کوئی چارہ نہ ہوگا''...... مادام نے سفاکی سے کہا۔

''تو کیا اسے ہمیں آپ کے اسی فارم ہاؤس میں ہی رکھنا ہوگا جہاں وہ موجود ہے''...... غفران نے پوچھا۔

''ہاں۔ اس سے زیادہ محفوظ جگہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ وہاں بے شمار کمرے ہیں۔ اسے ہوش میں لانے کے بعد ہم اسے ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں منتقل کرتے رہیں گے تاکہ وہ کوئی خاص نشانی یاد نہ رکھ سکے''...... باس نے کہا۔

''اسے ہم بے ہوشی کی دوا پلا رہے ہیں اور اسے باندھ کر رکھ رہے ہیں۔ اس کے باوجود ہم نقلی داڑھی مونچھیں لگا کر اور اپنے حلیئے بدل کر اس کے سامنے جاتے ہیں تاکہ اسے کچھ کھلایا پلایا جا سکے لیکن وہ بے حد شور مچاتا ہے چیختا چلاتا ہے۔ روتا ہے۔ ہمیں اس پر غصہ تو بہت آتا ہے لیکن ہم آپ کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں اور اس پر ہاتھ نہیں اٹھاتے لیکن اگر وہ اسی طرح سے ہمیں تنگ کرتا رہا تو کسی دن ہمارے ہاتھ کھل جائیں گے''...... رضوان نے کہا۔

''نہیں۔ اس پر ہاتھ اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم کال کرنے کے لئے اب باہر رہو گے اور میری ہدایات پر عمل کرو گے۔

جب میں کہوں گی تو تم کال کرو گے۔ فارم ہاؤس پر غفران کے ساتھ باس رہیں گے۔ اگر وہ چیخا چلایا اور اس نے زیادہ تنگ کیا تو باس اسے خود ہی سنبھال لیں گے''...... مادام نے تلخ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے مادام۔ جیسا آپ کہیں گی ہم ویسا ہی کریں گے۔ اب یہ بتائیں کہ کیا آج ہم سوپر فیاض کو کال کریں گے یا ابھی اور انتظار کرنا ہے''...... غفران نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی اسے کال نہیں کرنا۔ باس آج تمہارے ساتھ جا کر اس کی ویڈیو بنائے گا تا کہ اس ویڈیو کو سوپر فیاض کو بھیج کر اسے اس بات کا یقین دلایا جا سکے کہ اس کا بیٹا ہمارے قبضے میں ہے اور ابھی تک صحیح سلامت ہے۔ اس کے بعد اسے کال کی جائے گا''...... مادام نے کہا۔

''ویڈیو فلم''...... غفران نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ یہ فلم سفیان کے سیل فون کے کیمرے سے بنائی جائے گی اور اسی کے نمبر سے ایم ایم ایس کے ذریعے سوپر فیاض کو بھیجی جائے گی۔ باس فلم بنا کر سیل فون غفران کو دیں گے اور غفران سیل فون لے کر یہاں سے دو سو کلو میٹر دور جا کر سوپر فیاض کے نمبر پر فلم اسے بھیج دے گا۔ فلم بھیجتے ہی یہ سیل فون آف کر کے واپس آ جائے گا۔ آگے کی پلاننگ بعد میں کی جائے گی''...... مادام نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''لیکن بیگم۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ہم سوپر فیاض کو ویڈیو سیل فون

کے ذریعے فلم بھیجیں۔ ہم فلم کی سی ڈی بنا کر کوریئر کے ذریعے بھی تو بھیج سکتے ہیں''...... باس نے کہا۔

''نہیں۔ کوریئر کرنے کے لئے ہم میں سے کسی ایک کو کوریئر آفس جانا پڑے گا۔ انتہائی احتیاط کے باوجود کوئی نہ کوئی کلیو رہ جائے گا اور میں نہیں چاہتی کہ کسی ایک معمولی کلیو کے ملتے ہی سوپر فیاض اور اس کے ڈیپارٹمنٹ کو ہم تک پہنچنے کا کوئی موقع مل سکے۔ اس لئے جیسا کہہ رہی ہوں ویسا کریں۔ یہ طریقہ سیف ہے۔ ویڈیو سفیان کے نمبر سے ہی سینڈ کی جائے گی اس لئے کوئی مسئلہ نہ ہو گا''۔ مادام نے سخت لہجے میں کہا۔

''اگر ہم نے اس کے سیل فون سے ایک ویڈیو ہی بھیجنی ہے تو اس کے لئے مجھے اتنی دور کیوں بھیجا جا رہا ہے مادام۔ یہ ویڈیو تو ہم یہیں سے بھی سوپر فیاض کو بھیج سکتے ہیں''...... غفران نے کہا۔

''تم نہیں جانتے نانسنس۔ جدید ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے۔ جب تک سیل فون آف ہے اس سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اب تک سوپر فیاض نے اپنے بیٹے کے سیل فون کو سرویلنس پر لگا دیا ہو گا۔ جیسے ہی نمبر آن ہو گا انہیں پتہ چل جائے گا پھر ایک سیکنڈ کے لئے فون آن کیا گیا ہو یا ایک گھنٹے کے لئے اس کی لاسٹ لوکیشن آسانی سے چیک کی جا سکتی ہے۔ ہم دور دور کے علاقوں سے کال کر کے انہیں مسلسل بھٹکاتے رہیں گے تا کہ وہ کسی طریقے سے اصل مقام تک نہ پہنچ سکیں''...... مادام نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا"......غفران نے کہا۔

"تم سے جب بھی سوپر فیاض کو کوئی کال کرائی جائے گی تم اس سے وہی کہو گے جو میں تمہیں بتاؤں گی۔ تم اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کرو گے۔ تم اس کال کو ریکارڈ بھی کرو گے تاکہ اس سے آگے کی پلاننگ بنائی جا سکے۔ سمجھ گئے تم"...... مادام نے کہا۔

"یس مادام"......غفران نے کہا۔

"اب تم تینوں فارم ہاؤس چلے جاؤ۔ سفیان کو زیادہ دیر وہاں اکیلا چھوڑنا مناسب نہیں ہے۔ ضرورت پڑنے پر میں تمہیں خود کال کرلوں گی"...... مادام نے کہا۔

"کیا میرا ان کے ساتھ جانا ضروری ہے"...... باس نے کہا۔

"ہاں۔ آپ تینوں اس کے سامنے رہیں گے تاکہ اسے پتہ ہو کہ وہاں وہ اکیلا نہیں ہے اور آپ اس کی مسلسل نگرانی کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں وہ کوئی شرارت نہیں کرے گا"...... مادام نے کہا۔

"اس بے چارے نے کیا شرارت کرنی ہے۔ وہ نشہ آور دوا کے زیر اثر بے ہوش اور بندھا رہتا ہے"......غفران نے کہا۔

"پھر بھی احتیاط ضروری ہے۔ مت بھولو کہ وہ سوپر فیاض سپرنٹنڈنٹ آف انٹیلی جنس کا بیٹا ہے"...... مادام نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ تینوں کمرے سے نکل کر باہر آئے۔ رہائش گاہ کے برآمدے اور لان سے گزر کر وہ پارکنگ

کی طرف آئے اور پھر وہاں موجود جدید اور نئے ماڈل کی کار میں سوار ہو گئے۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر باس بیٹھا تھا۔ اس نے کار گیٹ کے پاس لے جا کر روک دی۔ جیسے ہی اس نے کار روکی پچھلی سیٹ پر بیٹھے رضوان نے کار کا دروازہ کھولا اور باہر آ گیا۔ وہ گیٹ کی طرف بڑھا۔ اس نے گیٹ کھولا تو باس کار باہر لے آیا۔ رضوان نے گیٹ بند کیا اور دوبارہ کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی باس نے کار آگے بڑھا دی۔

مختلف راستوں اور سڑکوں پر تیز رفتاری سے کار دوڑاتا ہوا وہ شہر سے باہر جانے والی سڑک پر آ گیا اور پھر کچھ ہی دیر میں اس کی کار نہایت تیز رفتاری سے مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑی چلی جا رہی تھی۔ آدھے گھنٹے تک کار تیزی سے دوڑتی رہی پھر دائیں طرف آنے والی ایک کچی سڑک پر مڑ گئی۔ کار اس کچی سڑک پر دوڑتی رہی۔ مزید پندرہ منٹ کے سفر کے بعد باس نے کار ایک بڑے اور جدید انداز میں بنے ہوئے فارم ہاؤس کے گیٹ پر روک دی۔ یہاں بھی رضوان نے کار سے اتر کر گیٹ کھولا تو باس کار اندر لے آیا۔ اس کے کار اندر لاتے ہی رضوان نے گیٹ بند کر دیا اور اسے اندر سے بڑا سا کنڈا لگا دیا۔

باس اور غفران کار سے باہر آئے اور برآمدے کی طرف بڑھ گئے۔ رضوان بھی ان کے پیچھے ہو لیا۔ وہ ایک کمرے میں آئے۔ اس کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل سمیت ہر قسم کا سامان موجود تھا۔

"ہمیں میک اپ کرنا ہے اور سادہ سے لباس پہننے ہیں۔ چلو شروع ہو جاؤ"...... باس نے کہا اور پھر وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھ کر اس کی دراز کھولی اور اس میں سے میک اپ کٹ اور نقلی داڑھی مونچھیں نکال کر لگانا شروع کر دیں۔ کچھ ہی دیر میں اس کا حلیہ بدل چکا تھا۔ اب وہ شکل وصورت سے سادھو سنت ٹائپ کا آدمی دکھائی دے رہا تھا جس کے سر اور داڑھی مونچھوں کے بال بے تحاشہ بڑھے ہوئے تھے۔ میک اپ کر کے وہ ملحقہ کمرے میں چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی رضوان ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد باس واپس آیا تو اس کے جسم پر گیروے رنگ کا لبادے نما لباس تھا۔ اب وہ مکمل طور پر ایک سادھو جیسا بن گیا تھا۔ رضوان نے بھی اپنا حلیہ باس جیسا بنایا اور پھر وہ اٹھ کر ملحقہ کمرے میں چلا گیا۔ اس کے اٹھتے ہی غفران بھی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھ کر اپنا حلیہ بدلنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ تینوں ایک جیسے حلیئے اور ایک جیسے لباسوں میں دکھائی دے رہے تھے۔

"ہم سفیان کے پاس جا رہے ہیں۔ تم اینٹی لے آؤ اور کچن سے اس کے لئے پانی کی ٹھنڈی بوتل بھی لے آنا اور غفران تم سٹور روم سے دوسری کرسی لے آؤ"...... باس نے پہلے رضوان اور پھر غفران سے مخاطب ہو کر کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ تینوں ڈریسنگ روم سے نکلتے چلے گئے۔ باس تیز تیز

قدم اٹھاتا ہوا مختلف راستوں سے گزر کر ایک کمرے میں آیا۔ اس کمرے میں سوائے ایک الماری کے اور کچھ نہ تھا۔

باس نے الماری کو پکڑ کر دائیں طرف دھکیلا تو الماری کسی دروازے کی طرح سائیڈ پر ہٹتی چلی گئی۔ الماری کے پیچھے دیوار میں ایک دروازہ تھا۔ باس نے جیب سے چابی نکالی اور اس نے چابی کی مدد سے دروازے کا لاک کھولا اور پھر دروازہ کھول دیا۔ دروازے کی دوسری طرف سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ باس سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آ گیا۔ نیچے روشنی ہو رہی تھی۔ یہ ایک کافی بڑا تہہ خانہ تھا جہاں چھوٹے بڑے کئی کمرے بنے ہوئے تھے۔

کمروں کے دروازے بند تھے۔ باس سنٹر میں موجود ایک کمرے کے دروازے کے پاس جا کر رک گیا۔ اس نے جس چابی سے سیڑھیوں والا دروازہ کھولا تھا اسی چابی سے اس کمرے کا دروازہ کھولا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔ کمرہ کافی بڑا تھا لیکن ہر قسم کے سامان سے عاری تھا۔ دائیں طرف واش روم کا دروازہ تھا۔ کمرے میں نہ کوئی کھڑکی تھی اور نہ کوئی روشن دان ۔ پورے کمرے میں گلابی رنگ کیا گیا تھا۔

کمرے کے ایک کونے میں ایک کرسی رکھی ہوئی تھی جس پر سفیان رسیوں سے بندھا بیٹھا تھا۔ سفیان کا سر ڈھلکا ہوا تھا۔ وہ بے ہوش تھا۔ باس آہستہ آہستہ چلتا ہوا سفیان کے پاس آ گیا اور اسے ہلا جلا کر دیکھنے لگا لیکن سفیان کے جسم میں کوئی حرکت نہ تھی

وہ مکمل طور پر بے ہوش تھا۔ اسی لمحے غفران اور رضوان ایک ساتھ اندر داخل ہوئے۔ غفران نے ایک کرسی اٹھا رکھی تھی جبکہ رضوان کے ایک ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی اور اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک چھوٹی سرنج دکھائی دے رہی تھی جس پر کیپ لگا ہوا تھا۔

''یہاں رکھ دو کرسی'' ...... باس نے کہا تو غفران نے آگے بڑھ کر کرسی بے ہوش رضوان کے سامنے رکھ دی۔

''ہوش میں لاؤ اسے'' ...... باس نے کہا تو رضوان نے پانی کی بوتل غفران کو دی اور پھر سرنج لے کر سفیان کے قریب آ گیا اس نے سرنج سے کیپ اتار کر اپنی جیب میں ڈالا اور پھر اس نے سرنج کی سوئی سفیان کی گردن کی ایک مخصوص رگ اتار لگا دی اور سرنج میں موجود محلول انجکٹ کرنے لگا۔ سارا محلول انجکٹ ہوتے ہی اس نے سوئی باہر نکالی اور جیب سے کیپ نکال کر دوبارہ سوئی پر چڑھایا اور سرنج جیب میں رکھ لیا۔ باس اپنی ریسٹ واچ دیکھ رہا تھا۔ پانچ منٹ گزرتے ہی اچانک سفیان کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس کی کراہوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

''اسے ہوش آ رہا ہے'' ...... رضوان نے کہا تو باس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اس کا سیل فون تمہارے پاس ہے۔ مجھے دو'' ...... باس نے کہا تو رضوان نے اپنے لباس کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر سفیان کا مخصوص جدید ساخت کا سیل فون نکال کر اسے دے دیا۔ باس

نے سیل فون کا پچھلا حصہ کھولا اور پھر سم کارڈ کی جیکٹ سے سم کارڈ نکال لیا۔

''یہ آپ کیا کر رہے ہیں'' ...... رضوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نانسنس۔ ویڈیو بنانے کے لئے سیل فون آن کرنا پڑے گا۔ جیسے ہی سیل فون آن ہو گا سم ایکٹیو ہو جائے گی اور ٹریکنگ کرنے والوں کو اس جگہ کے بارے میں پتہ چل جائے گا۔ سم کارڈ نکالنے کی وجہ سے یہ ایکٹیو نہ ہو گی اس لئے ہم اطمینان سے اس کے سیل فون کے کیمرے سے ویڈیو بنا سکتے ہیں'' ...... باس نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے سفیان نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے ہوش میں آتے ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا ہے اور پھر اس کی نظریں ان تین سادھوؤں پر پڑیں تو اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ باس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک سیاہ رنگ کا ریوالور نکال لیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا مطلب۔ تم لوگوں نے ابھی تک مجھے باندھ رکھا ہے۔ آخر تم چاہتے کیا ہو مجھ سے اور تم مجھے ایسا کیا پلاتے ہو کہ میں نیند میں ڈوب جاتا ہوں'' ...... سفیان نے خوف بھری نظروں سے ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم تمہیں آرام کرنے کے لئے نشہ آور دوا دیتے ہیں۔

تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم زیادہ سے زیادہ آرام کرو اور ہم اطمینان سے اپنا کام کرتے رہیں اور رہی یہ بات کہ ہم کیا چاہتے ہیں تو یہ آج ہی تمہیں پتہ چل جائے گا''...... باس نے کہا۔

''میں۔ میں......'' سفیان نے خوف سے ہکلا کر کہا۔

''یہ دیکھ رہے ہو''...... باس نے ریوالور کا رخ سفیان کی طرف کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ ریوالور ہے''......سفیان نے کہا۔

''اس میں آٹھ گولیاں ہیں۔ اگر میں چاہوں تو ابھی اس ریوالور کی ساری گولیاں تمہارے جسم پر داغ دوں۔ مجھے یقین ہے کہ تم پہلی گولی لگتے ہی ہلاک ہو جاؤ گے اس لئے مجھے تم پر آٹھ کی آٹھ گولیاں داغنے کی ضرورت نہیں پڑے گی''...... باس نے کہا۔

''کک کک۔ کیا تم مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو''......سفیان نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''جب تک تم ہمارے ساتھ تعاون کرتے رہو گے ہم میں سے کوئی تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگائے گا لیکن اگر تم نے ہماری بات نہ مانی اور ہم سے تعاون نہ کیا تو پھر ہمارے پاس تمہیں قتل کرنے کے سوا کوئی آپشن نہ ہو گا''...... باس نے اس بار سرد لہجے میں کہا تو سفیان کا رنگ زرد ہو گیا۔ وہ سٹوڈنٹ تھا۔ ایسے چکروں میں وہ کبھی نہ پڑا تھا اس لئے خود کو اس ماحول میں پا کو وہ خاصا ڈر گیا تھا اور بے حد نروس ہو رہا تھا۔

''کیسا تعاون''......سفیان نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہم تمہارے باپ کو تمہارا ایک ویڈیو بنا کر بھیجنا چاہتے ہیں۔ تم اپنے باپ کو بتاؤ کہ تم ہمارے قبضے میں ہو اور ہم نے ابھی تمہیں بہت آرام سے رکھا ہوا ہے۔ تمہیں کوئی تکلیف نہیں دی اور تمہاری ہر ضرورت کا بھی خیال رکھ رہے ہیں۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ ہم تمہارا اسی طرح اچھے انداز میں خیال رکھیں اور تمہیں جلد سے جلد آزاد کر کے اس تک پہنچا دیں تو ہم اس سے جو بھی ڈیمانڈ کریں وہ قبول کر لے''...... باس نے کہا۔

''لل لل۔ لیکن......'' سفیان نے کہنا چاہا۔

''تمہارے پاس لیکن ویکن کہنے کا کوئی آپشن نہیں ہے برخوردار۔ جو میں کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو۔ میری گن کا رخ تمہاری طرف رہے گا اگر تم نے ان باتوں کے علاوہ کوئی اور بات کی تو اس گن سے گولی چلے گی اور تمہاری کھوپڑی کے ٹکڑے اُڑ جائیں گے''...... باس نے کہا۔

''نن نن۔ نہیں نہیں۔ مجھے گولی نہ مارنا۔ تم جو کہو گے میں وہیں کروں گا''......سفیان نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''گڈ بوائے۔ اب میں تمہارے سیل فون کا ویڈیو کیمرہ آن کرتا ہوں جیسے ہی میں اشارہ کروں تم نے یہی سمجھنا ہے کہ تمہاری اپنے ڈیڈی سے ڈائریکٹ بات ہو رہی ہے''...... باس نے کہا اور پھر اس نے سفیان کا سیل فون آن کیا اور اس کا ویڈیو کیمرہ آن کر کے اس

کا رخ سفیان کی طرف کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے سفیان کو بولنے کا اشارہ کیا۔

''ڈیڈی۔ ڈیڈی۔ ان لوگوں نے مجھے اغوا کر لیا ہے۔ میں تین دنوں سے ان کی قید میں ہوں''...... سفیان نے اچانک چیختے اور روتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب بولتا چلا گیا جو اسے باس نے کہنے کو کہا تھا۔

''ڈیڈی مجھے بچا لو۔ ورنہ یہ مجھے ہلاک کر دیں گے۔ یہ جو بھی مانگتے ہیں یا ان کی جو بھی ڈیمانڈ ہے پوری کر دیں۔ پلیز ڈیڈی پلیز''...... سفیان نے بری طرح سے سر مارتے ہوئے کہا۔

''بس بہت ہو گیا۔ تم واقعی اچھی اداکاری کر لیتے ہو''...... باس نے سیل فون آف کر کے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ اداکاری نہیں تھی''...... سفیان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہمارے لئے تو اداکاری ہی تھی۔ خیر اب تم کچھ کھا پی لو پھر تمہیں ریسٹ بھی کرنا ہے''...... باس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ مجھے کچھ نہیں کھانا اور نہ ہی مجھے اب ریسٹ کرنا ہے۔ پلیز مجھے چھوڑ دو۔ آخر میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ چھوڑ دو مجھے''...... سفیان نے چیختے ہوئے کہا۔

''چھوڑ دیں گے۔ لیکن ابھی تمہیں کچھ دن اسی طرح ہمارا مہمان بن کر ہی رہنا پڑے گا۔ جب تمہارا باپ ہماری ڈیمانڈ پوری کر دے گا تو ہم اسی روز تمہیں چھوڑ دیں گے''...... باس نے کہا۔

''تمہاری ڈیمانڈ ہے کیا''...... سفیان نے پوچھا۔

''یہ ہم تمہارے باپ کو ہی بتائیں گے''...... باس نے کہا اور پھر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے غفران اور رضوان بھی باہر آ گئے۔ انہیں جاتے دیکھ کر سفیان بری طرح سے چیخ رہا تھا لیکن وہ اسے ایسے نظر انداز کرتے ہوئے باہر چلے گئے تھے جیسے وہ سفیان کی آوازیں سن ہی نہ رہے ہوں۔

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران چونک پڑا۔ اس نے سامنے پڑے ہوئے فون کی طرف دیکھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) مع انتظار سلیمان و انتظارِ لنچ بول رہا ہوں۔ بھوکے پیٹ مجھ سے بولا بھی نہیں جا رہا ہے اس لئے اب جو بولنا ہے تم نے ہی بولنا ہے میں چپ چاپ سنتا رہوں گا"...... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے نان اسٹاپ بولتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"میں بتا تو رہا ہوں بھائی کہ میرا پیٹ خالی ہے۔ خالی پیٹ ہونے کی وجہ سے مجھ پر نقاہت غالب ہے اور میرا دل ڈوب رہا ہے۔ ایسی حالت میں مجھے اپنا ٹائیگر نام لے کر تو نہ ڈراؤ"......

عمران نے مسمسی سی صورت بنا کر کہا تو دوسری طرف لائن پر موجود ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"باس میں نے سوپر فیاض کے بیٹے سفیان کے اغوا کے سلسلے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو کیا میں آپ کے پاس آ جاؤں"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

"کیوں۔ کیا سوپر فیاض اور اس کا بیٹا بھی میری طرح سے بھوکے بیٹھے ہیں۔ اگر ایسی بات ہے تو ان سے کہو کہ وہ کسی دربار پر چلے جائیں اور وہاں جو نذر نیاز ملتی ہے۔ اپنے لئے بھی حاصل کریں اور میرے لئے بھی لیتے آئیں"......عمران نے کہا۔

"اگر آپ کو زیادہ بھوک لگ رہی ہے تو میں بازار سے آپ کے کھانے کے لئے کچھ لیتا آؤں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کتنا لاؤ گے بھائی۔ میں تو سدا کا بھوکا ہوں۔ اگر تم میرا بھلا ہی کرنا چاہتے ہو تو فوراً سوئٹ ہوم ریسٹورنٹ چلے جاؤ اور اس ریسٹورنٹ کے کچن میں جو کچھ بھی پکا ہے یہاں لے آؤ تاکہ سلیمان کچھ بھی آرڈر کرے تو اسے کھانے کے لئے چاول کا ایک دانہ بھی نہ مل سکے۔ نانسنس میری رقم لے کر ریسٹورنٹ میں عیاشی کرنے گیا ہے میں چاہتا ہوں کہ سلیمان آرڈر دے تو اس کا آرڈر ہی کینسل ہو جائے اور اسے بھوکا ہی واپس آنا پڑے یہ کیسے ممکن ہے کہ میں بھوکا رہوں اور وہ سوئٹ ہوم کے لذیذ کھانوں سے لطف اندوز ہوتا رہے۔ اسے بھی میری طرح بھوکا ہی رہنا پڑے گا تب

اسے معلوم ہو گا کہ بھوک کیا ہوتی ہے اور بھوکے پیٹ کیسے رہا جاتا ہے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''ٹھیک ہے باس۔ آپ کہتے ہیں تو میں ابھی اس ریسٹورنٹ کو ہی بند کرا دیتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ارے ارے۔ تم ایسا کیا کرو گے کہ ریسٹورنٹ ابھی بند ہو جائے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''میں کسی پبلک فون بوتھ سے ریسٹورنٹ فون کروں گا کہ ریسٹورنٹ میں بم رکھ دیا گیا ہے۔ میری اس کال پر وہاں ہڑبونگ مچ جائے گی اور وہاں سلیمان سمیت جتنے بھی افراد کھانے پینے کے لئے بیٹھے ہوں گے۔ بم کا سن کر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگ جائیں گے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''تمہاری اس حرکت پر دوسرے افراد تو شاید اٹھ کر بھاگ بھی جائیں گے لیکن سلیمان نے بجائے بھاگنے کے وہ بم ہی تلاش کرنا شروع کر دینا ہے''...... عمران نے مسکرا کر کہا تو ٹائیگر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''پھر آپ بتائیں کیا کروں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم ایسے ہی آ جاؤ''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد کال بیل بج اٹھی تو عمران ناچار اٹھا اور پھر پیر گھسٹتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔

''کون ہے''...... اس نے اونچی آواز میں کہا۔

''ٹائیگر ہوں باس''...... باہر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''خونخوار درندہ اور میرے فلیٹ کے دروازے پر۔ ارے باپ رے۔ جاؤ بھاگ جاؤ بھائی میری رگوں میں نہ خون ہے اور نہ جسم پر گوشت''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے دروازہ کھول دیا۔ باہر ٹائیگر ہی موجود تھا۔ اس نے عمران کو سلام کیا تو عمران نے اس کے سلام کا جواب دیا اور اس سے مصافحہ کیا۔

''کہاں ہے ٹائیگر''...... عمران نے ٹائیگر کے ارد گرد اور عقب میں دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ میں ہوں باس۔ میں ہوں ٹائیگر...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اوہ اچھا۔ تو پھر تم خود کو صرف ٹائیگر نہیں بلکہ آدم زاد ٹائیگر کہا کرو تاکہ دوسروں کا خون تو خشک نہ ہو''...... عمران نے کہا اور پھر اسے لے کر سٹنگ روم میں آ گیا۔

''بیٹھو''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر شکریہ کہہ کر ایک سنگل صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ عمران اس کے سامنے ڈبل صوفے پر بیٹھ گیا۔

''کہاں ہے وہ پیکٹ''...... عمران نے کہا۔

''کون سا پیکٹ''...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

''ارے بھلے آدمی۔ میں نے تمہیں کھانا لانے کے لئے کہا تھا۔ ظاہر ہے کھانا پیکٹ میں ہی لایا جا سکتا ہے اور تم پوچھ رہے ہو کون

سا پیکٹ“...... عمران نے کہا۔

”لیکن آپ نے تو مجھے منع کر دیا تھا باس“...... ٹائیگر نے کہا۔

”میں نے تمہیں ریسٹورنٹ بند کرانے سے منع کیا تھا یہ نہیں کہا تھا کہ تم میرے لئے کھانا نہ لاؤ۔ بھوک سے میرا برا حال ہو رہا ہے۔ خالی پیٹ میں چوہوں اور بلیوں نے طبل جنگ بجا دیا ہے۔ اگر ان میں سچ مچ جنگ چھڑ گئی تو وہ سب کے سب میرا پیٹ پھاڑ کر باہر آ جائیں گے اور میرا تو جو ہو گا سو ہو گا وہ آدم زاد ٹائیگر کو بھی نہیں چھوڑیں گے“...... عمران نے کہا تو ٹائیگر مسکرا دیا۔

”آپ کہتے ہیں تو میں باہر جا کر ابھی کچھ لے آتا ہوں“۔ ٹائیگر نے کہا۔

”کچھ سے میرا کچھ نہیں ہونے والا۔ مجھے بہت کچھ چاہئے میں نجانے کب سے بھوکا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”تو میں بہت سا کھانا لے آتا ہوں“...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اتنا کھانا لے آؤ کہ کم از کم میں اپنے ولیمے میں چار پانچ سو آدمیوں کو بھگتا سکوں“...... عمران نے کہا تو ٹائیگر اٹھتے اٹھتے رک گیا۔

”ولیمہ“...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”دعوت ولیمہ کا کہہ رہا ہوں جو شادی کے بعد کیا جاتا ہے۔ اب مجھ سے دعوت ولیمہ کا مطلب نہ پوچھ لینا۔ اس وقت میں کچھ

بھی بتانے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ مجھے کھانا چاہئے۔ بس کھانا اور کھانا“...... عمران نے کہا۔

”لیکن آپ تو کہہ رہے ہیں کہ آپ کو بھوک لگی ہے پھر دعوت ولیمہ کے پانچ سو آدمیوں کو بھگتانے والی بات میری سمجھ میں نہیں آئی“...... ٹائیگر نے کہا۔

”اچھا ہے نہیں سمجھ آئی۔ سمجھ آ بھی جاتی تو تم کیا کر لیتے۔ خیر چھوڑو لڑنے دو چوہوں بلیوں کو۔ تم بتاؤ سوپر فیاض کے بیٹے کے کیس میں کیا پیشرفت ہوئی ہے“...... عمران نے کہا۔

”میں نے جائے واردات کا معائنہ کیا ہے۔ وہاں تین افراد کے قدموں کے نشانات موجود ہیں۔ وہاں ایک کار کے ٹائر کے نشانات بھی موجود ہیں جسے نہایت تیزی سے لا کر سفیان کے قریب روکا گیا تھا اور یہ وہی کار ہے جسے سی سی ٹی وی کیمروں میں چیک کیا گیا تھا۔ نئے ماڈل کی سیڈان کار“...... ٹائیگر نے کہنا شروع کیا۔

”یہ ساری باتیں مجھے سوپر فیاض بتا چکا ہے۔ تم بتاؤ تم نے سفیان کی تلاش کے لئے مزید کیا کیا ہے اور اس کے بارے میں کیا پتا چلایا ہے“...... عمران نے کہا۔

”میں نے ہر سراغ کو سامنے رکھ کر سفیان کو تلاش کرنے کی کوشش کی تھی باس۔ میں نے علاقہ مکینوں سے پوچھ گچھ کرنے کے ساتھ اپنے مخبری کے نیٹ ورک کو بھی متحرک کیا تھا لیکن انتہائی کوششوں کے باوجود اب تک یہ پتہ نہیں چل سکا ہے کہ سفیان کو

اغوا کرنے والے کون تھے اور وہ اسے کہاں لے گئے ہیں۔ میں نے ایسے تمام افراد کو بھی کھنگال لیا ہے جو ایسا مکروہ اور انسانیت سوز کاموں میں ملوث ہیں لیکن ان میں سے کسی میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ سوپر فیاض کے بیٹے کو اس طرح اغوا کرنے کا سوچ بھی سکے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”لیکن تم نے فون پر تو کہا تھا کہ تم مجھے سفیان کے بارے میں کچھ بتانا چاہتے ہو“...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ میں نے چیک پوسٹ کے ان سیکورٹی گارڈز سے ملاقات کی تھی جن کے کہنے کے مطابق سیاہ رنگ کی سیڈان کار کی کھڑکی سے ان پر گیس پسٹل سے بے ہوش کر دینے والی گیس کا کیپسول فائر کیا گیا تھا۔ گو وہ کار ان سے کافی فاصلے پر تھی لیکن ایک سیکورٹی گارڈ کے کہنے کے مطابق کار ایک الیکٹرک پول کے پاس ایسے اینگل پر کھڑی تھی کہ پول کے بلب کی روشنی کار پر پڑ رہی تھی۔ جب کار کی کھڑکی کھلی تھی تو اس نے گیس پسٹل سے کیپسول فائر کرنے والے آدمی کی ہلکی سی جھلک دیکھی تھی۔ اس نے اس آدمی کو پہچان لیا تھا“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”پہچان لیا تھا۔ گڈ شو۔ کون ہے وہ۔ کیا اس نے اس کا نام پتہ بتایا ہے“...... عمران نے کہا۔

”یس باس“...... ٹائیگر نے کہا۔

”تو بتاؤ کون ہے وہ اور اگر تمہیں اس آدمی کا پتہ چل گیا ہے تو پھر تم یہ کیوں کہہ رہے تھے کہ تمہیں کوئی سراغ نہیں ملا ہے“۔ عمران نے کہا۔

”سیکورٹی گارڈ نے جس آدمی کی نشاندہی کی ہے وہ امارات کے سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری سر عبدالمنان ہیں“...... ٹائیگر نے کہا تو پہلے تو عمران حیرت سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ یکلخت اچھل پڑا۔

”امارات سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری سر عبدالمنان۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ سر عبدالمنان کا اس کیس سے کیا تعلق“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سیکورٹی گارڈ کے کہنے کے مطابق وہ ان کے ہاں کچھ عرصہ سیکورٹی گارڈ کی خدمات سر انجام دے چکا ہے۔ وہ انہیں بخوبی پہچانتا ہے۔ اس لئے الیکٹرک پول کی روشنی میں اس نے انہیں ہی دیکھا تھا۔ اس نے مجھے ان کا حلیہ بھی بتایا ہے“...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے عمران کو سر عبدالمنان کا حلیہ بتانا شروع کر دیا۔

”حلیہ تو واقعی سر عبدالمنان صاحب کا ہے لیکن میں انہیں بخوبی جانتا بھی ہوں۔ وہ تو انتہائی نیک، شریف اور انتہائی سلجھے ہوئے انسان ہیں۔ وہ کسی کے اغوا میں کیسے ملوث ہو سکتے ہیں اور وہ بھی سوپر فیاض کے بیٹے کے اغوا کے سلسلے میں۔ حیرت ہے“...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہوسکتا ہے کہ ان کی سوپر فیاض سے کوئی دشمنی ہو اور انہوں نے کسی خاص مقصد کے لئے سوپر فیاض کے بیٹے کو اغوا کیا ہو"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔ سوپر فیاض کو تو وہ جانتے تک نہیں۔ وہ ابھی حال ہی میں یہاں پوسٹ ہوئے ہیں۔ میری بھی ان سے سر سلطان کے آفس میں ملاقات ہوئی تھی۔ وہ ایک ذاتی کام کے لئے سر سلطان سے ملنے ان کے آفس میں آئے تھے اس وقت میں بھی سر سلطان کے پاس ہی موجود تھا۔ تب ہی میری ان سے علیک سلیک ہوئی تھی اور میں نے انہیں دیکھتے ہی پہچان لیا تھا کہ وہ نیک، شریف اور اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھنے والے انسان ہیں۔ یہ کام ان کا نہیں ہوسکتا ہے۔ ضرور اس سیکورٹی گارڈ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اس نے جو حلیہ بتایا ہے وہ"...... ٹائیگر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہوسکتا ہے کہ اغوا کار کی شکل سر عبدالمنان سے ملتی ہو۔ ویسے بھی سیکورٹی گارڈ نے دور سے اغوا کار کی ایک جھلک ہی دیکھی تھی۔ اس لئے وہ یہ کیسے وثوق سے کہہ سکتا ہے کہ وہ سر عبدالمنان ہی تھے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اگر سر عبدالمنان نے سوپر فیاض کے بیٹے کو اغوا کرانا ہوتا تو

وہ خود اسے اغوا کرنے کیوں آئے۔ یہ کام تو وہ کسی کو بھیج کر بھی کرا سکتے تھے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"یس باس۔ یہ پوائنٹ میں نے بھی سوچا تھا اسی لئے میں آپ کے پاس آنا چاہتا تھا تاکہ اس پر ڈسکس کر سکوں کیونکہ مجھے بھی یہ بات ہضم نہیں ہو رہی تھی کہ سوپر فیاض کے بیٹے کو اغوا کرنے کے لئے امارات کے فرسٹ سیکرٹری کو خود آنا پڑے۔ ایسے افراد کے تعلقات بہت دور تک ہوتے ہیں یہ کام تو وہ کسی بھی مقامی گینگ سے کہہ کر کرا سکتے تھے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے بتایا ہے نا کہ سر عبدالمنان ان افراد میں سے نہیں ہیں جن کا تعلق کرمنل سے ہو۔ وہ واقعی شریف اور ایماندار آدمی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ سوپر فیاض کے بیٹے کے اغوا میں ان کا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ سیکورٹی گارڈ نے یا تو سر عبدالمنان جیسا آدمی دیکھا ہے یا پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جس آدمی کو اس سیکورٹی گارڈ نے دیکھا ہو اس نے سر عبدالمنان کا میک اپ کر رکھا ہو"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ ایسا ہوسکتا ہے کہ اس آدمی نے سر عبدالمنان کا میک اپ کر رکھا ہو۔ اس پہلو پر تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"تو اب سوچ لو۔ بہر حال میں تمہاری تسلی کے لئے تمہارے سامنے ہی سر عبدالمنان کو فون کر لیتا ہوں۔ انہوں نے مجھے خصوصی

طور پر اپنے آفس آنے اور ملاقات کرتے رہنے کی دعوت دی تھی۔ چلو اسی بہانے ان سے دعوت ہی کرا لیتے ہیں کم از کم سلیمان کی غیر موجودگی میں آج رات بھوکا تو نہیں سونا پڑے گا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بھی مسکرا دیا۔ عمران نے سامنے پڑا ہوا فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

”یس انکوائری پلیز“...... رابطہ ملتے ہی انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”سنٹرل انٹیلی جنس کا قائم مقام ڈائریکٹر جنرل سوپر فیاض بول رہا ہوں۔ مجھے امارات سفارت خانے کا نمبر دیں فوراً“...... عمران نے سوپر فیاض کی آواز میں انتہائی بارعب لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یس سر۔ ایک منٹ ہولڈ کیجئے سر“...... سوپر فیاض کا بارعب لہجہ سن کر آپریٹر نے بڑے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور ایک منٹ کے لئے رسیور میں خاموشی چھا گئی۔

”سر کیا آپ لائن پر ہیں“...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آپریٹر کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

”یس“...... عمران نے کہا۔

”نمبر نوٹ کریں سر“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ساتھ ہی ایک نمبر نوٹ کرا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے لگا۔

”یس۔ امارات سفارت خانہ“...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”سنٹرل انٹیلی جنس کا قائم مقام ڈائریکٹر جنرل سوپر فیاض بول رہا ہوں۔ میری فرسٹ سیکرٹری سر عبدالمنان سے بات کرائیں“۔ عمران نے اسی طرح بارعب لہجے میں کہا۔

”سوری سر۔ سر عبدالمنان صاحب تو موجود نہیں ہیں“۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کہاں ہیں وہ اور آپ کون بات کر رہی ہیں“...... عمران نے کہا۔

”میں ان کی آفس سیکرٹری سلطانہ بایان بول رہی ہوں جناب اور سر امارات گئے ہوئے ہیں۔ دو تین روز بعد ان کی واپسی متوقع ہے“...... دوسری طرف سے جواب ملا تو عمران کے ساتھ ٹائیگر بھی چونک پڑا۔ چونکہ عمران نے لاؤڈر آن کر رکھا تھا اس لئے ٹائیگر بھی ساری باتیں سن رہا تھا۔

”سر عبدالمنان، امارات گئے ہوئے ہیں۔ کب سے“...... عمران نے پوچھا۔

”وہ پچھلے دو ہفتوں سے وہیں ہیں جناب۔ ان کی بیٹی لالہ رخ کا وہاں کار ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اس لئے وہ فوری طور پر وہاں چلے گئے تھے اور ابھی تک لوٹ کر نہیں آئے ہیں“...... سلطانہ بایان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اب کیسی ہے ان کی بیٹی''...... عمران نے کہا۔

''اب وہ تندرست ہیں لیکن چونکہ وہ بدستور ہسپتال میں ایڈمٹ ہیں اس لئے سر عبدالمنان نے کہا تھا کہ جب تک وہ ہسپتال سے ڈسچارج نہیں کر دی جاتی وہ واپس نہیں آئیں گے''...... سلطانہ بابان نے کہا۔

''کیا آپ مجھے ان کا پرسنل رابطہ نمبر دے سکتی ہیں۔ مجھے ان سے ایمرجنسی بات کرنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیس سر۔ ہولڈ کریں''...... سلطانہ بابان نے کہا اور پھر چند لمحوں کے لئے لائن پر خاموشی چھا گئی۔

''سر کیا آپ لائن پر ہیں''...... چند لمحوں بعد سلطانہ بابان کی آواز سنائی دی۔

''لیس''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ان کے سیل فون کا نمبر نوٹ کر لیں سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر اس نے عمران کو امارات کوڈ کے ساتھ ایک نمبر نوٹ کرا دیا اور عمران نے شکریہ کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''اب کیا کہتے ہو''...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اب تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس سیکورٹی گارڈ کو یا تو غلط فہمی ہوئی تھی یا پھر اغوا کار نے سر عبدالمنان کا میک اپ کر رکھا تھا۔

''یہی بات ہے۔ اگر مزید تسلی چاہتے ہو تو میں تمہارے سامنے سر عبدالمنان کو کال کر لیتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ اب مجھے بھی یقین ہے کہ سر عبدالمنان صاحب کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔ اسی لمحے عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر سیل فون اٹھا لیا۔ اسکرین کا ڈسپلے دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

''اوہ۔ یہ تو سوپر فیاض کے بیٹے سفیان کے سیل فون کا نمبر ہے اور اس سے ویڈیو کال کی جا رہی ہے''...... عمران نے کہا۔ اس نے ایک لمحہ توقف کیا اور کال رسیو کر لی۔ چونکہ ویڈیو کال کے لئے سیل فون کو کان سے نہیں لگانا پڑتا تھا۔ ان کیمرہ ہونے کے لئے سیل فون کو سامنے رکھنا پڑتا تھا اس لئے عمران نے کال رسیو کرتے ہی سیل فون اس انداز میں اپنے سامنے کر لیا کہ ٹائیگر بھی ویڈیو کال دیکھ سکے۔

''یہ ویڈیو کال نہیں بلکہ ایم ایم ایس سینڈ کیا گیا ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے بٹن پریس کر کے ویڈیو آن کی اور پھر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ویڈیو میں سفیان دکھائی دے رہا تھا جسے ایک کرسی پر بٹھا کر مضبوطی کے ساتھ رسیوں سے باندھا گیا تھا۔ اس کی حالت بے حد مخدوش دکھائی دے رہی تھی اور وہ بری طرح سے رو رہا تھا۔

''یہ تو سفیان ہے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ڈیڈی۔ ڈیڈی۔ ان لوگوں نے مجھے اغوا کر لیا ہے۔ میں تین دنوں سے ان کی قید میں ہوں۔ مجھے ان سے بچاؤ ورنہ یہ مجھے مار

دیں گے۔ یہ کون ہیں میں انہیں نہیں جانتا لیکن انہیں دیکھ کر مجھے خوف آتا ہے۔ یہ مجھے یہاں باندھ کر رکھتے ہیں۔ اچھا کھلاتے پلاتے ہیں لیکن اس کے بعد یہ مجھے نشہ آور دوا دے دیتے ہیں اور میں یہاں بے ہوش پڑا رہتا ہوں۔ ان کے پاس اسلحہ بھی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اگر آپ نے ان کی بات نہ مانی اور ان کی ڈیمانڈ پوری نہ کی تو یہ مجھے ہلاک کر دیں گے اور میری ایک ایک بوٹی کر کے آپ کو پارسل کر دیں گے۔ ان کے ارادے بے حد خوفناک ہیں''...... سفیان نے اچانک چیختے اور روتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز بری طرح سے لرز رہی تھی۔

''ڈیڈی مجھے بچا لو۔ ورنہ یہ مجھے ہلاک کر دیں گے۔ یہ جو بھی مانگتے ہیں یا ان کی جو بھی ڈیمانڈ ہے پوری کر دیں۔ پلیز ڈیڈی پلیز''...... سفیان نے بری طرح سے سر مارتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی ویڈیو ختم ہوگئی تو عمران جو سفیان کی باتیں سن کر ہونٹ چبا رہا تھا اس نے پھر سے ویڈیو آن کی اور اسے ایک بار پھر دیکھنے لگا۔ وہ ویڈیو میں سفیان کے اردگرد کا ماحول چیک کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ سفیان کو جس کرسی پر باندھا گیا تھا وہ عام سی کرسی تھی۔ رسی البتہ نئی معلوم ہو رہی تھی۔ سفیان کے پیچھے گلابی رنگ کی دیوار تھی۔ سفیان کے اس بیان کو ایک ہی جگہ کیمرے سے شوٹ کیا گیا تھا اس کا زاویہ نہ بدلا گیا تھا۔

''ان لوگوں نے بڑی چالاکی سے یہ ویڈیو بنایا ہے۔ اردگرد

کے ماحول کو اجاگر نہیں کیا تاکہ ہم اس بات کا اندازہ نہ لگا سکیں کہ یہ کون سی جگہ ہے''...... ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں اور کمرے میں صرف سفیان کی آواز گونج رہی ہے۔ شاید یہ کوئی تہہ خانہ ہے جہاں پر باہر کی کوئی بھی آواز سنائی نہیں دے رہی ہے۔ کرسی پرانی ہے لیکن رسی نئی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے یہ خاص طور پر سفیان کو باندھنے کے لئے استعمال کی گئی ہے اور رسی کو عام سے انداز میں باندھا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ اغوا کار اپنے کاموں میں ایکسپرٹ نہیں ہیں۔ شاید یہ ان کی پہلی واردات ہے''...... عمران نے سفیان کے گرد لپٹی ہوئی رسی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''دیواریں بھی بالکل صاف ہیں جیسے انہیں حال میں ہی پینٹ کرایا گیا ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سفیان نے ایک سے زیادہ افراد کا ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ مجھے مار دیں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کے سامنے ایک سے زائد افراد موجود ہیں اس کی نظریں بار بار سامنے موجود افراد کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ یہ جس انداز میں سامنے موجود افراد کو دیکھ رہا تھا اس کے انداز سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی تعداد تین ہے''...... عمران نے کہا۔

''کمرے میں روشنی بھی مناسب ہی ہے باس۔ آپ سفیان کی آنکھوں کو زوم کریں ہو سکتا ہے کہ اس کی آنکھوں میں موجود ان

افراد کا عکس دکھائی دے جائے جو اس کے سامنے موجود ہیں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''وری گڈ''...... عمران نے ٹائیگر کی ذہانت کی تعریف کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ویڈیو کو سٹل کیا اور پھر وہ سیل فون کی سکرین کو زوم کرنے لگا۔ اس نے سفیان کی آنکھوں کو کلوز کیا۔ سفیان کی آنکھوں کی چمک میں اسے تین سائے سے دکھائی دیئے۔

''تین افراد ہیں۔ لیکن وہ روشنی میں نہیں ہیں۔ سفیان کے سیل فون کی فلیش لائٹ سامنے پڑ رہی ہے اس لئے ان کے عقب میں روشنی کم پڑ رہی ہے اس لئے ان کے وجود سایوں جیسے دکھائی دے رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔ اس نے سفیان کی دوسری آنکھ کو کلوز کیا اور اسے باریک بینی سے چیک کرنے لگا لیکن سفیان کی آنکھوں میں دکھائی دینے والے تین افراد کے سائے تو ضرور دکھائی دے رہے تھے لیکن ان کے چہروں اور ان کے قد کاٹھ کا اندازہ لگانا ناممکن تھا۔ ابھی ٹائیگر اور عمران اس ویڈیو کا جائزہ لے رہے تھے کہ اچانک سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران اسکرین کے ڈسپلے پر سوپر فیاض کا نمبر دیکھ کر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس نے ٹائیگر کی طرف دیکھا اور پھر اس نے کال رسیو بٹن پریس کر دیا۔

''عم۔ عم۔ عمران میں فیاض بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سوپر فیاض کی دہشت زدہ آواز سنائی دی۔

''مجھے معلوم ہے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''مجھے سفیان کے سیل فون سے ایک ایم ایم ایس موصول ہوا ہے۔ انہوں نے سفیان کو نہایت بے دردی کے ساتھ باندھ رکھا ہے اور سفیان کی حالت انتہائی مخدوش ہے''...... سوپر فیاض نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ بیٹے کا ویڈیو اور اس کی حالت دیکھ کر وہ اپنا سارا غرور، غصیلی طبیعت اور کڑوا ہٹ بھول چکا تھا۔ وہ ہمیشہ رعب اور دبدبے سے بات کرنے والا انسان تھا اور ہمیشہ خود کو سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کا سپرنٹنڈنٹ فیاض کہہ کر اپنا تعارف کراتا تھا لیکن اس وقت وہ اپنا سارا پروٹوکول، اپنا رعب اور اپنا کرخت انداز بھولا ہوا تھا اور خود کو صرف فیاض بتا رہا تھا۔

''میں نے وہ ویڈیو دیکھ لیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''دیکھ لیا ہے۔ کیسے دیکھ لیا ہے تم نے وہ ویڈیو۔ کہاں دیکھا ہے''...... سوپر فیاض نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''میں نے تمہارے سیل فون کو اپنے سیل فون کے ساتھ لنکڈ کر رکھا ہے تاکہ ایسی کوئی بھی کال یا ویڈیو کال آئے تو تمہارے ساتھ ساتھ میں بھی رسیو کر سکوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ مجھے یاد آیا اور۔ اور تم نے دیکھا۔ انہوں نے سفیان کی کیا حالت بنا رکھی ہے۔ وہ کس قدر سہما ہوا ہے۔ خوف سے اس کا رنگ زرد ہے اور وہ کہہ رہا تھا کہ وہ لوگ اسے نشہ آور ادویات دیتے ہیں۔ وہ اسے جان سے مار دیں گے۔ اس کی لاش کے ٹکڑے مجھے پارسل کر دیں گے''...... سوپر فیاض نے خوف سے

نان اسٹاپ بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے سب سن لیا ہے۔تم یہ بتاؤ کہ تم نے اس کال کا ٹریکنگ پوائنٹ چیک کرایا''......عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ویڈیو کالاگ کے علاقے سے بھیجا گیا ہے۔ اس کی لوکیشن چیک کی جا رہی ہے۔ میں نے فوری طور پر ایک ٹیم کالاگ کی طرف روانہ کر دی ہے اور کالاگ کے مقامی پولیس اسٹیشن سے بھی رابطہ کر کے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ کالاگ کے سارے علاقوں کا سرچ کریں اور جیسے ہی ہمیں لوکیشن کا پتہ چلے گا ہم ان سے کہہ کر سارے علاقے کا محاصرہ کرا لیں گے۔ کال کالاگ سے آئی ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ سفیان کو کالاگ لے گئے ہیں''۔ سوپر فیاض نے اسی طرح سے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میرا خیال ہے کہ سفیان کو وہ لوگ کالاگ نہیں لے گئے ہیں''......عمران نے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔تم یہ بات کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ اسے کالاگ نہیں لے گئے ہیں''......سوپر فیاض نے کہا۔

''وہ لوگ بہت چالاک ہیں سوپر۔ انہوں نے جس انداز میں سفیان کو اغوا کیا ہے اور سفیان نے جو بھی بات کی ہے یہ سب اسے کہنے کے لئے مجبور کیا گیا ہے۔ میں نے سفیان کی آنکھوں میں ایسا خوف دیکھا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے سامنے جو بھی ویڈیو بنا رہا تھا اس کے پاس اسلحہ تھا۔ انہوں نے خاص طور

پر یہ ایم ایم ایس سفیان کے نمبر سے ہی کیا ہے۔ ویڈیو ریکارڈنگ کے بعد وہ یقیناً جان بوجھ کر باہر گئے ہوں گے اور انہوں نے اس جگہ سے دور جا کر یہ ویڈیو بھیجا ہو گا تا کہ ہم اس لوکیشن کا پتہ نہ چلا سکیں جہاں پر سفیان کو رکھا گیا ہے۔

''اوہ۔تو کیسے پتہ چلے گا کہ انہوں نے سفیان کو آخر رکھا کہاں ہے''......سوپر فیاض نے ایک بار پھر روہانسی آواز میں کہا۔

''پہلے تم خود کو کنٹرول کرو۔تم ایک آفیسر ہو اور کسی آفیسر کو اس قدر کمزور اور بزدل نہیں ہونا چاہئے کہ وہ ہر وقت ٹسوے بہاتا رہے اور غم میں ڈوب کر اپنی ڈیوٹی اور اپنا فرض ہی بھول جائے''۔عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''......سوپر فیاض نے کہا۔

''تمہاری آواز رندھی ہوئی ہے اور تم بات بات پر عورتوں کی طرح ٹسوے بہانا شروع کر دیتے ہو۔ اگر اسی حال میں رکھنا ہے تو جاؤ جا کر اپنے گھر بیٹھ جاؤ۔ تمہارا ڈیپارٹمنٹ اور میں سفیان کو تلاش کر لیں گے''......عمران نے اور غصے سے کہا۔

''تو کیا کروں عمران۔تم جانتے ہو کہ سفیان میرا ایک ہی بیٹا ہے اور میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں کیا کروں گا۔ میری بیگم کا کیا ہو گا''......سوپر فیاض نے کہا۔

''کچھ نہیں ہو گا۔ تم بس خود کو کنٹرول کرو اور ایک آفیسر کی

طرح ورک کرو۔ تمہارا یہ رونا دھونا کسی صورت میں سفیان کو واپس نہیں لا سکتا۔

تم نے ویڈیو دیکھی ہے نا۔ سفیان کے ذریعے کہلایا گیا ہے کہ ان لوگوں کی ڈیمانڈ پوری کی جائے اور سفیان نے یہ بھی بتایا ہے کہ ابھی وہ لوگ اس کا خیال رکھ رہے ہیں اسے اچھا کھلاتے پلاتے ہیں۔ سفیان نے بھی بتایا ہے اور میں نے بھی ویڈیو میں سفیان کا جائزہ لیا ہے۔ اس پر ابھی کوئی ٹارچر نہیں کیا گیا ہے لیکن تمہاری وجہ سے وہ لوگ بھڑک سکتے ہیں اور سفیان پر ٹارچر کر سکتے ہیں اس لئے بہتر ہے کہ یہ بات بھول جاؤ کہ سفیان تمہارا بیٹا ہے۔ ذمہ داری کے ساتھ اپنی ڈیوٹی نبھاؤ اور پیشہ ورانہ قابلیت کا ثبوت دو۔ مجھے یقین ہے کہ وہ جلد ہی تم سے رابطہ کریں گے۔ اپنے اردگرد پر نظر رکھو اور ان کی ہر بات پر توجہ دو“...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”مم مم۔ میں کوشش کرتا ہوں“...... سوپر فیاض نے اسی انداز میں کہا۔

”کوشش نہیں نانسنس۔ تم نے ہر صورت میں خود کو کنٹرول میں رکھنا ہے۔ تمہارا ایک ذرا سی غلطی سفیان کے لئے نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔ تمہارے جذباتی پن کی وجہ سے تم سے کوئی احمقانہ حرکت نہ ہو جائے اسی لئے میں نے تمہارے سیل فون کے ساتھ لنکڈ کیا ہے۔ اب میری بات دھیان سے سنو۔ وہ لوگ اب کال

کریں گے۔ تم نے ان سے کوئی بات نہیں کرنی ہے۔ سفیان کے نمبر سے آنے والی کال میں رسیو کروں گا اور میں تمہاری آواز میں بات کروں گا۔ تم خاموش رہنا۔ سمجھ گئے تم“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ سمجھ گیا“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”اوکے۔ اب یہ بتاؤ کہ ٹریکنگ سیکشن میں اس کیس کو کون سا آپریٹر ہینڈل کر رہا ہے۔ اس کا نام اس کا فون نمبر دو مجھے اور اس سے کہو کہ میرا ایک آدمی ٹائیگر اس سے مسلسل رابطے میں رہے گا اسے ہر وقت ٹائیگر کو اپ ڈیٹ رکھنا ہے“...... عمران نے کہا۔

”اس کا نام قاسم الحسن ہے۔ میں اسے بتا دیتا ہوں“...... سوپر فیاض نے کہا اور پھر اس نے ٹریکنگ سیکشن میں اس کیس کو ہینڈل کرنے والے آپریٹر کا نمبر دے دیا۔

”ہاں۔ یہ لوگ ڈیمانڈ کے لئے سوپر فیاض کے نمبر پر رابطہ کریں گے جسے ٹریکنگ سیکشن میں ٹریک کیا جا رہا ہے۔ اس طرف سے اپ ڈیٹ ملنے میں وقت لگ سکتا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں رانا ہاؤس میں جا کر ٹریکنگ کروں۔ اس طرح سوپر فیاض کے نمبر پر آنے والی ہر کال کو نہ صرف چیک کیا جا سکتا ہے بلکہ اسے ٹریک کر کے اصل لوکیشن کا بھی پتہ لگایا جا سکتا ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ یہی مناسب ہے۔ تم رانا ہاؤس چلے جاؤ میں جوزف سے کہہ دیتا ہوں“...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے عمران سے اجازت لی اور اٹھ کھڑا

ہوا۔

"رکو۔ میں تمہارے ساتھ ہی چلتا ہوں۔ رانا ہاؤس میں جا کر میں اس ویڈیو کو ایک بار انلارج کر کے چیک کرنا چاہتا ہوں شاید کوئی کلیو مل جائے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے اسے وہیں رکنے کے لئے کہا اور پھر وہ لباس بدلنے کے لئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

باس اور اس کے دونوں ساتھی غفران اور رضوان ایک میز کے گرد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے ان کے ہاتھوں میں کولڈ ڈرنکس کے کین تھے اور وہ آپس میں باتیں کرتے ہوئے کولڈ ڈرنکس سپ کر رہے تھے۔

"اب تک تو سوپر فیاض تک ویڈیو پہنچ چکا ہو گا اور وہ اسے ایک بار نہیں بلکہ ہزار بار دیکھ بھی چکا ہو گا"...... رضوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ ویڈیو کو فرانزک لیبارٹری میں چیک کرا رہا ہو اور ٹریکنگ سیکشن سے یہ چیک کرا رہا ہو کہ ویڈیو کس لوکیشن سے سینڈ کی گئی تھی لیکن اس کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا کیونکہ میں نے وہ ویڈیو یہاں سے ایک سو کلو میٹر دور جا کر کار میں سفر کرتے ہوئے سینڈ کی تھی"...... غفران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم انہیں اسی طرح سے چکراتے رہیں گے۔ ان کی تمام جدید

سائنسی ٹیکنالوجی کو ہم مات دیں گے۔ وہ کسی بھی صورت میں نہ ہمارے بارے میں کوئی کلیو حاصل کر سکیں گے اور نہ ہی انہیں اس بات کا علم ہو سکے گا کہ ہم نے سفیان کو کہاں رکھا ہوا ہے"۔ باس نے جواباً مسکرا کر کہا۔

"لیکن اب دو دن مزید گزر گئے ہیں۔ آپ نے ویڈیو میں سفیان کے ذریعے سوپر فیاض کو کہلوایا تھا کہ ہم جلد ہی اسے اپنی ڈیمانڈ بتائیں گے تو پھر اتنی تاخیر کیوں کی جا رہی ہے۔ آپ اسے کال کر کے بیس کروڑ روپے کیوں نہیں مانگتے۔ اپنے بیٹے کے لئے وہ بے حال ہو رہا ہو گا اور یہی وقت ہے اس سے بیس کروڑ مانگنے کا بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ ہم سوپر فیاض کی حالت کا فائدہ اٹھا کر اس سے بیس تو کیا پچاس کروڑ بھی مانگ سکتے ہیں اور وہ دینے سے انکار نہیں کرے گا"...... غفران نے کہا۔

"ابھی نہیں۔ ابھی سوپر فیاض اور اس کی بیگم کو اور زیادہ تڑپنے دو۔ ان کے ساتھ ہم کھیل کھیلیں گے۔ جب تک کھیل چلتا رہے گا ان کی پریشانی اور بے چینی بڑھتی جائے گی کہ ان کا بیٹا کس حال میں ہے۔ زندہ ہے یا نہیں۔ ہم اس پر تشدد تو نہیں کر رہے۔ اسے کھانے پینے کے لئے بھی کچھ دے رہے ہیں یا نہیں۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا اور سوپر فیاض کا ڈیپارٹمنٹ اپنی ناکامی کی رپورٹ اسے دے گا تو اس کی ہمت اور اس کی ساری کوششیں دم توڑ دیں گیں۔ تب لوہا گرم ہو گا اور اس پر چوٹ لگانے میں لطف

آئے گا"...... باس نے کہا۔

"تو اس کے لئے ہمیں اور کتنا انتظار کرنا پڑے گا"...... رضوان نے کہا۔

"زیادہ نہیں۔ بس آج کا دن رک جاؤ۔ ہم کل سوپر فیاض سے بات کریں گے اور اسے راستے پر لائیں گے پھر اس کے سامنے اپنی ڈیمانڈ رکھیں گے"...... باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس جیسے آپ کی مرضی"...... رضوان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ گرم گرم روٹی کھانے سے منہ ہی جلتا ہے۔ اسے تھوڑا ٹھنڈا ہو لینے دیا کرو۔ کھائی بھی جا سکتی ہے اور لطف بھی آتا ہے کھانے میں"...... باس نے کہا۔

"یس باس"...... رضوان نے کہا۔

"غفران"...... باس نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"جا کر سوپر فیاض کے بیٹے کو ہوش میں لے آؤ۔ پھر میں آ کر اس کی نئی ویڈیو بناتا ہوں۔ تاکہ کل یا جب دوبارہ سوپر فیاض کو کال کی جائے تو وہ یہ نہ کہہ سکے کہ پہلے اس کے بیٹے سے اس کی بات کرائی جائے"...... باس نے کہا تو غفران سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

"باس۔ آپ سے ایک بات کرنی تھی اگر آپ برا نہ مانیں تو"...... غفران کے جانے کے بعد رضوان نے باس سے مخاطب ہو

کر کہا۔

''کیا۔ بولو''...... باس نے کہا۔

''میری بیوی ہسپتال میں ہے باس۔ اس کی آج کل میں ڈلیوری ہونے والی ہے۔ میرے پاس جو جمع پونجی تھی وہ ختم ہو چکی ہے۔ اگر آپ میری کچھ مدد کر دیں تو......'' رضوان نے کہا اور کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

''ارے۔ یہ بات تم مجھے اب بتا رہے ہو۔ بولو کتنی رقم چاہئے''...... باس نے کہا۔

''میں نے اپنی بیوی کو سرکاری ہسپتال میں نہیں بلکہ ایک پرائیویٹ ہسپتال میں ایڈمٹ کیا ہے باس۔ اب تک ستر سے اسی ہزار لگ چکے ہیں میرے۔ کیونکہ میری بیوی کی حالت کافی خراب تھی۔ اب وہ بہتر ہے لیکن ڈلیوری کے لئے تیس سے پینتیس ہزار کی ضرورت ہے''...... رضوان نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

''تو اس میں ڈرنے والی کون سی بات ہے۔ تم ایسا کرو کہ میرے گھر جاؤ اور اپنی بھابھی سے مل لو۔ میں اسے فون کر دیتا ہوں وہ تمہیں پچاس ہزار دے دے گی۔ اگر کم پڑ جائیں تو بلا جھجک اور مانگ لینا''...... باس نے کہا تو رضوان کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''تھینک یو باس۔ ریئلی تھینک یو۔ آپ ہمارے لئے واقعی فرشتۂ رحمت ہیں۔ آپ نے ہر ضرورت میں ہمارا ساتھ دیا ہے اور

کبھی ہمیں مایوس نہیں کیا''...... رضوان نے تشکرانہ لہجے میں کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں جیسی میری ضرورتیں ہیں ویسی تمہاری اور غفران کی بھی ہیں اور جب ہم سب ایک ہیں تو پھر ایک دوسرے کی ضرورت پوری نہ کریں تو یہ ہماری بے حسی ہی ہو گی اور تم جانتے ہو کہ میں اور میری بیگم بے حس نہیں ہیں''...... باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ اسی لئے تو میں نے آپ کو اور مادام کو فرشتۂ رحمت کہا ہے''...... رضوان نے مسکرا کر کہا تو باس ہنس پڑا۔

''ہم انسان ہی بن جائیں تو بہت ہے اور تم مجھے فرشتہ بنانے پر تلے ہوئے ہو''...... باس نے ہنستے ہوئے کہا تو رضوان بھی ہنس پڑا۔

''انسان بننے کے لئے دولت کی ضرورت ہوتی ہے اور دولت ابھی ہم سے دور ہے باس۔ وہ مل جائے تو ہم سب انسان بن جائیں گے۔ سیدھے سادے اور نیک انسان''...... رضوان نے کہا تو باس ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے غفران اندر داخل ہو گیا۔

''میں نے اسے اینٹی لگا دیا ہے باس۔ کچھ ہی دیر میں اسے ہوش آ جائے گا''...... غفران نے کہا۔

''اوکے۔ رضوان تم جاؤ اور یہ لو میری کار کی چابی لے جاؤ۔ رقم اپنی بیوی تک پہنچا کر تم نے واپس یہیں آنا ہے''...... باس نے

کہا۔

''یس باس''...... رضوان نے اس سے چابی لے کر اٹھتے ہوئے کہا۔

''ہسپتال میں تمہاری بیوی کی دیکھ بھال کے لئے کون ہے''۔ باس نے پوچھا۔

''میری بوڑھی ساس اور سسر وہیں ہیں باس''...... رضوان نے جواب دیا تو باس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کیا ہوا تمہاری بیوی کو''......غفران نے اس سے پوچھا۔

''یہ بہت جلد ابا جان بننے والا ہے''...... باس نے مسکراتے ہوئے کہا تو رضوان بے اختیار ہنس پڑا۔

''ارے۔تم نے بتایا ہی نہیں۔ یہ تو خوشی کی بات ہے''۔ غفران نے کہا۔

''ہاں۔ بس دعا کرنا کہ سب ٹھیک ہو۔ بیگم کی طبیعت بہت خراب تھی بڑی مشکل سے سنبھلی ہے اب ڈلیوری بھی آرام سے ہو جائے تو خوشی دگنی ہو جائے گی''...... رضوان نے کہا۔

''بے فکر رہو۔ انشاء اللہ سب اچھا ہی ہو گا''......غفران نے کہا تو رضوان نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر باس کو سلام کرتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

''ڈلیوری کے لئے اسے پیسوں کی ضرورت تھی۔ مجھ سے کہتے ہوئے شرما رہا تھا''...... باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ وہ ایسا ہی ہے۔ بنا ضرورت کے مانگتا ہی نہیں اور ضرورت کے لئے بھی مانگنے سے کتراتا ہے لیکن جب ازحد ضرورت ہوتی ہے تو نہ چاہتے ہوئے بھی مانگنے پر مجبور ہو جاتا ہے''......غفران نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ ایک بار ہمارا کام پورا ہو جائے پھر سارے کام ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔کسی کو کسی سے مانگنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی''...... باس نے اٹھتے ہوئے کہا تو غفران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ٹائیگر نے سوپر فیاض اور سفیان کا سیل فون ٹریکنگ سسٹم پر ڈالنے کے لئے رانا ہاؤس میں ہی سارا بندوبست کر لیا تھا۔ وہ ایک کمرے میں سسٹم آن کئے بیٹھا تھا اور اس کی نظریں اسکرین پر جمی ہوئی تھیں جہاں پورے شہر اور ملحقہ علاقوں کا نقشہ پھیلا ہوا تھا۔ وہ پچھلے دو روز سے یہاں موجود تھا۔ سوپر فیاض کے سیل فون پر آنے والی ہر کال کو وہ ٹریک کرتا تھا اور اسے سنتا تھا لیکن ان میں سے ایک بھی کال اس کے مطلب کی نہ ہوتی تھی۔ وہ سوپر فیاض اور فون کرنے والے کی چند باتیں سنتا تھا اور سمجھ جاتا تھا کہ یہ کال سوپر فیاض کے جاننے والے کی ہے کسی اغوا کار کی نہیں۔

عمران نے اس کے ساتھ تہہ خانے میں قائم فرانزک لیبارٹری میں جا کر اس ویڈیو کی نہایت باریک بینی سے چیکنگ کی تھی جو سوپر فیاض کے سیل فون پر اغوا کاروں کی طرف سے بھیجی گئی تھی لیکن اسے اس ویڈیو سے ایسا کوئی کلیو نہیں ملا تھا جو اسے اغوا

کاروں یا پھر سفیان تک پہنچا سکتا ہو۔

عمران نے جوزف اور جوانا کو بھی اس بات کی تاکید کر دی تھی کہ وہ ٹائیگر کی ہر ضرورت کا خیال رکھیں اور وہ جو کہے اس کی ہدایات پر عمل بھی کریں۔ اس لئے جوزف اور جوانا، ٹائیگر کا نہ صرف خیال رکھ رہے تھے بلکہ وہ جو کہتا تھا اس کی بات مانتے بھی تھے۔ اس وقت بھی ٹائیگر بڑی سی اسکرین کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور اسکرین پر نظر آنے والے نقشے اور ایک چیکنگ میٹر کو دیکھ رہا تھا۔ اس چیکنگ میٹر پر سوپر فیاض اور اس کے بیٹے سفیان کا فون نمبر فیڈ کیا گیا تھا تاکہ جیسے ہی یہ سیل فون آن ہوں۔ ان پر کوئی بھی کال موصول ہو یا کی جائے تو اس کا فوری طور پر ٹائیگر کو علم ہو سکے اور وہ اسے باقاعدہ ٹریک کر سکے۔ اسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں کافی کا ایک کپ تھا۔

”میں نے سوچا بیٹھے بیٹھے تھک گئے ہو گے اس لئے کافی بنا کر لے آیا ہوں“...... جوزف نے کافی کا کپ اس کے سامنے رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”شکریہ جوزف۔ مجھے واقعی کافی کی طلب ہو رہی تھی“۔ ٹائیگر نے جواباً مسکرا کر کہا۔

”ارے۔ طلب ہو رہی تھی تو بتا دیتے“...... جوزف نے کہا۔

”ہاں۔ بتانے کے لئے باہر آنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ تم خود ہی بنا کر لے آئے ہو۔ تم اور جوانا واقعی بے حد اچھے ہو میری ہر

ضرورت کا دھیان رکھ رہے ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم ہمارے دوست بھی ہو بھائی بھی اور سب سے اہم بات باس کے شاگرد۔ ہم تمہارا خیال نہیں رکھیں گے تو اور کون رکھے گا بلکہ میں اور جوانا تو چاہتے ہیں کہ کہاں تم اکیلے ہوٹلوں میں رہتے ہو۔ اگر تم کہو تو میں باس سے بات کرتا ہوں اور تم یہاں ہمارے ساتھ شفٹ ہو سکتے ہو۔ اتنی بڑی عمارت ہے۔ بے شمار کمرے خالی پڑے ہوئے ہیں۔ آخر وہ کس کام کے''...... جوزف نے کہا۔

''ایک دو بار میں نے بھی یہی سوچا تھا کہ واقعی مجھے تم دونوں کے ساتھ شفٹ ہو جانا چاہئے لیکن پھر نجانے کیوں ارادہ بدل دیا کہ کہیں میں تم دونوں کے لئے بار نہ بن جاؤں اور ویسے بھی برسوں سے اکیلا رہتا چلا آ رہا ہوں اس لئے ہوسکتا ہے کہ میں تم دونوں کے ساتھ ایڈجسٹ نہ کر پاؤں اس لئے ہر بار یہ بات ذہن سے جھٹک دیتا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہم پر بار بن جاؤ یہ تو خیر نہیں ہوسکتا۔ میں اور جوانا مل کر اپنے اپنے حصے کا کام کرتے ہیں۔ تم بھی آ جاؤ تو تمہیں بھی اپنے حصے کا کام تو کرنا ہی پڑے گا ہاں یہ بات الگ ہے کہ اکیلے رہنے کی وجہ سے تم ہم میں ایڈجسٹ نہ کر پاؤ۔ خیر چھوڑو یہ بتاؤ کہ کوئی بات بنی یا نہیں''...... جوزف نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

''پہلے تم بیٹھ جاؤ تم تو ایسے کھڑے ہو جیسے مجھ سے اجازت لے کر بیٹھو گے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ مجھے کھڑا رہنے کی عادت ہے۔ بہرحال تم کہتے ہو تو بیٹھ جاتا ہوں''...... جوزف نے کہا اور پھر وہ ٹائیگر کے پاس پڑی ہوئی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''میرے لئے کافی بنائی تھی تو اپنے لئے بھی بنا لاتے تاکہ دونوں ایک ساتھ پیتے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ میرا کافی پینے کا موڈ نہیں تھا اس لئے میں نے نہیں بنائی۔ جوانا اور تمہارے لئے بنائی ہے۔ وہ باہر بیٹھا پی رہا ہے''۔ جوزف نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اچھا تم کچھ پوچھ رہے تھے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے پوچھا کہ سوپر فیاض کے بیٹے کا کیا ہوا۔ اس کا کچھ پتہ چلا یا نہیں''...... جوزف نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی تک کچھ پتہ نہیں چلا ہے۔ اغوا کار بے حد چالاک اور انتہائی محتاط ہیں۔ وہ ابھی رابطہ کرنے سے بھی کترا رہے ہیں۔ شاید وہ تیل اور اس کی دھار دیکھ رہے ہیں کہ جیسے ہی حالات موافق ہوں وہ سوپر فیاض کو کال کر سکیں۔ ان کے ایم ایس کے مطابق وہ سوپر فیاض سے کوئی ڈیمانڈ کرنا چاہتے ہیں۔ اب ان کی ڈیمانڈ کیا ہے اس کے بارے میں ہم صرف اندازے ہی لگا سکتے ہیں یا تو وہ تاوان کے لئے بھاری رقم مانگیں گے یا پھر سوپر فیاض سے کسی کرمنل کی فائل یا پھر کسی کرمنل کی رہائی کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ سوپر فیاض اس وقت سنٹرل انٹیلی جنس کا قائم مقام ڈائریکٹر

جنرل ہے اس لئے اس کے اختیارات وسیع ہیں ہو سکتا ہے اسی بات کے پیش نظر اس کے بیٹے کو اغوا کیا گیا ہو لیکن اغوا کرنے والے کیا کر رہے ہیں اور وہ سوپر فیاض سے بات کرنے میں اتنا وقت کیوں لگا رہے ہیں یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ انہیں شک ہو گیا ہو کہ اس معاملے میں باس اور تم بھی کام کر رہے ہو اس لئے وہ ڈر کر چھپ گئے ہوں''۔ جوزف نے کہا۔

''نہیں۔ انہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس معاملے میں باس اور میں بھی شامل ہیں اور انہیں ٹریس کرنے میں لگے ہوئے ہیں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''سوپر فیاض کے گھر میں ملازمین کی بھی کوئی کمی نہیں ہے اور یہ ایسا دور ہے کہ تھوڑے سے پیسوں کے لئے کسی کا بھی ایمان ڈگمگا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے گھر میں کوئی ایسا آدمی ہو جو اغوا کاروں کو ہر خبر پہنچا رہا ہو''...... جوزف نے کہا تو اس کی بات سن کر ٹائیگر چونک پڑا۔

''ویری گڈ۔ تم نے اہم پوائنٹ کی طرف میری توجہ مبذول کرائی ہے۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے ورنہ وہ لوگ اتنے دن کی تاخیر کریں ایسا ممکن ہی نہیں ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو کیا ابھی تک تم نے سوپر فیاض کے گھر کی چیکنگ نہیں کی۔

ان کے ملازمین سے پوچھ گچھ نہیں کی''...... جوزف نے حیران ہو کر کہا۔

''نہیں۔ میں باہر ہی انہیں ٹریس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ سوپر فیاض سنٹرل انٹیلی جنس کا قائم مقام ڈائریکٹر جنرل ہے ہو سکتا ہے کہ اس نے خود ہی اپنے ملازمین اور ملنے جلنے والوں سے پوچھ گچھ کر لی ہو اس لئے میں نے اس طرف توجہ نہ دی تھی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس کا کام اپنی جگہ ہے اور تمہارا اپنی جگہ۔ تمہیں ہر پہلو پر نظر رکھنی چاہئے۔ اس کیس میں تمہیں اور باس کو کوئی کلیو نہیں مل رہا ہے لیکن یہ باس کا ہی کہنا ہے کہ کوئی مجرم کتنا بھی کیوں نہ چالاک ہو اپنے پیچھے کوئی نہ کوئی نشان چھوڑ ہی جاتا ہے۔ کوئی بھی جرم ہو وہ چھپ نہیں سکتا''...... جوزف نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مجھے واقعی ہر جگہ تحقیقات کرنی چاہئے تھی۔ ہر اس پہلو کو نظر میں رکھنا چاہئے تھا جو اس کرائم کے لئے اہم ہو سکتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجرموں کی اس خاموشی کے پیچھے بھی کوئی وجہ ہو سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے سوپر فیاض کے بیٹے کو ہلاک کر دیا ہو یا شدید زخمی کر کے کہیں پھینک دیا ہو۔ وہ کسی ہسپتال میں پڑا ہو یا پھر کسی سرد خانے میں۔ ان دونوں مقامات کی بھی تمہیں چیکنگ کرنی چاہئے تھی اور میرا خیال ہے تم نے یہ سب بھی نہیں کیا ہو

گا“...... جوزف نے کہا۔

”ہاں۔ واقعی میں نے یہ سب بھی نہیں کیا ہے اور اس کی وجہ وہ ایم ایم ایس ہے جو دو روز قبل موصول ہوا تھا۔ اس میں سفیان، میرا مطلب ہے سوپر فیاض کا بیٹا صحیح سلامت دکھائی دے رہا ہے اور اس نے اغوا کاروں کے کہنے پر جو باتیں کی ہیں اس کے مطابق تو یہی لگتا ہے کہ اغوا کار اسے کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتے۔ وہ سوپر فیاض یا پھر اعلیٰ حکام سے کوئی بات منوانا چاہتے ہیں“...... ٹائیگر نے کہا۔

”پھر بھی تمہیں ہر لحاظ سے اپنی تفتیش مکمل رکھنی چاہئے۔ اغوا کار کیا سوچتے ہیں اور ان کے ارادے کیا ہیں ان سے دو قدم آگے رہ کر ہی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں ورنہ ان کا کرائم واقعی پرفیکٹ کرائم ہوسکتا ہے“...... جوزف نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اوکے میں باس سے بات کرتا ہوں اگر انہوں نے ضرورت سمجھی تو میں یہ سب کر لوں گا۔ تم میری جگہ یہاں نظر رکھنا“...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے مشین سے تیز سیٹی کی آواز ابھری تو وہ دونوں چونک پڑے۔ دونوں کی نظریں سائیڈ پر موجود نمبر میٹر پر گئیں۔

”یہ تو سفیان کے سیل فون کا نمبر آن ہوا ہے“...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے مشین پر لگے ہوئے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسی لمحے شہر کے نقشے کے ایک علاقے پر

ایک سرخ رنگ کا نقطہ سا ظاہر ہوا جو ایک پیلے رنگ کی لکیر پر تیرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ ٹائیگر کے ہاتھ اور تیزی سے چلنے لگے۔ نقشہ سمٹا اور زرد لکیر کے ساتھ سرخ نقطہ بھی تیزی سے اسکرین پر پھیل گیا۔

”یہ تو پالام کا علاقہ ہے۔ شہر سے ڈیڑھ سو کلو میٹر دور۔ نقشہ کے مطابق یہ مین روڈ ہے اور یہ سرخ نقطہ سفیان کے سیل فون کو ظاہر کر رہا ہے جو مسلسل سڑک پر آگے بڑھ رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے جس نے سیل فون آن کیا ہے وہ مین روڈ پر کسی کار میں ہے“۔ ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”کیا تم اس کی پرفیکٹ لوکیشن کا پتہ لگا سکتے ہو۔ یہ دیکھ سکتے ہو کہ یہ کون سی کار ہے اور اس کا ماڈل کیا ہے“...... جوزف نے کہا۔

”اگر سیل فون تین منٹ تک آن رہا تو میں اسے لائیو چیک کر سکتا ہوں۔ سیٹلائٹ کے ذریعے ہم سڑک پر دوڑنے والی کار ہی نہیں بلکہ کار کے ڈرائیور اور کار میں بیٹھے ہوئے ایک ایک فرد کو بھی چیک کر سکتے ہیں“...... ٹائیگر نے کہا۔ اسی لمحے نہ صرف اسکرین پر تیرتا ہوا سرخ نقطہ غائب ہو گیا بلکہ میٹر پر آن ہونے والا نمبر بھی آف ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسکرین کی سائیڈ پر ایک چھوٹی سی تحریر ابھر آئی۔

”سفیان کے سیل فون سے پھر ایک ایم ایم ایس سینڈ کیا گیا۔

اس ایم ایم ایس کو ٹرانسفر کرنے کے لئے ہی یہ سیل فون آن کیا گیا تھا‘‘...... ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

’’کہاں ٹرانسفر کیا گیا ہے یہ ایم ایم ایس‘‘...... جوزف نے پوچھا۔

’’سوپر فیاض کے سیل فون پر‘‘...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

’’لیکن اسکرین پر تو یہ ایم ایم ایس دو سیل فون پر ٹرانسفر ہونے کا آپشن آیا ہے‘‘...... جوزف نے اسکرین کی سائیڈ پر ابھرنے والی تحریر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ باس نے اپنا سیل فون سوپر فیاض کے سیل فون سے لنکڈ کر رکھا ہے۔ سوپر فیاض کو جو بھی کال کی جاتی ہے وہ باس کے سیل فون پر بھی ٹرانسفر ہوتی ہے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’تو کیا اس ایم ایم ایس کو ہم یہاں چیک نہیں کر سکتے جو سوپر فیاض کے نمبر پر بھیجا گیا ہے‘‘...... جوزف نے کہا۔

’’کر سکتے ہیں‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’تو دیکھو کیا بھیجا گیا ہے اس ایم ایم ایس میں‘‘...... جوزف نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ مشین پر تیزی سے ہاتھ چلانے لگا۔ کچھ دیر بعد اسکرین سے نقشہ غائب ہوا اور اس کی جگہ اچانک ایک ویڈیو آن ہو گیا۔ اس ویڈیو میں سفیان اسی طرح کرسی پر بندھا دکھائی دے رہا تھا۔ وہی لوکیشن اور وہی ماحول تھا جو پچھلے ویڈیو میں دکھایا گیا تھا۔ سفیان کے چہرے پر بھی وہی

خوف اور دہشت کے تاثرات تھے۔

’’ڈیڈی۔ میں ابھی تک زندہ ہوں۔ مجھے ان لوگوں نے کوئی ٹارچر نہیں کیا ہے۔ یہ میرا ہر طرح سے خیال رکھ رہے ہیں۔ میں بس نیند اور نشے کی حالت میں رہتا ہوں۔ یہ لوگ ظالم نہیں ہیں لیکن ان کا کہنا ہے کہ اگر آپ نے ان کی بات نہ مانی اور ان کی ڈیمانڈ پوری نہ کی تو پھر یہ میرا کوئی لحاظ نہیں کریں گے۔ پھر یہ مجھ پر ٹارچر بھی کریں گے اور ڈیمانڈ پوری نہ ہونے کی صورت میں مجھے ہلاک کر کے میری لاش کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیں گے اور میری لاش کے ٹکڑے آپ کو مختلف سڑکوں پر ملیں گے۔ ڈیڈی میں چاہتا ہوں آپ ان کی جو بھی ڈیمانڈ ہو پوری کر دیں۔ مجھے ان سے بچا لیں ڈیڈی۔ میں ان کے ساتھ نہیں رہنا چاہتا۔ میں جلد سے جلد گھر لوٹنا چاہتا ہوں ڈیڈی۔ اور ڈیڈی ان کا کہنا ہے کہ آپ مجھے اور انہیں تلاش کرنے کے لئے جو کچھ بھی کر رہے ہیں اس سے پیچھے ہٹ جائیں۔ اپنے ڈیپارٹمنٹ اور اپنے آفیسرز کی بھاگ دوڑ نہ کرائیں کیونکہ آپ جو کچھ بھی کر رہے ہیں ان کی نظروں میں ہے۔ جیسے ہی آپ کے آفیسرز ان کی اور میری تلاش ختم کر دیں گے یہ آپ سے رابطہ کریں گے اور آپ سے ڈیمانڈ بھی کریں گے اور ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ ان کی ڈیمانڈ صرف آپ کی ذات کی حد تک محدود ہے جسے آپ آسانی سے پورا کر سکتے ہیں‘‘...... سفیان نے رک رک کر لیکن مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر اور جوزف اس

کی ہر بات غور سے سن رہے تھے۔ جیسے ہی سفیان نے بات ختم کی ویڈیو ختم ہو گیا۔

''اسے پھر سے چلانا''...... جوزف نے کہا تو ٹائیگر نے دوبارہ ویڈیو آن کر دیا۔

''آواز کا والیوم بڑھا دو''...... جوزف نے کہا تو ٹائیگر نے آواز کا والیوم بڑھا دیا۔ سفیان کی آواز پورے کمرے میں گونجنے لگی۔

''ہونہہ۔ واقعی یہ لوگ بے حد محتاط ہیں۔ پورے کمرے میں سوائے سوپر فیاض کے بیٹے کے کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی ہے۔ یہاں تک کہ ان کے سانس لینے کی آوازیں بھی نہیں آ رہی ہیں حالانکہ جو آدمی یہ ویڈیو بنا رہا ہے کیمرہ اس کے قریب ہے اس کے سانس لینے کی آوازیں تو آنی چاہئیں''...... جوزف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہی ان کی چالاکی ہے اور انہوں نے بیک گراؤنڈ میں بھی کوئی تبدیلی نہیں کی ہے۔ سب کچھ ویسے کا ویسا ہی ہے۔ وہی کرسی وہی پنک کلر کی دیوار اور سفیان کے رسیوں میں بندھنے کا انداز۔ کچھ بھی مختلف نہیں ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹائیگر کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ٹائیگر نے سیل فون اٹھایا اور اس کی اسکرین کا ڈسپلے دیکھنے لگا۔ اسکرین پر عمران کا نام اور نمبر فلیش کر رہا تھا۔

''باس کی کال ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف نے اثبات

میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر نے عمران کی کال رسیو کی اور لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''آدم زاد ٹائیگر ہو جو بول رہے ہو۔ اگر جنگل کے ہوتے تو بولنے کی بجائے دھاڑتے''...... دوسری طرف سے عمران کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''آپ کے سامنے میں آدم زاد ٹائیگر ہی ہوں ورنہ مجرموں کے لئے میں آدم خور ٹائیگر سے کم نہیں ہوں''...... ٹائیگر نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

''مطلب، تم مجھ سے ڈرتے ہو''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ آپ سے تو واقعی ڈر لگتا ہے کیونکہ آپ ٹائیگر کے استاد ہیں''...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''پھر تو مجھے تم سے دور ہی رہنا چاہئے کیونکہ میں سرکس کے ٹائیگر کا استاد ہوں جبکہ تم کسی بھی وقت آدم خور ٹائیگر بن سکتے ہو''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر کے ساتھ ساتھ جوزف بھی ہنس پڑا۔

''باس سفیان کے سیل سے ایک اور ویڈیو ٹرانسفر ہوئی ہے۔ آپ نے دیکھی''...... ٹائیگر نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اسی لئے میں رانا ہاؤس آ رہا ہوں۔ ویڈیو میں وہی سب کچھ ہے جو پہلے ویڈیو میں تھا لیکن میں اسے بھی فرانزک لیبارٹری میں چیک کرنا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ میں پہنچ رہا ہوں۔ یہی بتانے کے لئے میں نے کال کی تھی''...... عمران نے کہا۔

''اوکے باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اللہ حافظ''...... عمران نے کہا۔

''اللہ حافظ''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے کال ڈسکنکٹ کی اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے سیل فون ٹیبل پر رکھ دیا۔

غفران اس وقت کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ وہ شہر سے تقریباً دو سو کلو میٹر دور بکلات کے علاقے کی ایک ویران اور سنسان سڑک پر تھا۔ سڑک کے دونوں اطراف درختوں کی طویل قطاریں تھیں۔ وہ کار نہایت سبک رفتاری سے دوڑا رہا تھا۔ اس کے کانوں میں سیل فون کے ہیڈ فون لگے ہوئے تھے جس کا وائر سفیان کے فون سے منسلک تھا۔ سیل فون آف تھا۔ غفران سڑک پر چاروں طرف نظر رکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔

باس اور مادام نے اسے آج سوپر فیاض کو کال کرنے کا کہا تھا اور اس نے سوپر فیاض سے کیا بات کرنی تھیں اس کے بارے میں اسے دونوں نے مکمل بریف کر دیا تھا۔ غفران ان سب باتوں کو ذہن میں دوہرا رہا تھا جو اسے سوپر فیاض سے کرنی تھیں۔ وہ بے حد نارمل تھا اور اس کے چہرے پر کسی قسم کے تردد کے تاثرات دکھائی نہ دے رہے تھے۔ وہ سوپر فیاض سے مین روڈ کے پاس جا

کر بات کرنا چاہتا تھا تاکہ بات ختم کرتے ہی وہ کار مین روڈ پر لے جا سکے اور فوری طور پر وہاں سے نکل سکے۔ اس نے ایک ایسی جگہ کا انتخاب کیا تھا جہاں وہ دو تین منٹ تک اطمینان کے ساتھ سوپر فیاض سے بات کر سکتا تھا۔ اگر سوپر فیاض اس کی کال ٹریس بھی کر لیتا تب بھی اس تک پہنچتے پہنچتے انہیں خاصا وقت لگ جاتا اور وہ تب تک ان کی پہنچ سے دور نکل چکا ہوتا۔ البتہ اگر وہ ہیلی کاپٹر پر آتے تو اس کے لئے مسئلہ ہو سکتا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ سنٹرل انٹیلی جنس کے پاس کوئی ہیلی کاپٹر نہ تھا۔ جب تک وہ ملٹری سیکشن یا کسی اور ایجنسی کو کال کر کے ہیلی کاپٹر منگوا کر اس جگہ پہنچتے تب تک اس کا کام ختم ہو جاتا اور وہ واپس اپنے ٹھکانے تک پہنچ جاتا۔ غفران نے تھوڑی دور اور سفر کیا اور پھر اس نے دور مین روڈ پر مختلف گاڑیوں کو دوڑتے دیکھا تو اس نے کار سڑک کی سائیڈ پر درختوں کے جھنڈ میں روک لی۔ اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور اسے اپنے سامنے کر کے آن کرنے لگا۔ سیل فون آن ہوتے ہی اس نے سوپر فیاض کے سیل فون کا نمبر نکالا اور کالنگ بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف بیل جانے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ سوپر فیاض بول رہا ہوں۔ سفیان۔ سفیان بیٹا کیا تم ہو لائن پر۔ ہیلو"...... دوسری طرف سے کال رسیو کرتے ہی سوپر فیاض کی انتہائی بے چین اور پریشانی سے بھری ہوئی آواز سنائی دی تو غفران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

"ہیلو"...... غفران نے آواز بدل کر مائیک میں کہا۔

"کون۔ کون بول رہا ہے"...... دوسری طرف سے سوپر فیاض کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اس وقت اتنا جان لو کہ تمہارا بیٹا سو رہا ہے۔ صحیح سلامت اور تب تک صحیح سلامت رہے گا جب تک تم ہم تک پہنچنے کی کوشش ختم نہیں کر دیتے اور اگر تم نے ہماری اور اپنے بیٹے کی تلاش ختم نہ کی تو پھر تمہارا بیٹا سوتا ہی رہ جائے گا ہمیشہ کے لئے"...... غفران نے کہا۔

"لیکن کون ہو تم"...... سوپر فیاض نے چیختے ہوئے کہا۔

"میں کون ہوں۔ یہ تم اور صرف تم سمجھ سکتے ہو سوپر فیاض"۔ غفران نے کہا۔

"کیا مطلب"...... سوپر فیاض نے کہا۔ اس کی آواز لرز رہی تھی۔ جیسے وہ بمشکل برداشت کر رہا ہو۔

"مطلب یہ اگر تم نے میری بات مانی تو میں دوست ہوں اور اگر تم نے مجھ سے چالاکی کی اور مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کی تو پھر میں تمہارے بیٹے کے لئے موت کا فرشتہ بھی بن سکتا ہوں۔ بہت بڑی قیمت وصول کروں گا میں تم سے سوپر فیاض صاحب"۔ غفران نے کہا۔

"کتنی رقم چاہئے تمہیں۔ صاف صاف بتاؤ"...... سوپر فیاض نے چیختے ہوئے کہا۔

"سب کچھ بولا جائے گا سنا جائے گا بس تم اپنی تحقیقات بند کر دو"...... غفران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ دوسری طرف سے سوپر فیاض کچھ کہتا غفران نے کال ڈسکنکٹ کر دی۔ غفران نے مسکراتے ہوئے سیل فون آف کیا۔ کانوں سے ہیڈ فون نکال کر ڈیش بورڈ پر رکھے۔ اس کا پن سیل فون سے نکالا اور پھر بیک کور کھول کر سم کارڈ نکالنے کے بعد اس نے ڈیش بورڈ پر پڑا ہوا رومال اٹھایا اور اس سے سیل فون سے اپنے فنگر پرنٹس صاف کئے اور پھر اس نے کار کی کھڑکی کا شیشہ کھولا اور سیل فون جھاڑیوں کی طرف اچھال دیا۔ کار کا انجن پہلے ہی اسٹارٹ تھا۔ اس نے کار بیک کی اور پھر اسے موڑ کر سڑک پر لے آیا اور دوسرے ہی لمحے وہ کار نہایت تیز رفتاری سے مین سڑک کی طرف دوڑائے لئے جا رہا تھا۔

اس کے چہرے پر فتح مندی کے تاثرات تھے۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اچانک اسے کار کے پیچھے سے پولیس موبائل کے سائرن کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے بیک ویو مرر میں دیکھا اور پھر یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت اور قدرے خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے کہ ایک پولیس موبائل اس کے عین پیچھے آ رہی تھی۔

"کیا مطلب۔ یہ پولیس موبائل میرے پیچھے کیوں آ رہی ہے۔ میں نے تو محض دو تین منٹ ہی سوپر فیاض سے باتیں کی تھیں پھر

اتنی جلدی انہیں میری لوکیشن کا پتہ کیسے چل گیا"...... غفران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں مسلسل پیچھے آنے والی پولیس موبائل پر جمی ہوئی تھیں جو شاید اسے انڈیکیٹر دے کر رکنے کا اشارہ کر رہی تھی۔

"کیا مصیبت ہے۔ آخر انہیں میرا پتہ کیسے چل گیا"...... غفران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ پولیس موبائل چونکہ اس کے بالکل پیچھے تھی اس لئے وہ اس سے بھاگ نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کی کار کے مقابلے میں پولیس موبائل کی رفتار زیادہ تھی وہ آسانی سے اسے دبوچ سکتے تھے اس لئے اس نے کار کی رفتار کم کرنا شروع کر دی اور کار سائیڈ کی طرف لے گیا۔ دوسرے لمحے وہ بری طرح سے چونک پڑا۔

سوپر فیاض کا چہرہ بگڑا ہوا تھا اور وہ عمران کی جانب بڑی ترسی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا جو ٹائیگر کے پاس کھڑا اس اسکرین کی طرف دیکھ رہا تھا جس پر ٹائیگر نے سوپر فیاض کے نمبر پر آنے والی کال کو ٹریک کیا تھا۔

سوپر فیاض نے اغوا کار کی کال الگ، عمران نے الگ اور ٹائیگر نے ٹریکنگ سسٹم پر یہ کال الگ سنی تھی۔ یہ کال تین منٹ کے دورانئے سے زیادہ تھی اس لئے ٹائیگر کو کال کی ایگزکٹ لوکیشن کا پتہ لگانے میں دیر نہ لگی تھی۔ عمران نے کال ختم ہوتے ہی فوری طور پر ٹائیگر سے کال لوکیشن کا پتہ کیا تھا اور پھر جیسے ہی ٹائیگر نے اسے لوکیشن کے بارے میں بتایا عمران اپنی سپورٹس کار میں تیزی سے اس جانب روانہ ہو گیا جہاں سے اغوا کار نے سوپر فیاض کو پہلی کال کی تھی لیکن جب تک وہ اس لوکیشن پر پہنچا اس وقت تک اغوا کار جا چکا تھا۔ جس جگہ اغوا کار موجود تھا چونکہ اس کی ایگزکٹ

لوکیشن چیک کر لی گئی تھی اس لئے عمران کے تھوڑے سے سرچ کے بعد اسے سفیان کا سیل فون مل گیا تھا جسے سوئچڈ آف کر کے وہاں پھینکا گیا تھا۔ سیل فون سے البتہ سفیان کا سم کارڈ غائب تھا۔ عمران نے ارد گرد کا بغور جائزہ لیا لیکن اسے وہاں سے نہ تو سم کارڈ ملا اور نہ اغوا کار کا کوئی ثبوت ملا تھا۔ جہاں سے اسے سیل فون ملا تھا اس سے کچھ فاصلے پر سڑک کے کنارے موجود جھنڈ کے پاس اسے ایک کار کے ٹائروں کے نشان ملے تھے لیکن یہ عام سی کار تھی جو ہزاروں کی تعداد میں شہر اور شہر سے ملحقہ علاقوں میں گھومتی پھر رہی تھیں۔ اغوا کار اس بار بھی اپنا کوئی کلیو چھوڑ کر نہ گیا تھا۔

عمران سیل فون لے کر فوراً دانش منزل پہنچا اور اس نے فرانزک لیبارٹری میں سیل فون کی چیکنگ کی لیکن سیل فون سے انگلیوں کے نشانات بھی مٹا دیئے گئے تھے۔ اس دوران عمران کو بار بار سوپر فیاض کی کال موصول ہو رہی تھی لیکن عمران نے اس کی کال موصول نہ کی تھی اور پھر اس نے خود ہی سوپر فیاض کو ساری صورتحال بتا کر رانا ہاؤس بلا لیا تھا اور سوپر فیاض نے رانا ہاؤس پہنچنے میں زیادہ دیر نہ لگائی تھی۔ عمران نے اسے ایک بار پھر ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا اور جب سوپر فیاض کو یہ معلوم ہوا کہ اغوا کار نے اپنے پیچھے پھر کوئی سراغ نہیں چھوڑا ہے تو وہ مایوس ہو گیا اور عمران کی جانب دیکھنے لگا۔

”آخر یہ اغوا کار مجھ سے چاہتے کیا ہیں۔ انہیں رقم چاہئے تو

بتاتے کیوں نہیں۔ میں اپنے بیٹے کی زندگی کے لئے انہیں اپنا سب کچھ دے دوں گا لیکن وہ مجھے بیٹے سے بات کرانے کے لئے بھی ترسا رہے ہیں''۔۔۔۔۔۔سوپر فیاض نے آبدیدہ لہجے میں کہا۔

''حوصلہ رکھو۔ وہ ابھی ایکٹیو ہیں اور اسی لئے اپنا کام نہایت سست رفتاری سے کر رہے ہیں تاکہ انہیں یقین ہو جائے کہ ان کی تلاش کا کام ختم کر دیا گیا ہے۔ وہ فی الحال ایک جگہ محدود ہیں۔ انہیں ایک ٹھکانے سے دوسرے ٹھکانے تک پہنچنے کا راستہ نہیں مل رہا ہے اس لئے وہ یہی چاہتے ہیں کہ تم ان کی تلاش کا کام ختم کر دو''۔۔۔۔۔۔عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ سفیان کو ایک جگہ سے دوسرے ٹھکانے پر منتقل کرنے کے لئے یہ سب کر رہے ہیں''۔ سوپر فیاض نے کہا۔

''ہوسکتا ہے ایسا ہی ہو۔ وہ جس سست روی سے چل رہے ہیں اس سے تو یہی لگ رہا ہے کہ انہیں اس بات کی کوئی جلدی نہیں ہے کہ وہ اپنی ڈیمانڈ تمہارے سامنے رکھیں اور تم سے تاوان وصول کر کے سفیان کو چھوڑ دیں''۔۔۔۔۔۔عمران نے کہا۔

''تو پھر تم ہی بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ تم نے تو کہا تھا کہ سفیان کو بچانے کی ذمہ داری تمہاری ہے۔ اگر یہ تمہاری ذمہ داری ہے تو پھر اب تک تم نے اس سلسلے میں کیا کیا ہے۔ تم بھی یہی کہہ رہے ہو کہ وہ اپنے پیچھے کوئی کلیو نہیں چھوڑ رہے۔ ان کا کرائم

پرفیکٹ ہے۔ اگر یہی صورتحال رہی تو وہ مجھ سے دولت بھی لے لیں گے اور میرے بیٹے کو بھی۔۔۔۔۔''سوپر فیاض نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا اور پھر آخری جملے پر جیسے ہی اسے خیال آیا کہ وہ کیا کہنے جا رہا ہے فوراً رک گیا۔

''وہ سفیان کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ اغوا کار کی میں نے ساری باتیں سنی ہیں۔ انہیں صرف اپنی ڈیمانڈ سے مطلب ہے۔ جیسے ہی ان کی ڈیمانڈ پوری ہو گی مجھے یقین ہے کہ وہ سفیان کو کوئی بھی نقصان پہنچائے بغیر چھوڑ دیں گے''۔۔۔۔۔۔عمران نے کہا۔

''لیکن کب۔ اس کے لئے مجھے اور میری بیوی کو کب تک اس کرب اور عذاب سے گزرنا پڑے گا۔ میری بیٹی بھی اپنے بھائی کے لئے تڑپ رہی ہے۔ مجھے اسے بھی جواب دینا مشکل ہو رہا ہے۔ میرے کہنے پر ہسپتال کے ڈاکٹرز تمہاری بھابھی کو بدستور سکون آور میڈیسن دے رہے ہیں لیکن وہی بات کہ کب تک''۔۔۔۔۔۔سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہا ہوں۔ اب مجرم ہی اتنے چالاک ہوں اور وہ اپنے پیچھے کوئی کلیو ہی نہ چھوڑیں تو میں کیا کروں۔ مجرموں تک پہنچنے کا تمہارے پاس کوئی طریقہ ہے تو بتا دو میں اس پر عمل کر لیتا ہوں اور اسی وقت جا کر ان سے سفیان کو چھڑا کر لے آتا ہوں''۔۔۔۔۔۔عمران نے بھی منہ بنا کر کہا۔

''اگر مجھے کوئی طریقہ معلوم ہوتا تو اب تک میں ان کی گردنیں

نہ توڑ چکا ہوتا“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”بس تو پھر سوائے صبر اور حوصلہ کرنے کے تمہارے پاس کوئی آپشن نہیں ہے۔ تیل دیکھو اور تیل کی دھار دیکھو۔ میں اب بھی یہی کہوں گا کہ سفیان کو نہ کچھ ہوا ہے اور نہ ہی اسے کچھ ہو گا۔ اس کی واپسی میں تاخیر ضرور ہو سکتی ہے لیکن وہ بہرحال صحیح سلامت لوٹ آئے گا“...... عمران نے کہا۔

”اور یہ تاخیر کتنی طویل ہو گی اس کا کوئی اندازہ نہیں“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”ظاہر ہے۔ اب میں اس کے لئے تمہیں کوئی ٹائم فریم تو دے نہیں سکتا“...... عمران نے کہا۔

”پھر میں کیا کروں بتاؤ“...... سوپر فیاض نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

”کہہ تو رہا ہوں صبر کرو۔ ویسے بھی صبر کرنے والوں کو اللہ پسند کرتا ہے اور جسے اللہ پسند کرتا ہے اس کے ساتھ کبھی برا نہیں ہوتا“...... عمران نے کہا۔

”تو کیا مجھے اس اغوا کار کی بات مان لینی چاہئے“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”کون سی بات“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”یہی کہ میں اپنے آفیسرز کو ان اغوا کاروں اور سفیان کی تلاش سے روک دوں“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”ہاں۔ یہ ضروری ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارے ڈیپارٹمنٹ کا کوئی آدمی ان اغوا کاروں کی مدد کر رہا ہو اور وہ انہیں اب تک ہونے والی اپ ڈیٹس دے رہا ہو۔ جب انہیں پتہ چلے گا کہ تم نے ان کی بات مان لی ہے تو وہ جلد ہی تم سے رابطہ کر سکتے ہیں اور تمہیں اپنی ڈیمانڈ بتا سکتے ہیں۔ یہ بات اغوا کار کہہ چکا ہے کہ ان کی ڈیمانڈ تمہاری ذات تک محدود ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ تمہارے ذریعے کوئی سرکاری فائل یا راز حاصل نہیں کرنا چاہتے۔ اغوا کار کے کہنے کے مطابق ان کی ڈیمانڈ تم آسانی سے پوری کر سکتے ہو“...... عمران نے کہا۔

”لیکن اس نے یہ بھی تو کہا تھا کہ وہ مجھ سے بہت بڑی قیمت وصول کریں گے“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”ہاں۔ اس بات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کی ڈیمانڈ تمہاری دولت ہی ہو سکتی ہے وہ تم سے کروڑوں روپے بھی مانگ سکتے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”کوئی پرواہ نہیں۔ وہ جو بھی مانگیں گے میں انہیں دوں گا۔ مجھے بس اپنا بیٹا چاہئے اور کچھ نہیں“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”اچھا میں نے، تم نے اور یہاں ٹائیگر نے اس آدمی کی آواز سنی تھی۔ میں تو اس آواز کو نہیں پہچانتا۔ ٹائیگر کا بھی یہی کہنا ہے کہ وہ آدمی آواز بدل کر بول رہا تھا لیکن اس کا لہجہ اس کا جانا پہچانا نہیں ہے۔ مطلب کہ یہ جن کرمنلز کو جانتا ہے یہ آواز ان میں سے

کسی کی نہیں ہے۔ تم نے غور کیا اس بات پر۔ اس کے بولنے کے انداز یا اس کے کسی جملے سے اس بات کا پتہ چلتا ہو کہ تم نے یہ آواز یا جملہ پہلے بھی سنا ہوا ہو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں اس آواز کو نہیں پہچانتا۔ میرے لئے وہ قطعی اجنبی تھا جبکہ تم جانتے ہو کہ ایک بار میں جس سے بات کرلوں اور اس کی آواز سن لوں تو پھر وہ فون پر جتنی مرضی آواز بدل کر بات کرے میں ایک لمحے میں پہچان جاتا ہوں کہ وہ کون ہے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''اسی لئے تو تم سے یہ بات پوچھ رہا ہوں۔ کیا یہ آواز تم نے کبھی نہیں سنی''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ کبھی نہیں''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''اس آدمی نے جس انداز میں باتیں کی تھیں اس کے بولنے کا انداز تو مجرموں جیسا ہی تھا۔ وہ تربیت یافتہ نہ بھی ہو لیکن اس کا تعلق کرائم کی دنیا سے ضرور ہوسکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر کیسے پتہ چلے گا کہ وہ کون ہے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''دیکھتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''مجھے سفیان کی فکر ہو رہی ہے۔ انہوں نے اسے مسلسل کئی روز سے ایک ہی کرسی پر باندھ کر رکھا ہوا ہے اور وہ اسے ڈرگز بھی دے رہے ہیں۔ اس طرح تو اس کی حالت روز بروز خراب سے

خراب تر ہوتی جائے گی''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''اب جو ہو گیا سو ہو گیا اور جو ہونا ہے وہ بھی ہو گا۔ فی الحال تم وہ کرو جو میں کہہ رہا ہوں۔ اپنے آفیسرز کو جا کر روک دو کہ وہ فی الحال ان مجرموں اور سفیان کی تلاش کا کام روک دیں۔ ہمیں اب ان اغوا کاروں کی دوسری کال کا انتظار کرنا ہے۔ فون پر بات کرنے والے نے سفیان کا سیل فون پھینک دیا ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ اب تم سے کسی اور نمبر سے رابطہ کریں گے۔ مجھے انتظار اس بات کا ہے کہ آخر وہ تم سے ڈیمانڈ کیا کرتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اگر انہوں نے کال نہ کی تو''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''ایسی منحوس باتیں منہ سے نہ نکالو۔ اچھا سوچو گے تو اچھا ہی ہو گا برا سوچا تو برا ہی ہو گا کیونکہ کوئی نہیں جانتا کہ قبولیت کا کون سا وقت ہوتا ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں نہیں سوچتا برا۔ لیکن بہرحال جب تک سفیان مل نہیں جاتا اس وقت تک خوف تو سر پر سوار رہے گا۔ اس کا کیا کروں''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''تو جا کر اپنی بیوی کے ساتھ ہسپتال میں ایڈمٹ ہو جاؤ۔ ڈاکٹرز سے کہو کہ وہ تمہیں بھی سکون آور میڈیسن دے دیں اور تم اطمینان سے وہاں پڑے رہو۔ باقی کام میں خود کرلوں گا''۔ عمران نے اسی طرح منہ بناتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض ایک طویل سانس

لے کر رہ گیا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ تمہارے پاس میری پریشانی ختم کرنے کا کوئی حل نہیں ہے"...... سوپر فیاض نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو نہیں ہے۔ جو جیسا ہے ویسا ہی چلنے دو بس اس بات پر یقین رکھو کہ اللہ بہتر کرنے والا ہے اور جو ہو گا وہ بہتر ہی ہو گا۔ نا امیدی اور مایوسی گناہ ہے"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض خاموش ہو گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں جا کر آفیسرز کو روک دیتا ہوں۔ اب جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ اگر میرے بیٹے کی زندگی اللہ تعالیٰ کو مقصود ہوئی تو وہ ضرور ان ظالم، بے رحم اور سفاک درندوں سے بچ کر واپس آ جائے گا ورنہ جو میری قسمت اور جو اللہ کی رضا۔ اس کے سوا اب اور کیا بھی کیا جا سکتا ہے"...... سوپر فیاض نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ۔ اسی بات کو اپنے ذہن میں نقش کر لو تو تم میں مزید ہمت، قوت اور توانائی آ جائے گی اور تم ان کرمنلز تک پہنچنے کے لئے پہلے سے زیادہ تیز روی اور مستعدی کا مظاہرہ کرنے کے قابل ہو جاؤ گے"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

"میں جن کرمنلز کو جانتا ہوں ان کی وائس کا ڈیٹا میرے پاس

محفوظ تھا باس۔ میں نے ایک خاص سافٹ ویئر کے ذریعے اس اغوا کار کی آواز کو اپنے ڈیٹا میں موجود آوازوں سے میچ کرنے کی کوشش کی تھی۔ میرے پاس آٹھ سو سے زائد ایسے کرمنلز کا وائس ڈیٹا ہے جو ایسے ہر قسم کے لوکل کرائمز میں ملوث رہتے ہیں اور دوسرے جرموں کے ساتھ اغوا برائے تاوان کے لئے معصوم بچوں اور عورتوں کو بھی اغوا کرتے ہیں لیکن یہ آواز ان میں سے کسی سے میچ نہیں ہوئی ہے"...... سوپر فیاض کے جانے کے بعد ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تو پھر یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ کوئی نیا گروپ ہے اور یہ ان کا پہلا جرم ہے میرا مطلب ہے دوسرے جرائم سے ہٹ کر اغوا برائے تاوان کا جرم"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں نے اپنے مخبری کے نیٹ ورک سے بھی رابطہ کیا تھا اور انہیں فون پر یہ آواز سنائی تھی لیکن وہ بھی اسے نہ پہچان سکے تھے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"بہرحال جو بھی ہے۔ وہ بچ لیں جتنا بچ سکتے ہیں۔ ان کا کرائم جتنا مرضی پرفیکٹ ہو لیکن کرائم کرائم ہی ہوتا ہے جو ایک نہ ایک دن پکڑا ہی جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ جو زیادہ احتیاط کرتے ہیں ان سے ہی زیادہ غلطیاں ہوتی ہیں اور ان اغوا کاروں کی احتیاط ہی انہیں لے ڈوبے گی"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہاں بالکل"...... عمران نے کہا۔

"ان کی تین کالیں سامنے آئی ہیں۔ تینوں بار سیل فون سفیان کا ہی استعمال کیا گیا ہے۔ پہلے اس سیل فون کو ویڈیو بھیجنے کے لئے استعمال کیا گیا پھر سوپر فیاض سے بات ہونے کے بعد سیل فون کو پھینک دیا گیا۔ اب وہ ظاہر ہے نئے نمبر اور نئے سیل فون کا استعمال کریں گے۔ وہ جتنے مرضی سم کارڈ بدلتے رہیں لیکن اگر انہوں نے ایک سیل فون استعمال میں رکھا تو اس کے سیل فون کے ای ایم آئی ای نمبر کے ذریعے انہیں ٹریس کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ لیکن وہ بھی اسی صورت میں کہ اگر انہوں نے اس سیل فون پر سوپر فیاض کو کال کر کے سم کارڈ نکال کر اپنا کوئی سم کارڈ لگایا اور اس سیل فون کو مسلسل ایکٹیو رکھا تب۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ احتیاطاً لوکل سیل فونز کا استعمال کریں جس کا ای ایم آئی ای نمبر ہوتا ہی نہیں ہے یا جسے ٹریک ہی نہیں کیا جا سکتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تب تو ان تک پہنچنا ہمارے لئے بھی مشکل ہو جائے گا"۔ عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"تب پھر ہمیں بھی سوپر فیاض کی طرح ان کی ڈیمانڈ جاننے تک انتظار کرنا پڑے گا اس کے علاوہ تو ہمارے پاس اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا

دیا۔

"وہ نئے لوگ ہیں یا پرانے انہوں نے غلط کیا ہے اور ہر غلطی کی سزا ہوتی ہے۔ بچوں کو اغوا کرنے کا جرم ایسا مکروہ جرم ہے جس کی تلافی نہیں کی جا سکتی ہے۔ جن ماں باپ کے بچے اغوا ہوتے ہیں ان کا حال کیا ہوتا ہے اگر اسی بات کا اغوا کرنے والے تصور بھی کر لیں تو وہ خود کو بھی کبھی معاف نہ کریں گے لیکن ایسا کرنے والے بے حس اور انتہائی بزدل ہوتے ہیں جو دولت کے لئے کسی کے جگر کا ٹکڑا، دل اور جان لے جاتے ہیں اور ان کے ماں باپ بہن بھائی اور عزیز و اقارب کو نجانے کتنا وقت اذیت میں گزارنا پڑتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ اب دوسرے کرائمز کی طرح اغوا برائے تاوان کا جرم بھی ناسور بنتا جا رہا ہے۔ یہ دولت حاصل کرنے کا ہر مجرم کے لئے شارٹ کٹ تصور کیا جاتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اور ان کا یہی شارٹ کٹ انہیں سیدھا موت کے منہ میں لے جاتا ہے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"انجام کا اگر سوچ لیں تو پھر شاید ایسا تو کیا مجرم کوئی بھی جرم کرنے کا سوچیں بھی نہ"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ سارے جرم ہمارے ملک میں صرف جہالت اور ناخواندگی کی وجہ سے ہیں۔ اگر ان لوگوں میں تعلیم کا شعور آ جائے تو انہیں یہ احساس ہو کہ یہ ان کا جرم نہیں گناہ ہے بلکہ گناہ عظیم"۔ عمران

نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی جوزف ان کے لئے چائے کے کپ بنا کر لے آیا۔

"اب بھی کوئی سراغ نہیں ملا سوپر فیاض کے بیٹے کا"...... جوزف نے انہیں چائے کے کپ سرو کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ مجرم نہایت ہوشیاری اور چالاکی سے کام لے رہے ہیں۔ ابھی تک ان کا ایک بھی کلیو ہاتھ نہیں آیا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"باس اگر آپ کہیں تو میں وچ ڈاکٹر ہوموشا کی روح کو بلا کر اس سے بات کروں۔ اس سے اور تو کچھ نہیں لیکن یہ ضرور پتہ چل جائے گا کہ سفیان کو کہاں رکھا گیا ہے۔ پھر آپ وہاں جا کر اسے بازیاب کرا لینا"...... جوزف نے کہا۔

"وچ ڈاکٹر ہوموشا کو بلانے کے لئے تمہیں کالی ناگن کے انڈوں کو اپنی بغلوں میں رکھ کر سونا پڑے گا۔ وچ ڈاکٹر تم سے ملنے تمہارے خواب میں ہی آ سکتا ہے۔ اگر نیند میں ان انڈوں میں سے کوئی ایک بھی انڈہ ٹوٹ گیا تو کالی ناگن نیلی دلدل کی جھاڑیوں میں چھپی سفید چھپکلیوں جیسی بدروحوں کو بلا لائے گی جو تمہارے سر پر آ کر ناچیں گی اور تمہاری کھوپڑی میں سوراخ کر کے تمہارے دماغ میں گھس جائیں گی پھر تم رہو نہ رہو تمہارا دماغ تو

ہرگز نہیں رہے گا"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو جوزف کا رنگ یکلخت زرد ہو گیا اور وہ بری طرح سے سہم گیا۔

"اوہ اوہ۔ تم سب جانتے ہو باس۔ تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو اگر کالی ناگن کا ایک بھی انڈا ٹوٹ گیا تو واقعی میری زندگی جہنم بن جائے گی۔ اور میں ہمیشہ کے لئے اپنے دماغ سے محروم ہو جاؤں گا"...... جوزف نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"اس سے بہتر ہے کہ تم کسی جنگل میں جا کر ایسا پرانا کنواں تلاش کرو جو کم از کم سو سال پرانا ہو۔ اس کنوئیں میں اتر کر سر کے بل کھڑے ہو جاؤ اور ایک رات اسی حالت میں گزارو تو تمہارے سامنے ہونولاشا کی روح آ جائے گی وہ اس سلسلے میں تمہاری زیادہ بہتر رہنمائی کر سکتی ہے"...... عمران نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ یہ سب سے بہتر اور محفوظ طریقہ ہے۔ اس پر عمل کرنے میں کوئی خطرہ بھی نہیں ہے۔ میں آج ہی سو سالہ پرانا کنواں ڈھونڈتا ہوں"...... جوزف نے کہا اور پھر تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا جیسے ابھی جا کر سو سالہ پرانا کنواں تلاش کر لے گا۔

"یہ سب کیا ہے باس۔ کیا واقعی یہ وچ ڈاکٹر اور روحوں والی بات صحیح ہے"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جوزف سے کچھ بعید نہیں وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ میرا کام اسے بس بانس پر چڑھانا ہی ہوتا ہے اور وہ آسانی سے چڑھ جاتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بھی مسکرا دیا۔

''آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ آپ اسے جو کام کہتے ہیں وہ یقین کر کے کرنا شروع کر دیتا ہے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اگر میں اسے کسی ٹرک کی لال بتی کے پیچھے لگا دوں تو وہ اسے ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچا کر ہی آئے گا اور وہ بھی پیدل بھاگ بھاگ کر''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہ اس کی وفاداری ہے باس کہ وہ آپ کی ہر بات پر آنکھیں بند کر کے یقین کر لیتا ہے''...... ٹائیگر نے جوزف کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ وفاداری کا کیڑا جوزف کے دماغ میں ہی نہیں تمہارے اور جوانا سمیت سب کے دماغوں میں گھسا ہوا ہے ایک سلیمان ہے جو انوکھا وفادار ہے۔ میری ہی جیبوں کی صفائی کرتا ہے معصوم سا چہرہ لے کر''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''اب اس معاملے کا کیا کریں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''انتظار۔ صرف انتظار۔ آخر یہ اونٹ کبھی تو کسی کروٹ بیٹھے گا''...... عمران نے کہا۔

''مجھے تو اس اونٹ کی کوئی کل ہی سیدھی دکھائی نہیں دے رہی ہے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اونٹ کی کوئی کل سیدھی ہوتی ہی نہیں اسے سیدھا کرنا پڑتا ہے ورنہ وہ جس طرف منہ اٹھائے اسی طرف چل پڑتا ہے''۔ عمرانؒ نے جواب دیا۔

''میرے خیال میں اب یہ اغوا کار اس نہج پر آ گئے ہیں کہ وہ سوپر فیاض کو کال کر کے ڈیمانڈ کے بارے میں بتا سکیں۔ وہ سوپر فیاض سے کسی بھی نمبر سے بات کریں میں یہاں بیٹھے بیٹھے انہیں ٹریس کر سکتا ہوں۔ یہ لوگ ہر بار نئی سے نئی لوکیشن پر جا کر کال کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ ہم ان کی اصل لوکیشن کا پتہ نہ کر سکیں۔ سوپر فیاض سے بات کرنے کے لئے وہ چند منٹ ہی لگائیں لیکن اگر ہمیں ہیلی کاپٹر مل جائے تو ہم فوراً ان کے سروں تک پہنچ سکتے ہیں۔ پہلی ویڈیو انہوں نے کالاگ سے بھیجی تھی جو شہر سے تقریباً سو کلو کی دوری پر ہے اور شمال کی جانب ہے جبکہ دوسری ویڈیو پالام سے بھیجی گئی تھی جو شمال مغرب کی طرف جانے والا ہائی وے ہے اور یہ شہر سے ڈیڑھ سو کلو میٹر دور ہے اور اب تیسری بار سوپر فیاض کو جو کال آئی تھی وہ مشرق کی جانب بکلات کا علاقہ ہے جو دو سو کلو میٹر دور ہے۔ ہر بار وہ طویل فاصلے پر جا کر رابطہ کرتے ہیں۔ اب تک وہ تین پوائنٹ استعمال کر چکے ہیں چوتھی سمت جو مغربی سمت ہے اس طرف بھی ایک جی ٹی روڈ ہے جو ہزاروں کلو میٹر طویل ہے۔ میرے خیال میں اس بار وہ اسی طرف جا کر سوپر فیاض کو کال کریں گے۔ ہمیں اس علاقے کے پچاس ساٹھ کلو میٹر

کے ایریئے کی چیکنگ کرنی چاہئے تاکہ وہ جیسے ہی سوپر فیاض کو کال کریں ہمارے آدمی فوراً اس پوائنٹ کو گھیر لیں۔ ان کا ایک بھی آدمی ہمارے ہاتھ آ گیا تو سارا مسئلہ حل ہو جائے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ وہ لوگ مین روڈ پر رہ کر باتیں کرتے ہیں اور مین روڈ پر ایک دو نہیں سینکڑوں گاڑیاں دوڑتی ہیں جن کی رفتار تیز ہوتی ہے۔ یہاں بیٹھے یہ تو پتہ لگایا جا رہا ہے کہ کس لوکیشن سے کال کی جا رہی ہے لیکن یہ کسی طور پر پتہ نہیں لگایا جا سکتا ہے کہ کس کار یا کس گاڑی سے کال کی جا رہی ہے۔ کال ختم کرتے ہی وہ سیل فون آف کر دیں یا اسے پھینک دیں تو کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ کس کار یا گاڑی سے کال کی گئی تھی''...... عمران نے کہا۔

''میرے پاس ایک سافٹ ویئر ہے باس۔ اگر وہ کال دس منٹ تک جاری رکھی جائے تو میں سیٹلائٹ سے کال کرنے والے کو لائیو مانیٹر کر سکتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''وہ بہت چالاک ہیں۔ جس انداز میں وہ یہ سارا کھیل کھیل رہے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اس جدید ٹیکنالوجی سے پوری طرح سے آگاہ ہیں اس لئے وہ ہر بار لوکیشن بدل رہے ہیں اور پھر انہوں نے سفیان کا سیل فون تین بار استعمال کر کے پھینک دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر آپ کے پاس ان مجرموں تک پہنچنے کی کیا پلاننگ

ہے۔ آخر آپ نے کچھ تو سوچا ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے ان کی ڈیمانڈ کا انتظار ہے۔ اگر ان کی ڈیمانڈ پیسہ حاصل کرنے کے لئے ہوئی تو یہی پیسہ ہمیں ان تک پہنچا سکتا ہے۔ پیسہ حاصل کرنے کے لئے ان میں سے کسی کو تو سامنے آنا ہی پڑے گا اگر کوئی سامنے نہ بھی آیا اور اس کے لئے بھی انہوں نے کوئی پیچیدہ پلاننگ کی تو ان تک پہنچنے والا پیسہ ہی ہمیں ان تک پہنچائے گا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ آپ ان پیسوں کے ساتھ کوئی ٹریکر ڈیوائس رکھیں گے تاکہ وہ پیسہ لے کر جہاں بھی جائیں ہمیں ان کی ٹریولنگ لوکیشن کا پتہ چلتا رہے اور پھر ہم ان کے ٹھکانے تک پہنچ جائیں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ ان تک پہنچنے کا یہی ایک آسان راستہ ہے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم ایک کام کرو''...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ اس دوران ان دونوں نے چائے پی لی تھی۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم فلیٹ میں سلیمان کے پاس جاؤ۔ سلیمان کے پاس سوپر فیاض کے دیئے ہوئے دو سوٹ کیس ہیں جن میں بیس کروڑ روپے موجود ہے۔ وہ سلیمان سے لے کر تم یہاں آ جاؤ۔ میں تب تک یہیں رکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوکے باس''...... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ عمران نے اپنا سیل فون اٹھایا اور فلیٹ کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ورلڈ کچن ایسوسی ایشن کا وائس چیئر میں آغا سلیمان پاشا بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے سلیمان کی مدبرانہ آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''اوہ۔ صاحب آپ''...... عمران کی سنجیدہ آواز سن کر سلیمان نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''سنو۔ ٹائیگر تمہارے پاس آ رہا ہے۔ سوپر فیاض نے تمہارے پاس جو بیس کروڑ روپے کی رقم رکھوائی ہے وہ ٹائیگر کو دے دو۔ اب وقت آ گیا ہے کہ یہ رقم دے کر سوپر فیاض کے بیٹے کو اغوا کاروں سے بازیاب کرایا جائے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''ٹھیک ہے صاحب۔ آپ کہیں تو میں رقم لے کر رانا ہاؤس ا جاتا ہوں''...... سلیمان نے کہا۔

''نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے ٹائیگر کو تمہاری طرف روانہ کر دیا ہے۔ تم دونوں سوٹ کیس اس کے حوالے کر دینا اور بس''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''جی صاحب''...... سلیمان نے کہا تو عمران نے سیل فون کان سے ہٹا کر کال ڈسکنکٹ کر دی۔

پولیس موبائل کو اپنے پیچھے آتے اور رکنے کا انڈیکیٹر دیکھ کر غفران کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا تھا۔ اس نے طوہاً کرہاً کار کو سائیڈ پر لگایا اور کار روک لی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ پولیس موبائل اس کی کار کے قریب سے نکل کر تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی اور اس کی کار سے آگے جانے والی کار کے قریب پہنچ کر اسے رکنے کا اشارہ کرنے لگی اور پھر وہ کار رکی تو پولیس موبائل اس کار کے سامنے جا کر ترچھی ہو کر رک گئی۔

''اوہ۔ تو یہ لوگ میرے نہیں ان کار والوں کے پیچھے تھے اور مجھ سے آگے نکلنے کا راستہ مانگ رہے تھے''...... غفران نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس نے کار آگے بڑھائی اور پھر رکی ہوئی کار اور پولیس موبائل کے قریب سے ہوتی ہوئی اس کی کار آگے بڑھتی چلی گئی۔ پولیس موبائل رکتے ہی اس میں سے مسلح پولیس مین چھلانگیں لگا کر نیچے آ رہے تھے اور رکی ہوئی کار کی طرف بڑھ رہے

تھے جس میں دو افراد سوار تھے اور کار کے دروازے کھول کر ہاتھ اٹھائے کار سے باہر آ گئے تھے۔ نجانے پولیس کو ان پر کیا شک ہوا تھا جو وہ ان کے پیچھے آ گئے تھے۔

''شاید یہ مین روڈ پر اوور سپیڈ کی وجہ سے دھر لئے گئے ہیں''۔ غفران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ وہ شہر سے دو سو کلو میٹر دور تھا۔ مین روڈ پر آتے ہی وہ کار کی سپیڈ بڑھاتا چلا گیا اور پھر تین گھنٹوں کے بعد وہ اس فارم ہاؤس میں داخل ہو رہا تھا جہاں باس موجود تھا اور جہاں انہوں نے سوپر فیاض کے بیٹے سفیان کو رکھا ہوا تھا۔ باس ڈرائنگ روم میں بیٹھا اس کا منتظر تھا اسے دیکھ کر باس کے چہرے پر سکون آ گیا۔

''ہو گیا کام''...... باس نے اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ کام تو ہو گیا ہے لیکن آج میں اپنی حماقت کی وجہ سے پھنستے پھنستے بچا ہوں''...... غفران نے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا تو باس چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا تھا''...... باس نے چونک کر کہا تو غفران نے اسے ساری تفصیل بتا دی کہ کس طرح اس کے پیچھے پولیس موبائل لگی تھی اور اسے دیکھ کر وہ کتنا خوفزدہ ہو گیا تھا۔

''اوہ۔ اچھا ہوا پولیس والوں نے تمہیں نہیں روکا ورنہ تم چوری کی کار کی وجہ سے واقعی پھنس جاتے''...... باس نے کہا۔

''یس باس۔ اسی لئے میرا دل اچھل کر حلق میں آن پھنسا تھا کہ اگر پولیس والوں نے مجھے چوری کی کار کے لئے دھر لیا تو میرے لئے ان سے جان چھڑانی مشکل ہو جاتی''...... غفران نے کہا۔

''اب ایسے کاموں میں رسک تو لینے ہی پڑتے ہیں۔ ہم اس کام کے لئے اپنی کار تو استعمال کر نہیں سکتے اور نہ رینٹ کی کار لے سکتے ہیں۔ ایسا کرنے کی صورت میں اپنے خلاف کلیو ہم خود ہی انہیں فراہم کرنے والے بن جائیں گے''...... باس نے کہا۔

''یس باس''...... غفران نے کہا۔

''کیا تم اسی کار میں یہاں آئے ہو''...... باس نے پوچھا۔

''یس باس''...... غفران نے کہا۔

''احمق تمہیں وہ کار کسی اور جگہ چھوڑ دینی چاہئے تھی یہاں نہیں لانی چاہئے تھی۔ یہ درست ہے کہ تم نے اس کار کا ٹریکنگ سسٹم آف کر دیا ہے اس لئے اس کار کو ٹریک نہیں کر سکتا لیکن پھر بھی کار کو یہاں لانا رسک لینے سے کم نہیں۔ ابھی جاؤ اور جا کر اس کار کو ٹھکانے لگا کر آؤ۔ جاؤ''...... باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے باس۔ میں ابھی جا کر اس کار سے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہوں''...... غفران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں جاؤ۔ واپسی پر ٹیکسیاں بدل کر یہاں آنا''...... باس نے کہا۔

"اوکے باس۔ اور یہ رضوان ابھی واپس نہیں آیا"...... غفران نے کہا۔

"نہیں۔ اس کی بیوی کی حالت پھر بگڑ گئی ہے۔ اس لئے مجبوراً اسے ہسپتال میں ہی رکنا پڑ رہا ہے"...... باس نے کہا تو غفران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی باس نے میز پر رکھا ہوا اپنا سیل فون اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔ نمبر پریس کرنے کے بعد اس نے کالنگ بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... رابطہ ملتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"عاصم مرزا بول رہا ہوں"...... باس نے کہا۔

"اوہ آپ۔ میں سدرہ بول رہی ہوں"...... دوسری طرف سے نسوانی آواز نے کہا جو باس کی بیوی تھی۔

"کام ہو گیا ہے۔ غفران نے ایس ایف کو فرسٹ کال کر دی ہے"...... باس نے کہا۔ ایس ایف سے اس کی مراد ظاہر ہے سوپر فیاض ہی تھا۔

"کیا اس نے ایس ایف سے وہی کہا ہے جو اسے سمجھایا گیا تھا"...... مادام سدرہ نے پوچھا۔

"یہ میں نے اس سے ابھی نہیں پوچھا۔ وہ نانسنس ایک احمقانہ حرکت کر بیٹھا ہے"...... باس نے منہ بنا کر کہا۔

"کون سی احمقانہ حرکت"...... دوسری طرف سے مادام سدرہ نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"اسے جس کار میں بھیجا گیا تھا وہ کار کو خراب کر کے کسی مکینک کے پاس لے جانے کی بجائے ڈائریکٹ یہاں لے آیا ہے"۔ باس نے کوڈ ورڈ میں کہا۔

"اوہ۔ اب کہاں ہے وہ"...... مادام سدرہ نے پوچھا۔

"میں نے اسے کار یہاں سے مکینک کے پاس پہنچانے کے لئے کہا ہے۔ بہرحال پریشانی والی کوئی بات نہیں ہے"...... باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ وہ آتا ہے تو اس سے کام کی تفصیل پوچھ لیں۔ اگلی بار اس کا میں کچھ اور انتظام کروں گی کہ وہ جو بھی کام کرے اس کی پوری تفصیل ہم تک پہنچ سکے تاکہ اگر اس نے دانستہ یا غیر دانستہ غلطی کی ہو تو اس کا تدارک کیا جا سکے"...... مادام سدرہ نے کہا۔

"ہاں۔ میں بھی ایسا ہی سوچ رہا تھا"...... باس نے کہا۔

"اوکے۔ اس سے تفصیل پوچھ کر مجھے ضرور آگاہ کر دینا"۔ مادام سدرہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... باس نے کہا اور پھر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ ایک گھنٹے بعد غفران واپس آ گیا۔ اس کے چہرے پر شدید تھکن کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

''کیا ہوا''...... باس نے پوچھا۔

''میں کار کو یہاں سے بہت دور چھوڑ آیا ہوں باس''......غفران نے کرسی پر گرتے ہوئے کہا۔

''اور واپس کیسے آئے ہو''...... باس نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں نے دو ٹیکسیاں بدلی تھیں اور پھر اس کالونی کے داخلی راستے پر ہی ٹیکسی چھوڑ دی اور پھر یہاں تک پیدل آیا اسی لئے تو تھکاوٹ ہو گئی''...... غفران نے کہا۔

''گڈ شو۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ تم نے سوپر فیاض سے فون پر کیا کہا تھا اور اس نے کیا جواب دیئے تھے''...... باس نے پوچھا تو غفران اسے تفصیل بتانے لگا۔

''ویری گڈ۔ تم نے بالکل ہمارے کہنے پر عمل کیا ہے اور اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کی۔ آئندہ بھی ایسا ہی ہونا چاہئے۔ میں اور مادام تمہیں جو بھی بولنے کا کہیں اس سے ایک لفظ زیادہ نہ ہو اور نہ کم''...... باس نے کہا۔

''یس باس۔ آپ جانتے ہیں کہ میرا دماغ تیز ہے۔ ایک بار مجھے جو بات بتا دی جائے میں وہ آسانی سے نہیں بھولتا''...... غفران نے مسکراتے ہوئے کہا تو باس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی تو وہ دونوں چونک پڑے۔

''کون آ گیا اس وقت''...... باس نے چونک کر کہا۔

''رضوان ہو گا۔ اس کے علاوہ یہاں کون آ سکتا ہے''۔ غفران نے کہا۔

''دیکھو جا کر''...... باس نے کہا تو غفران نے ایک طویل سانس لیا اور ایک بار پھر اٹھ کھڑا ہوا تھوڑی ہی دیر میں وہ واقعی رضوان کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ رضوان کو دیکھ کر باس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات آ گئے۔

''تمہیں تو اس وقت ہسپتال میں ہونا چاہئے تھا۔ پھر یہاں کیا کر رہے ہو''...... باس نے اس سے پوچھا۔

''میری بیوی کی حالت کافی سدھر گئی ہے۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ وہاں میرے ساس سسر موجود ہیں۔ جب میرا وہاں کوئی کام نہ رہا تو میں واپس آ گیا''...... رضوان نے کہا۔

''چلو۔ یہ اچھا ہوا کہ تمہاری بیوی کی حالت سدھر گئی۔ ڈلیوری ہو گئی ہے''...... باس نے پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی ایک دو روز تک متوقع ہے''...... رضوان نے جواب دیا تو باس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تو جاؤ اور جا کر سفیان کو کچھ کھلا دو۔ آج وہ ضرورت سے زیادہ ہی سو رہا ہے۔ اسے انجکشن کی بجائے کھانے میں ہی ہلکی سی ڈوز دے دینا تا کہ کھانا کھاتے ہی سو جائے''...... باس نے کہا تو رضوان نے اثبات میں سر ہلایا اور اندرونی کمروں کی طرف بڑھتا

چلا گیا۔ باس نے ایک بار پھر سیل فون اٹھایا اور مادام سدرہ کے نمبر ملا کر کال کرنے لگا۔

''یس''...... رابطہ ملتے ہی مادام سدرہ کی محتاط آواز سنائی دی۔

''عاصم مرزا بول رہا ہوں''...... باس نے کہا۔

''کیا بتایا غفران نے''...... مادام سدرہ نے کہا تو باس اسے تفصیل بتانے لگا کہ غفران نے سوپر فیاض سے فون پر کیا کہا تھا اور جواب میں اس سے سوپر فیاض نے کیا کہا تھا۔

''گڈ۔ یہ تو اچھا کام کر آیا ہے غفران''...... مادام سدرہ نے کہا۔

''ہاں۔ اب آگے کی کیا پلاننگ ہے''...... باس نے پوچھا۔

''میں تھوڑی دیر تک آپ کے پاس پہنچ رہی ہوں۔ پھر وہاں آ کر آگے کی پلاننگ بتاؤں گی''...... مادام سدرہ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم انتظار کرتے ہیں''...... باس نے کہا اور ایک بار پھر رابطہ ختم کر دیا۔ ایک گھنٹے بعد دوبارہ کال بیل بج اٹھی تو غفران اٹھ کر باہر چلا گیا۔ اس دوران رضوان، سفیان کو ہوش میں لا کر اسے کھانا کھلا چکا تھا۔ وہ چونکہ اب قدرے اس ماحول کا عادی ہو گیا تھا اس لئے اس نے خاموشی سے رضوان کا دیا ہوا کھانا کھا لیا اور کھانے کھانے کے کچھ ہی دیر بعد ایک بار پھر اس پر غشی طاری ہو گئی۔

کچھ دیر بعد غفران واپس آیا تو اس کے ساتھ باس عاصم مرزا

کی بیوی مادام سدرہ تھی۔ مادام سدرہ کو دیکھ کر باس اور رضوان اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ مادام سدرہ ان کے سامنے ایک سنگل صوفے پر بیٹھ گئی۔ اس کے ہونٹوں پر انتہائی دلکش اور پراسرار مسکراہٹ رقصاں تھی۔

''مجھے آنے میں زیادہ دیر تو نہیں لگی''...... مادام سدرہ نے باس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں''...... باس نے کہا۔

''اوکے۔ اب ہماری آگے کی پلاننگ کل سے شروع ہو گئی۔ ہم سوپر فیاض کو کال کر کے اس اغوا کے اصل مقصد کے بارے میں بتائیں گے اور اس کے سامنے اپنی ڈیمانڈ رکھیں گے۔ یہ کال حسب منشاء غفران ہی کرے گا اور اس بار اس کے پاس ایک ٹیپ بھی ہو گا جو اس کے سیل فون سے منسلک ہو گا تاکہ اس کی اور سوپر فیاض کی جو بھی بات ہو وہ بعد میں ہم بھی سن سکیں۔ اس طرح سے ہمیں پتہ چل جائے گا کہ سوپر فیاض کا رویہ کیسے ہے اور وہ غفران سے کس لب و لہجے میں بات کرتا ہے''...... مادام سدرہ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن مجھے اب سوپر فیاض سے کیا کہنا ہے''۔ غفران نے کہا تو مادام سدرہ جو اپنے ساتھ ہینڈ بیگ لگائی تھی اور اسے سائیڈ پر رکھ دیا تھا۔ اس نے ہینڈ بیگ اٹھایا اور اس میں سے چند مڑے تڑے کاغذ نکال کر غفران کی طرف بڑھا دیئے۔

''میں نے اس پر سب کچھ لکھ دیا ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ جب

تم سوپر فیاض سے بات کرو گے تو وہ تم سے ایسے ہی سوال کرے گا جیسا میں نے سوچا ہے پھر تمہیں اس کے سوالوں کے اسی طرح جواب دینے ہیں جو اس اسکرپٹ میں لکھے گئے ہیں۔تم ان کا اچھی طرح سے مطالعہ کر لو اور انہیں ذہن نشین کر لو۔ کیونکہ کل کا دن ہمارے لئے اہم ہے"...... مادام سدرہ نے کہا اور پیپرز غفران کو دے دیئے۔ غفران نے پیپر لے کر کھولے۔ اس پر مقامی زبان میں تحریر تھی۔ غفران تحریر غور سے پڑھنے لگا۔

"اس میں لکھا کیا ہے۔ ہمیں بھی بتا دو"...... باس نے کہا تو مادام سدرہ اسے غفران کو دی ہوئی تحریر کے بارے میں تفصیل بتانے لگی۔

سوپر فیاض کی بیوی سلمٰی کو ہوش آ گیا تھا۔ اس کی ٹریٹمنٹ چل رہی تھی لیکن اپنے بیٹے سفیان کے اغوا کی وجہ سے اس پر صدمے کی سی حالت تھی۔ سوپر فیاض اور ڈاکٹرز اسے ابھی ہسپتال میں ہی رکھنا چاہتے تھے لیکن سلمٰی زبردستی وہاں سے رخصت لے کر آ گئی تھی۔ وہ اپنے گھر آنا چاہتی تھی۔ اپنے بیٹے سے ملنا چاہتی تھی۔ اسے دیکھنا چاہتی تھی۔ گھر آتے ہی اس نے پاگلوں کے سے انداز میں سارے گھر میں سفیان کو ڈھونڈنا شروع کر دیا تھا اور وہ سفیان کو مسلسل آوازیں دے رہی تھی۔

سفیان کو تلاش کرنے پر اسے نہ پا کر وہ رو رہی تھی، سسک رہی تھی اور تڑپ رہی تھی۔ اس کی حالت دیکھ کر نہ صرف ان کی بیٹی مہرم بلکہ خود سوپر فیاض بھی پریشان ہو رہا تھا۔ سوپر فیاض کو اور کچھ نہ سوجھا تو اس نے کال کر کے عمران کو وہاں بلا لیا۔ وہ اور مہرم سلمٰی کو ہر ممکن طریقے سے سنبھالنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن ظاہر ہے

بیٹے کی جدائی کے غم میں اس کی حالت کیسے سدھر سکتی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں عمران وہاں پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ جوزف آیا تھا جو باہر ہی رک گیا تھا اور عمران اندر آ گیا۔ عمران کو دیکھ کر تو سلمٰی کا ضبط ہی ٹوٹ گیا وہ عمران بھائی کہتی ہوئی اٹھی اور عمران کے گلے لگ کر بری طرح سے رونا شروع ہو گئی۔

”عمران بھائی۔ میرا بچہ۔ میرا بیٹا نہیں ہے۔ نجانے اسے کون لوگ اٹھا کر لے گئے ہیں۔ میں اپنے بیٹے کے بنا ادھوری ہو گئی ہوں۔ مجھ سے اس کی جدائی سہی نہیں جا رہی عمران بھائی۔ پلیز کچھ کرو۔ میرے بیٹے کو واپس لا دو۔ وہ جو مانگتے ہیں انہیں دے دو لیکن ان سے میرے بیٹے کو واپس لا دو۔ پلیز عمران بھائی۔ پلیز“...... سلمٰی نے پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں میں آپ کے کہنے سے پہلے ہی اس کیس پر کام کر رہا ہوں۔ میں اور میرے ساتھی ہر طرف سفیان کو تلاش کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے جلد ہی اس کا پتہ چل جائے گا اور وہ ایک دو روز میں آپ کے پاس آ جائے گا“...... عمران نے سلمٰی کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”ایک دو روز۔ ہائے۔ ابھی مجھے ایک دو روز اور برداشت کرنا پڑے گا۔ مگر کیسے عمران بھائی۔ ایک دو روز میں میرا سینہ، میرا دل پھٹ جائے گا۔ میں کیا کروں۔ میں کیسے خود کو سنبھالوں۔ سفیان۔ سفیان۔ میرے بیٹے سفیان کہاں ہو تم۔ کہاں ہو میرے بیٹے“۔

سلمٰی نے بری طرح سے روتے ہوئے کہا۔ عمران نے مہرم کو کہہ کر اسے سنبھالا اور اسے صوفے پر ڈال دیا۔ سلمٰی کی حالت پھر سے غیر ہونے لگی تھی۔

”تم میں عقل نام کی بھی چیز ہے یا نہیں“...... عمران نے سوپر فیاض کی طرف دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا جو ایک طرف خاموش اداس سی شکل بنائے کھڑا تھا۔

”مم مم۔ میں نے کیا کیا“...... سوپر فیاض نے بوکھلا کر کہا۔

”بھابھی کی حالت دیکھ رہے ہو۔ انہیں ابھی ہسپتال سے لانے کی کیا ضرورت تھی“...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”میں کیا کرتا۔ جب سے اسے ہوش آیا تھا اس نے ایک ہی رٹ لگائی ہوئی تھی۔ گھر جانا ہے۔ سفیان کے پاس جانا ہے۔ اس نے اپنی ڈرپس کی نیڈل بھی اتار پھینکی تھی۔ یہ وہاں کسی طرح سے قابو ہی نہیں آ رہی تھی۔ ہسپتال میں اس نے اچھا خاصا ہنگامہ کھڑا کر دیا تھا تو میں کیا کرتا“...... سوپر فیاض نے پریشانی کے عالم میں جواب دیا۔

”اگر ان کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تو“...... عمران نے کہا۔

”تم ہی بتاؤ میں کیا کروں۔ میری تو یہ کچھ سنتی ہی نہیں۔ تم سمجھاؤ اسے“...... سوپر فیاض نے بے چارگی سے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”عمران بھائی۔ میں نہیں جاؤں گی اب ہسپتال۔ پلیز مجھے

یہاں رہنے دیں“...... سلمٰی نے بلکتے ہوئے کہا۔

”لیکن بھابھی آپ کی طبیعت“...... عمران نے کہنا چاہا۔

”کچھ نہیں ہوا میری طبیعت کو۔ ایک بار آپ میری سفیان سے بات کرا دیں پھر دیکھیں میں کیسے ٹھیک ہوتی ہوں“...... سلمٰی نے کہا۔

”عمران انکل۔ آخر بھائی اب تک ملا کیوں نہیں“...... مہرم نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ عمران کو اپنے ڈیڈی کا دوست اور اس کے محکمے کا ہی آدمی سمجھتی تھی۔

”مل جائے گا بیٹی تم فکر نہ کرو۔ بس دعا کرو“...... عمران نے کہا۔

”لیکن انکل، آخر بھائی کو اس طرح کیوں اغوا کیا گیا ہے“۔ مہرم نے اسی انداز میں کہا۔

”بہت جلد پتہ چل جائے گا بیٹا۔ ایسے اغوا عموماً بڑی بڑی رقمیں حاصل کرنے کے لئے ہی کئے جاتے ہیں لیکن سوپر فیاض کچھ اغوا صرف رقم حاصل کرنے کے لئے نہیں کئے جاتے“...... عمران نے مہرم کو جواب دے کر سوپر فیاض کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو“...... سوپر فیاض نے چونکتے ہوئے کہا۔

”کچھ اغوا، کچھ لینے کے لئے نہیں بلکہ کچھ دینے کے لئے بھی کئے جاتے ہیں“...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”لیکن کیا دینے کے لئے“...... سلمٰی نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔

”دکھ۔ درد“...... عمران نے جواب دیا تو سلمٰی کے ساتھ ساتھ سوپر فیاض بھی چونک پڑا۔

”دکھ، درد۔ لیکن کوئی کیوں ہمیں اس طرح کا دکھ اور درد دینا چاہتا ہے۔ میں نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا پھر میرے ساتھ کوئی ایسا کیوں کرسکتا ہے“...... سوپر فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”کہیں سفیان نے تو کسی سے دشمنی مول نہیں لے لی“۔ عمران نے اسی طرح سنجیدگی سے کہا۔

”نہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ وہ ایسا نہیں ہے کہ کسی سے دشمنی مول لے“...... سوپر فیاض نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

”عمران بھائی۔ جو کچھ بھی ہے لیکن میرے بچے کی جان خطرے میں ہے۔ میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں۔ میرے بیٹے کو بچا لیں۔ اسے کچھ ہو گیا تو میں کیسے جیوں گی۔ پلیز عمران بھائی“...... سلمٰی نے ایک بار پھر بلکتے ہوئے کہا اور اس نے باقاعدہ عمران کے سامنے ہاتھ جوڑنا شروع کر دیئے۔

”ارے ارے۔ بھابھی یہ آپ کیا کر رہی ہیں۔ میں آپ کا بھائی ہوں۔ میرے سامنے ہاتھ نہ جوڑیں۔ میں نے سوپر فیاض سے وعدہ کیا ہے کہ میں سفیان کو ضرور واپس لاؤں گا وہ بھی زندہ اور یہ میرا وعدہ آپ سے بھی ہے بس ایک بار یہ کال کرنے والا ٹریک ڈاؤن ہو جائے“...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران چونک پڑا۔ اس نے جیب سے سیل فون نکالا۔ سیل فون کی اسکرین پر ٹائیگر کا نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔

"ٹائیگر کی کال ہے"...... عمران نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف لپکا۔ سوپر فیاض بھی اس کے پیچھے آ گیا۔ وہ کمرے سے باہر آئے تو عمران نے سیل فون کا کال رسیو کرنے والا بٹن پریس کیا اور سیل فون کا لاؤڈر آن کر دیا۔

"عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ہاں بولو۔ کوئی پیشرفت ہوئی ہے"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض کی آنکھوں میں بھی چمک لہرانے لگی۔

"نو باس۔ میں نے آپ کو یہ بتانے کے لئے فون کیا ہے کہ سفیان کا سیم کارڈ ایک سیل فون میں ایکٹیو ہوا ہے لیکن وہی بات ہوئی کہ اس بار انہوں نے لوکل برانڈ کے سیل فون میں سم کارڈ ایکٹیو کیا ہے جس کا رجسٹرڈ ای ایم آئی ای نمبر ٹریس نہیں کیا جا سکتا ہے"۔ دوسری جانب سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو سوپر فیاض جس کی آنکھوں میں امید کی چمک ابھری تھی یکلخت معدوم ہو گئی۔

"ہونہہ۔ وہ یہ انسٹرومنٹ اس لئے استعمال کر رہے ہیں تا کہ انہیں ٹریس نہ کیا جا سکے"...... عمران نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"اور میں نے تم سے کہا تھا کہ سفیان کی تصویریں اپنے مخبروں کو دے دو تا کہ وہ انہیں ان تمام علاقوں کے لوگوں کو دکھا کر سفیان کے بارے میں پوچھیں جہاں جہاں پر سیل فون آن ہوا تھا۔ ان کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں آئی"...... عمران نے پوچھا۔

"ان کی طرف سے بھی آنے والی رپورٹس امید افزاء نہیں ہیں باس۔ وہ سب کو سفیان کی تصویریں دکھاتے پھر رہے ہیں لیکن وہی ڈھاگ کے تین پات والا معاملہ ہے۔ سفیان کو کسی نے نہیں دیکھا اور نہ ہی اسے کوئی جانتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ انہیں لگا رہنے دو۔ اب مقدر کا معاملہ بن گیا ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔ اسی لمحے اچانک اس کے اور سوپر فیاض کے سیل فون کی گھنٹیاں ایک ساتھ بج اٹھیں۔ عمران کا سیل فون اس کے ہاتھ میں تھا اس نے اسکرین پر ڈسپلے دیکھا تو چونک پڑا۔

"سفیان کے نمبر سے ہی کال کی جا رہی ہے۔ جلدی نکالو سیل فون اور کوشش کرو کہ اس سے گھما پھرا کر بات ہو اور زیادہ سے زیادہ وقت مل جائے تا کہ ٹائیگر کو سم کارڈ سے کال کرنے والی لوکیشن کا پتہ چل سکے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے جوزف کو اشارہ کر کے سوپر فیاض سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ سوپر فیاض نے جیب سے سیل فون نکالا اور پھر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ اس

کے چہرے پر تردد کے تاثرات تھے۔ عمران نے اسے اشارہ کیا تو سوپر فیاض نے کال رسیو کر لی۔

"ہیلو"...... سوپر فیاض نے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ تم نے کیسا لڑکا پیدا کیا ہے سوپر فیاض"...... دوسری طرف سے وہی آواز سنائی دی جس نے سوپر فیاض سے پہلے بات کی تھی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... سوپر فیاض نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اسے ایک ہی تھپڑ مارا ہے اور وہ یوں رونا شروع ہو گیا ہے جیسے دو سال کا ننھا سا بچہ ہو"...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا تو سوپر فیاض کا رنگ اُڑ گیا۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے۔ تم نے میرے بیٹے کو تھپڑ مارا۔ تم۔ تم"۔ تھپڑ کا سن کر سوپر فیاض نے یکلخت دھاڑتے ہوئے کہا۔ اس نے عمران کی طرف دیکھا تو عمران اسے اشارے سے کول ڈاؤن رہنے کا کہنے لگا۔ سوپر فیاض غرا کر رہ گیا۔ اس نے فوراً خود کو سنبھال لیا۔

"پلیز۔ ایک بار۔ ایک بار صرف ایک بار میرے بیٹے سے میری بات کرا دو۔ پلیز"...... سوپر فیاض نے اس بار منت کرنے والے انداز میں کہا۔

"ایک بار کیوں۔ ہزاروں بار بات کرنا تم اپنے بیٹے سے بلکہ آمنے سامنے بات کرو گے تم دونوں۔ میں جلد ہی اسے تمہارے پاس چھوڑ جاؤں گا۔ تم بس یہ بتاؤ کہ تم نے ہمیں اور اپنے بیٹے کی تلاش کا سلسلہ ختم کیا ہے یا نہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں ہاں۔ میں نے سب کو روک دیا ہے۔ کوئی بھی تمہیں اور سفیان کو تلاش نہیں کر رہا ہے۔ میں نے سب کو منع کر دیا ہے"۔ سوپر فیاض نے فوراً کہا۔

"ارے واہ۔ تم تو واقعی بڑے سمجھدار ہو۔ تم سے یہی امید تھی اور تم اپنے بیٹے کی کوئی فکر نہ کرو۔ ہم اس کی بھرپور خاطر داری کر رہے ہیں"...... دوسری طرف سے جواب ملا تو سوپر فیاض ایک بار پھر لرز اٹھا۔

"کیا۔ کیا تم میرے بیٹے پر ٹارچر کر رہے ہو"...... سوپر فیاض نے ایک بار پھر لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خاطر داری کا مطلب ٹارچر کرنا ہی نہیں ہوتا ہے ڈیئر سوپر فیاض"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"دیکھو۔ میں تمہیں نہیں جانتا۔ کون ہو تم، کیا چاہتے ہو تم، آخر تم بتا کیوں نہیں دیتے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"صبر کرو سوپر فیاض۔ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ سب کچھ بتایا جائے گا۔ تم بس اپنے دماغ کو کنٹرول میں رکھو۔ باقی سب ٹھیک ہی ہو گا اور ہاں اپنی زبان پر بھی قائم رہنا دوبارہ ہماری یا اپنے

بیٹے کی تلاش میں مت لگ جانا ورنہ ہم تو تمہیں ملیں گے نہیں البتہ تمہارا بیٹا ضرور مل جائے گا تمہیں لیکن زندہ نہیں بلکہ لاش کی شکل میں''...... دوسری طرف سے جواب ملا تو سوپر فیاض کے ہاتھ سے سیل فون گرتے گرتے بچا۔ اسی لمحے دوسری جانب سے کال ڈسکنکٹ کر دی گئی۔

''ہیلو ہیلو۔ میری بات سنو۔ ارے۔ ہیلو ہیلو''...... سوپر فیاض نے چیختے ہوئے کہا لیکن دوسری طرف سے رابطہ کٹ چکا تھا۔ اسے کوئی جواب نہ ملا تو وہ بڑھے ڈھیلے اور لڑکھڑائے ہوئے انداز میں پیچھے موجود دیوار سے جا لگا۔ عمران تیزی سے اس کی طرف آیا۔

''تم ٹھیک ہو''...... عمران نے اس کا کاندھا پکڑتے ہوئے کہا۔

''جس کے بیٹے کو لاش بنانے کا کہا جا رہا ہو وہ کیسے ٹھیک ہو سکتا ہے عمران۔ میرے دوست''...... سوپر فیاض نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔

''سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر یہ لوگ چاہتے کیا ہیں۔ نہ یہ رقم کا تقاضہ کر رہے ہیں اور نہ کچھ اور نہ ہی کوئی ایسی بات کر رہے ہیں جس سے ہمیں یہ پتہ چل سکے کہ آخر ماجرا ہے کیا''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ٹائیگر کے سیل فون پر کال کرنا شروع کر دیا۔

''یس باس''...... رابطہ ملتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''کچھ پتہ چلا''...... عمران نے پوچھا۔

''نو باس۔ کال زیادہ دورانیئے کی نہیں تھی اور پھر وہ وہی لوکل برانڈ کے سیل فون کا ہی استعمال کر رہے ہیں جس کا رجسٹر ای ایم آئی ای نمبر نہیں ہوتا''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران نے اس سے چند مزید باتیں کر کے سیل فون بند کر دیا۔

''کیا ہم کسی بھی طرح سفیان کو تلاش نہیں کر سکتے''...... سوپر فیاض نے بجھے بجھے سے لہجے میں کہا۔

''یہ شہر چھوٹا نہیں ہے سوپر فیاض۔ اتنے بڑے شہر میں سفیان کو تلاش کرنا ایسا ہے جیسے گھاس کے پہاڑ جیسے ڈھیر میں سوئی ڈھونڈی جائے''...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ عمران اسے جتنا بھی سنبھل کر رہنے کا کہتا تھا وہ اتنا ہی زیادہ مایوس اور افسردہ ہو جاتا تھا اور عمران اس کی یہ حالت دیکھ کر سمجھ سکتا تھا۔ سوپر فیاض جو کچھ بھی تھا بہرحال ایک باپ بھی تھا اور ایک باپ کا اپنے اغوا ہونے والے بیٹے کے لئے پریشان ہونا فطری تھا۔

دو دن اور گزر گئے۔ عمران نے اپنی سی ہر ممکن کوشش کر لی۔ ٹائیگر کے مخبری کے نیٹ ورک کے ساتھ عمران نے فور سٹارز کے ذمہ بھی یہ کام لگایا کہ وہ اپنے طور پر سفیان کو تلاش کریں یا اس کے اغوا کرنے والوں کا کوئی سراغ لگائیں۔

صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے اپنے طور پر کام کیا اور ہر وہ جگہ کھنگال ڈالی جہاں سے انہیں سفیان یا اس کے اغوا کرنے والوں کے بارے میں کچھ پتہ چل سکتا ہو لیکن دن رات کوشش کرتے رہنے کے باوجود ان کے ہاتھ بھی کچھ نہ لگا۔ یہاں تک کہ سوپر فیاض کی طرح صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے کسی ہسٹری شیٹرز کو بھی نہ چھوڑا جو خاص طور پر اغوا کاری کے جرم میں ملوث رہتے تھے لیکن ان کی ساری محنت اکارت ہو گئی تھی۔

عمران کو بھی اب تشویش لاحق ہونا شروع ہو گئی تھی کہ اغوا کاروں نے دو دن سے سوپر فیاض کو کوئی کال نہ کی تھی اور جوں

جوں وقت گزرتا جا رہا تھا سوپر فیاض نڈھال ہوتا جا رہا تھا۔ اس نے ایک رات تو اپنی بیوی کو سنبھال لیا تھا لیکن اگلے روز پھر سے اس کی بیوی سلمٰی کی طبیعت بگڑ گئی تو اسے مجبوراً پھر سے اسے ہسپتال میں ایڈمٹ کرانا پڑا۔ وہ دوہرے عذاب کا شکار ہو گیا تھا۔ ایک طرف اس کا بیٹا غائب تھا۔ دوسری طرف اس کی بیوی کی حالت سنبھلنے کی بجائے بگڑتی جا رہی تھی۔

عمران، اپنے ساتھیوں کے ساتھ رانا ہاؤس میں موجود تھا چونکہ اس معاملے میں فور سٹارز بھی شامل ہو گئے تھے اس لئے عمران نے انہیں بھی وہاں بلا لیا تھا تاکہ وہ کوئی ایسا لائحہ عمل بنا سکے کہ ان اغوا کاروں تک پہنچنے کا راستہ بنایا جا سکے۔ وہ ابھی اپنے ساتھیوں سے باتیں کر رہا تھا کہ سوپر فیاض بھی وہاں پہنچ گیا۔ سفیان کو اغوا ہوئے ساتواں روز تھا اور ان سات روز میں سوپر فیاض واقعی اپنی ساری اکڑ اپنی حیثیت اور اپنا کردار بھول چکا تھا۔ وہ ایک شکست خوردہ اور کرب میں مبتلا باپ بن کر مکمل طور پر ٹوٹا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی حالت بہت بری تھی۔ چہرہ زرد، آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئیں اور مسکراہٹ تو اس کے چہرے سے جیسے یکسر غائب ہی ہو چکی تھی۔ وہ لاغر قدموں سے چلتا ہوا آیا تھا۔ خاور اور صدیقی نے اسے پکڑ کر صوفے پر بٹھایا تھا۔

''سوپر فیاض کی تو حالت بے حد خراب ہو رہی ہے''...... صدیقی نے عمران کے قریب آ کر کہا۔

”یہ ایک باپ ہے اور باپ ہونے کے ناطے یہ جس طرح سے یہ کرب جھیل رہا ہے اس کا اندازہ کوئی باپ ہی کر سکتا ہے۔ یہ اس کی ہمت ہے کہ ٹوٹنے کے باوجود یہ چل رہا ہے ورنہ اس کی حالت ایسی ہے کہ اسے ابھی ہسپتال ایڈمٹ کرا دیا جائے“۔ عمران کی بجائے چوہان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ ہم اپنی سی کوشش کر کے دیکھ چکے ہیں۔ اس سے پہلے ہمارا اس قدر چالاک، عیار اور ہوشیار مجرموں سے پالا نہیں پڑا۔ وہ اپنے پیچھے کوئی ایک بھی سراغ نہیں چھوڑ رہے۔ ایک بار بات کرتے ہیں اور پھر خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں جیسے انہیں کوئی جلدی نہ ہو اور وہ واقعی سوپر فیاض اور اس کی بیوی کو کرب میں مبتلا رکھنا چاہتے ہوں“...... خاور نے کہا۔

”لیکن کیوں۔ اس کی انہیں کوئی وجہ بھی تو بتانی چاہئے۔ اگر وہ سوپر فیاض سے کسی بات کا بدلہ لے رہے ہیں تو انہیں کچھ تو بتانا چاہئے“...... نعمانی نے کہا۔

”یہی تو مسئلہ بنا ہوا ہے کہ وہ کچھ نہیں بتا رہے“۔ صدیقی نے کہا۔

”عمران صاحب اب آپ ہی سوپر فیاض کو سنبھالیں۔ ہم سے تو واقعی اس کی حالت نہیں دیکھی جا رہی۔ بے چارہ سوپر فیاض“۔ خاور نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔ ان سب کو واقعی سوپر فیاض کی حالت پر ترس آ رہا تھا۔ جو سر جھکائے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”میں بس اس انتظار میں ہوں کہ ایک بار کال کرنے والے کا نمبر ٹریک ڈاؤن ہو جائے تو وہ میرے ہاتھوں کسی بھی صورت میں نہ بچ سکے گا لیکن وہ کال کرتا ہے وہ بھی لمیٹڈ۔ مجھے مکمل طور پر ٹریکنگ کرنے کا موقع ہی نہیں دیتا“...... ٹائیگر نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

”وہ ہم سے کھیل کھیل رہے ہیں اور کچھ نہیں“...... عمران نے کہا۔

”لیکن ہر کھیل کا کوئی تو مقصد ہوتا ہے۔ یہ کیسا کھیل ہے“۔ صدیقی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”جو بھی ہے۔ جلد ہی پتہ چل جائے گا کہ وہ چاہتے کیا ہیں اور کون ہیں“...... عمران نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے سوپر فیاض اور عمران کے سیل فون کی گھنٹی ایک ساتھ بج اٹھی تو وہ سب چونک پڑے۔

”یہ سفیان کا نمبر ہی آن ہوا ہے باس“...... ٹائیگر نے فوراً اسکرین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ سب چونک کر اسکرین کی طرف دیکھنے لگے۔ فون کی گھنٹی سنتے ہی سوپر فیاض ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا جیسے فون کی گھنٹی کی آواز سن کر اس کے بے جان جسم میں جان آ گئی ہو۔ اس نے فوراً جیب سے سیل فون نکال لیا اور پھر عمران کی طرف بڑھا۔ عمران نے اسے کمرے سے باہر جانے کا کہا تو وہ سر ہلا کر تیزی سے کمرے سے نکل گیا۔ سوپر

فیاض کے باہر جاتے ہی عمران نے کال ریسیونگ کا بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو“...... سیل فون آن ہوتے ہی سوپر فیاض کی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”تکلیف محسوس ہو رہی ہے سوپر فیاض۔ درد اٹھ رہا ہے دل میں اپنے بیٹے سفیان کے لئے“...... دوسری طرف سے اسی اغوا کار کی آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ ہو رہا ہے۔ بہت ہو رہا ہے درد“...... سوپر فیاض کی درد بھری آواز سنائی دی تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے چونکہ لاؤڈر آن کر رکھا تھا اس لئے سب سوپر فیاض اور کال کرنے والے کی آوازیں سن رہے تھے۔

”یہ درد ہے نا سوپر فیاض اس شیشے کی مانند ہے جس پر دراڑ آ جائے تو پھر اسے جوڑنے یا صاف کرنے کی جتنی بھی کوشش کرو وہ دراڑ کبھی ختم نہیں ہوتی ایک بدنما داغ بن کر ناسور بن جاتی ہے“۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ارے کون ہو تم۔ چاہتے کیا ہو۔ بتاؤ تو سہی مجھے“...... سوپر فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں کون ہوں۔ میں کیا چاہتا ہوں۔ اس کا جلد تمہیں خود ہی پتہ چل جائے گا اور تمہیں یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ میں ایسا کیوں ہوں۔ کسی بھی بات کا کیوں بہت ضروری ہوتا ہے سوپر فیاض“۔

دوسری طرف سے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا گیا۔

”مجھے تمہاری کوئی بات سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ اچھا ٹھیک ہے چھوڑو یہ سب۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم مجھے، میرے بیٹے اور اس کی ماں کو اس قدر کرب کیوں دے رہے ہو۔ اس کی تمہارے پاس کوئی تو وجہ ہو گی“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”ہاں وجہ ہے۔ بہت بری وجہ ہے“...... اغوا کار نے کہا تو عمران اور اس کے ساتھی یہ سن کر چونک پڑے۔

”کیا وجہ ہے بتاؤ“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”پہلے یہ بتاؤ کہ تم درد اور کرب کا مطلب سمجھتے ہو“...... اغوا کار نے کہا۔

”ہاں ہاں۔ سمجھتا ہوں“...... سوپر فیاض نے غصے سے کہا۔

”نہیں۔ تم نہیں سمجھتے۔ تم سمجھ ہی نہیں سکتے۔ اصل کرب وہ ہے جو میرے بچوں نے سہے۔ میرے بچوں نے سمجھے تم“۔ دوسری طرف سے اس بار بے حد کڑوے اور غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

”ارے بھائی کون سے کرب کی بات کر رہے ہو۔ بتاؤ نا اور یہ بھی بتاؤ کہ تم کون ہو پلیز“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”سنو۔ میرے دو بچے ہیں۔ ان دونوں کو بچپن میں ایسے زخم دیئے گئے جو وقت کے ساتھ بھر تو گئے لیکن ان کے نشان اب بھی باقی ہیں“...... اغوا کار نے کہا۔

”کس نے دیئے ہیں تمہارے بچوں کو زخم۔ بتاؤ مجھے کچھ تو

بتاؤ''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''میرے بچوں کو زخم دینے والا تمہارا بیٹا سفیان ہے سوپر فیاض۔ سفیان''...... اغوا کار نے کہا۔

''کیا۔ سفیان نے لیکن کب۔ وہ تمہارے بچوں کو کیسے جانتا ہے اور اس نے تمہارے بچوں کو کہاں تکلیف دی کیسے دی''۔ سوپر فیاض نے چیختے ہوئے کہا۔

''میں اب اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا''...... اغوا کار نے کہا۔

''تو کیا چاہتے ہو یہی بتا دو''...... سوپر فیاض نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

''میرے بچوں کو تمہارے بیٹے نے جو زخم دیئے ہیں تمہیں ان زخموں کا معاوضہ دینا پڑے گا۔ ایک بڑا معاوضہ''...... اغوا کار نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کتنا معاوضہ چاہئے۔ بتاؤ مجھے''...... سوپر فیاض نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''بیس کروڑ روپے''...... دوسری جانب سے کہا گیا تو سوپر فیاض اچھل پڑا۔

''کیا بیس کروڑ''...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

''کیوں کم ہیں''...... دوسری طرف سے ہنس کر کہا گیا۔

''نہیں۔ اچھا میری ایک بار سفیان سے بات تو کراؤ۔ مجھے پتہ

تو چلنا چاہئے کہ وہ کیسا ہے اور کس حال میں ہے''۔ سوپر فیاض نے کہا لیکن دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا۔

''ہیلو ہیلو۔ کیا تم میری بات سن رہے ہو۔ ہیلو۔ جواب دو مجھے''...... سوپر فیاض نے چیختے ہوئے کہا۔ عمران نے سیل فون آف کر دیا۔

''چلیں کچھ تو پیش رفت ہوئی۔ ان کا مقصد تو سامنے آیا''۔ صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا۔

''یہ اسی سیل فون سے بات کی جا رہی تھی جس کا ای ایم آئی ای رجسٹر نمبر نہیں ہوتا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مطلب لوکل برانڈ کا سیل فون''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔ اسی لمحے سوپر فیاض اندر آ گیا اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔

''مجھے تو یہ آدمی پاگل معلوم ہوتا ہے''...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سفیان کا کبھی کسی سے کوئی جھگڑا تو نہیں ہوا اس ایریا میں یا پھر کہیں اور''...... عمران نے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نہیں۔ وہ کسی سے جھگڑا نہیں کرتا یہ بات تم بھی اچھی طرح سے جانتے ہو''...... سوپر فیاض نے منہ بنا کر کہا۔

''اچھا اس کی اپنی کار ہے۔ کبھی اس کی کار کا کسی سے

ایکسیڈنٹ ہوا تھا''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ کبھی نہیں۔ اس کی کار گھر میں موجود ہے۔ وہ اپنی کار کا بہت خیال رکھتا ہے۔ بنا کسی ڈینٹ کے صاف ستھری کار''...... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

''یاد کرو۔ ہوسکتا ہے کہ اس کی کار سے کوئی زخمی ہوا ہو۔ کسی کو تکلیف پہنچی ہو کیونکہ تم نے خود سنا ہے کہ اغوا کار کہہ رہا تھا کہ سفیان نے اس کے بچوں کو تکلیف دی ہے۔ آخر اس کی کوئی تو وجہ ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''میں اس بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ ایسی کوئی بھی بات ہوئی ہوتی تو سفیان مجھے ضرور بتا دیتا۔ وہ مجھ سے کچھ نہیں چھپاتا۔ میں اس کا باپ کم اور دوست زیادہ ہوں''...... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

''وہ بیس کروڑ مانگ رہا ہے لیکن اس کی بچوں والی بات۔ درد، کرب۔ اس کے پیچھے کوئی تو بات ہو گی۔ سوچو۔ اپنے دماغ پر زور ڈالو شاید کوئی پرانی بات یاد آ جائے جس کا سفیان نے تم سے ذکر کیا ہو''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں نے کہا ہے نا ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ کبھی نہیں''۔ سوپر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران خاموش ہو گیا۔

''ٹائیگر۔ لوکل برانڈ کے فون کی وجہ سے تم وہ جگہ تو ٹریس نہیں کر سکے لیکن یہ تو پتہ چلا ہو گا کہ کال کس ایریئے سے کی گئی

تھی''...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس۔ یہ ترمرا کا علاقہ ہے۔ شہر سے لگ بھگ ایک سو اسی کلو میٹر دور۔ یہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''گڈ شو۔ صدیقی تم ایسا کرو کہ اپنے ساتھیوں کو لے کر جاؤ اور اس علاقے کے ایک ایک گھر، ایک ایک ہوٹل اور ایسی تمام جگہوں کو چیک کرو جہاں سے کوئی کلیو مل سکتا ہو اور ٹائیگر اگر تمہارے مخبر اس علاقے میں ہیں تو انہیں بھی ایکٹیو کرو۔ ہری اپ''...... عمران نے کہا تو ان سب نے سر ہلا دیئے۔

''میں کیا کروں''...... سوپر فیاض نے بے چارگی کے عالم میں عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ابھی تم جاؤ اور ہسپتال جا کر بھابھی اور بیٹی کا خیال رکھو۔ انہیں تمہاری ضرورت ہے۔ ان کی ڈیمانڈ سامنے آ گئی ہے۔ اب وہ بیس کروڑ کی وصولی کی ہی بات کریں گے اور یہ بیس کروڑ وصول کرنا ان کے لئے آسان نہیں ہو گا''...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ مڑا اور پھر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ اس سے پہلے صدیقی اور اس کے ساتھی بھی جا چکے تھے جبکہ ٹائیگر اپنے سیل فون پر اپنے مخبری کے نیٹ ورک کو ایکٹیو کر رہا تھا۔

''میں نے سب کو ایکٹیو کر دیا ہے باس''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ کیس کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ نجانے اغوا کار کس کرب کی بات کر رہا تھا۔ کچھ نہ کچھ تو ہے ورنہ وہ اغوا کرنے والا من گھڑت باتیں کیوں کرے گا۔ یا پھر وہ سنکھی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اس نے بیس کروڑ مانگے ہیں باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اگر اسے صرف رقم چاہئے ہوتی تو وہ سیدھی بات کرتا۔ یہ درد، کرب کا اینگل کیوں رکھتا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر خاموش ہو گیا۔

غفران نے سیل فون کا بٹن پریس کیا اور سیل فون جیب میں ڈال لیا۔ اس کے کانوں میں ہیڈ فون لگے ہوئے تھے اور وہ کار میں سوار کار کو ایک بار پھر شمالی کالاگ کے مین روڈ پر لے آیا تھا۔ پہلے اس نے شہر سے ایک سو کلو میٹر کی دوری سے بات کی تھی لیکن اس بار وہ مزید آگے آ گیا تھا اور مسلسل کالاگ سے آگے بڑھا جا رہا تھا۔

"ہیلو"...... رابطہ ملتے ہی سوپر فیاض کی تیز آواز سنائی دی۔

"کیسے ہو سوپر فیاض"...... غفران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیکھو۔ میں تمہاری روز روز کی باتوں سے تنگ آ گیا ہوں۔ تم میری ایک بار سفیان سے بات کراؤ۔ مجھے یہ جاننا ہے کہ وہ کس حال میں ہے اور کیا کر رہا ہے"...... سوپر فیاض نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"تمہارا بیٹا اس وقت میرے سامنے بیڈ پر پڑا سو رہا ہے۔ اگر

اس کی آواز سننی ہے تو میں تمہیں اس کے خراٹوں کی آوازیں سنا سکتا ہوں اور اگر تم اس سے بھی بلند آوازیں سننا چاہتے ہو تو میں اسے دو چار لاتیں اور مکے مار کر جگا دیتا ہوں۔ تمہاری چوائس ہے بولو کیا کروں''...... غفران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''مم مم۔ میرا بیٹا مجھے واپس کر دو۔ تم جو کہو گے میں تمہیں دینے کے لئے تیار ہوں''...... سوپر فیاض کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''سوپر فیاض یہ بدلہ لینا کتنا مشکل ہوتا ہے۔ سچ کہہ رہا ہوں واقعی درد ہوتا ہے دوست۔ بہت درد ہوتا ہے''...... غفران نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

''نجانے تم کس بدلے کی بات کر رہے ہو۔ بتاؤ تو سہی میرے بیٹے نے تمہارے بچوں کو کب اور کیسے نقصان پہنچایا تھا جس کا تم مجھ سے میرے بیٹے سے اور میری بیوی سے بدلہ لے رہے ہو۔ تم مجھے بتاؤ میں تمہارے ہر درد کا ازالہ کروں گا پلیز۔ میں بس اتنا جانتا ہوں کہ میرا بیٹا تمہارے پاس ہے اور تم اس کے بدلے مجھ سے بیس کروڑ روپے مانگ رہے ہو۔ میں تمہیں بیس کروڑ روپے دینے کے لئے تیار ہوں۔ پلیز پلیز''...... سوپر فیاض نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اچھا تو تم بیس کروڑ دینے کے لئے تیار ہو۔ بہت بڑا دل ہے تمہارا۔ یہ تم مجھ پر احسان کر رہے ہو''...... غفران نے طنزیہ لہجے

میں کہا۔

''نہیں۔ میں کوئی احسان نہیں کر رہا۔ دیکھو میں بس یہ جاننا چاہتا ہوں کہ واقعی سفیان تمہارے پاس ہے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ تو تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میں تم سے جھوٹ بول رہا ہوں یا میں نے تمہارے بیٹے کو کاٹ کر پھینک دیا ہے۔ تمہیں اپنے بیٹے کے زندہ ہونے کا شاید ثبوت چاہئے۔ اسی لئے بیس کروڑ دینے میں تم جھجک رہے ہو''...... غفران نے کہا۔

''ارے۔ پلیز ایسی باتیں نہ کرو۔ میں نے کہا تو ہے کہ میں بیس کروڑ دینے کے لئے تیار ہوں۔ پلیز''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''سوپر فیاض صاحب۔ میں تمہیں ثبوت دوں گا۔ سارے ثبوت دوں گا کہ تمہارا بیٹا میرے پاس ہے۔ میری قید میں ہے لیکن اتنی جلدی نہیں۔ ابھی تو مجھے تمہاری اور تمہارے بیٹے کی اور خاطر داری کرنی ہے اور خاطر داری کا مطلب تم خوب سمجھتے ہو لیکن پھر بھی تم پریشان نہ ہو۔ میں ہر درد اور کرب بڑے پیار سے دیتا ہوں اتنے پیار سے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے''...... غفران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر کے سیل فون آف کیا اور سم کارڈ نکال لیا۔

''تڑپتے رہو۔ سوچتے رہو اور اپنا سر پیٹتے رہو سوپر فیاض۔ تم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے کہ میں کس درد اور کس کرب کی بات کر

رہا ہوں۔ ابھی یہ کھیل جاری ہے اور تمہارے ساتھ ہمیں بھی اس کھیل میں مزہ آ رہا ہے“...... غفران نے کانوں سے ہیڈ فون نکالتے ہوئے کہا اور پھر کار تھوڑی دور لے جا کر اس نے ٹرن لیا اور واپس شہر کی جانب ہو لیا۔

شہر میں پہنچتے ہی اس نے کار ایک پلازہ کی پارکنگ میں چھوڑی اور وہاں سے نکل آیا اور پھر وہ مختلف ٹیکسیاں بدلتا ہوا اس ٹھکانے پر پہنچ گیا جہاں باس، رضوان اور سفیان موجود تھے۔

”ہو گئی بات“...... باس نے اسے آتے دیکھ کر پوچھا۔

”یس باس“...... غفران نے کہا اور اس نے جیب سے سیل فون نکال کر باس کی طرف بڑھا دیا۔

”ساری ریکارڈنگ ہے اس میں“...... باس نے اس سے سیل فون لیتے ہوئے کہا۔

”یس باس“...... غفران نے کہا تو باس نے سیل فون آن کر کے مختلف بٹن پریس کئے۔ دوسرے لمحے کمرے میں غفران اور سوپر فیاض کی آوازیں گونجنے لگیں۔

”یہ سوپر فیاض تو سچ مچ دل چھوڑتا جا رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں اس کے حال پر رحم کرنا چاہئے اور اس سے بیس کروڑ لے کر اس کے بیٹے کو چھوڑ دینا چاہئے۔ ایسا نہ ہو بیٹے کے غم میں اس کا دل ہی فیل ہو جائے۔ اگر ایسا ہوا تو ہمیں بیس کروڑ روپے نہیں ملیں گے اور ہماری ساری محنت اکارت ہو جائے گی“۔ رضوان

نے ساری باتیں سننے کے بعد کہا۔

”نہیں۔ اس کا دل اتنا بھی کمزور نہیں ہے۔ وہ سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ ہے اور اب تو وہ وہاں کا قائم مقام ڈائریکٹر جنرل ہے۔ بیٹے کی جدائی نے وقتی طور پر اس کے اعصاب معطل کر رکھے ہیں ورنہ وہ ایسا نہیں ہے کہ اس کا دل ہی فیل ہو جائے“...... باس نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ دونوں ہنس پڑے۔

”ویسے باس اب تو وہ بیس کروڑ دینے کے لئے تیار ہے۔ تو ہم اس معاملے کو اس قدر طول کیوں دے رہے ہیں“...... غفران نے کہا۔

”یہ ضروری ہے غفران۔ اگر ہم نے جلد بازی کی تو ساری بازی ہمارے ہاتھوں سے نکل سکتی ہے۔ اس معاملے کو ہم جتنا طول دیں گے ہمارے لئے اتنا ہی بہتر ہو گا۔ ہر پرفیکٹ کرائم کے لئے سوچ سمجھ کر اور منصوبہ بندی کر کے کام کرنا پڑتا ہے۔ ذرا سی چوک ہمارے گلے کا پھندہ بن سکتی ہے اور ہم نے ہر صورت سوپر فیاض سے بیس کروڑ بھی حاصل کرنے ہیں اور اس سے خود کو محفوظ بھی رکھنا ہے تاکہ اپنے بیٹے کی واپسی کے بعد بھی وہ ہم تک نہ پہنچ سکے“...... باس نے کہا۔

”تو کیا آپ بیس کروڑ ملنے کے بعد اس کے بیٹے کو واپس بھیج دیں گے“...... رضوان نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ میں بلا وجہ اپنے ہاتھ خون سے نہیں رنگنا چاہتا۔ ویسے

بھی ہمیں اس سہمے اور ڈرے ہوئے بچے سے کیا خطرہ ہے۔ ہم کون سا اس کے سامنے اصل روپ میں جاتے ہیں۔ جب یہ کھیل ختم ہو جائے گا تو اگر کبھی ہم اس کے سامنے اصل روپ میں آ بھی گئے تو وہ ہمیں کسی صورت میں بھی نہیں پہچان سکے گا''...... باس نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''باس ایک بات اور سمجھ میں نہیں آئی''...... غفران نے کہا۔

''کون سی بات''...... باس نے پوچھا۔

''یہ آپ مجھ سے سوپر فیاض کو بار بار درد اور کرب کے بارے میں بتانے کے لئے کہہ رہے ہیں یہ آخر ہے کیا۔ کیا واقعی اس کے بیٹے نے آپ کے بچوں کو نقصان پہنچایا تھا جس کا آپ ان سے بدلہ لے رہے ہیں لیکن کون سے بچے۔ آپ نے تو کہا تھا کہ آپ کے بچے ہی نہیں ہیں''...... غفران نے کہا۔

''یہ سب ہماری پلاننگ کا حصہ ہے۔ درد اور کرب والی باتیں سوپر فیاض اور اس کے آفیسرز کبھی نہیں سمجھ سکیں گے۔ یہ سمجھ لو کہ یہ سب ہم مستقبل میں ان سے محفوظ رہنے کے لئے کہہ رہے ہیں تاکہ وہ ساری زندگی اس بات کو لے کر سوچتے رہ جائیں کہ سفیان نے آخر کب اور کس کے بچوں کو تکلیف دی تھی''...... باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ سب انہیں ڈاج دینے کے لئے کہا جا رہا ہے''۔ رضوان نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ اور ہمارا یہی ڈاج انہیں ہم سے دور رکھنے کے کام آئے گا''...... باس نے کہا۔

''میں سمجھ گیا باس''...... غفران نے کہا۔

''سمجھدار ہو اس لئے سمجھ گئے ورنہ احمقوں کو سمجھانے کے لئے چھڑی اٹھانی پڑتی ہے''...... باس نے کہا تو وہ دونوں بے اختیار ہنسنے لگے۔ اسی لمحے انہیں اندر سے سفیان کے چیخنے چلانے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑے۔

''ارے۔ اسے ہوش آ گیا شاید۔ جاؤ دیکھو اسے جا کر کیوں چیخ رہا ہے''...... باس نے کہا تو غفران اور رضوان دونوں اٹھے اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کمرے سے نکلتے چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی باس نے اپنی بیوی سدرہ سے سیل فون پر رابطہ کیا۔ باس نے اسے سیل فون میں ریکارڈ کی گئی سوپر فیاض اور غفران کی ساری باتیں سنا دیں۔

''گڈ شو۔ یہ غفران تو ہماری توقع سے زیادہ اچھا کام کر رہا ہے۔ اس نے بڑی خوبصورتی سے سارے معاملے کو سنبھالا ہے''...... مادام سدرہ نے کہا۔

''ہاں۔ اسے معاملہ سنبھالنا ہی ہے آخر اسے پانچ کروڑ جو ملنے والے ہیں''...... باس نے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ دولت بڑے بڑے احمقوں کو بھی عقلمند بنا دیتی ہے''...... مادام سدرہ نے ہنستے ہوئے کہا تو باس بھی

ہنس پڑا۔

''اچھا۔ میں بعد میں بات کرتا ہوں''...... باس نے کہا اور ساتھ ہی اس نے کان سے سیل فون ہٹا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اسی لمحے رضوان تیز تیز چلتا ہوا اندر آ گیا۔

''کیا ہوا۔ کیوں چیخ رہا تھا وہ''...... باس نے پوچھا۔

''وہی پرانی باتیں جو وہ ہمیشہ ہوش میں آنے کے بعد کرتا ہے۔ مجھے چھوڑ دو۔ مجھے جانے دو۔ مجھے اپنے ڈیڈی اور اپنی ممی کے پاس جانا ہے''...... رضوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پھر تم نے کیا کیا''...... باس نے پوچھا۔

''میں نے تو کچھ نہیں کیا لیکن غفران نے اسے دو چار تھپڑ جڑ دیئے ہیں۔ اسے ہمیشہ غفران کے ہاتھوں تھپڑ کھا کر ہی سکون ملتا ہے۔ شاید وہ اس کا عادی ہو گیا ہے''...... رضوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس سے کہو کہ وہ ہاتھ ہلکا رکھا کرے۔ وہ سوپر فیاض کا بیٹا ہے۔ اسے ٹارچر کرنا ہمیں مشکل میں ڈال سکتا ہے''۔ باس نے کہا۔

''یہ بات آپ خود ہی اسے سمجھائیں۔ میری تو وہ سنتا ہی نہیں''...... رضوان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آتا ہے تو میں اسے سمجھا دیتا ہوں''...... باس نے کہا تو رضوان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہم نے ترمرا کا ایک ایک حصہ، تمام ہوٹل، رہائش گاہیں اور ایسی تمام جگہوں کو چھان مارا ہے عمران صاحب لیکن ہمیں کوشش کے باوجود سفیان کا کچھ پتہ نہیں چلا ہے اور نہ ہی ہم کسی اغوا کار کو تلاش کر سکے ہیں۔ نجانے وہ کس کھڈ میں چھپے بیٹھے ہیں''...... صدیقی نے ہونٹ چباتے ہوئے اپنی ناکامی کی رپورٹ عمران کو دیتے ہوئے کہا۔

''وہ ترمرا میں نہیں کسی اور جگہ موجود ہیں۔ سوپر فیاض کو پھر کال موصول ہوئی تھی اور اس بار یہ کال پہلے والی جگہ کالاگ سے ہی کی گئی تھی۔ ٹائیگر نے چیکنگ کی تھی۔ وہی لوکل برانڈ کے سیل فون سے کال کی جا رہی تھی اور لوکیشن کالاگ کا مین روڈ تھا جس کا مطلب ہے کہ وہ کسی کار میں تھا اور کار دوڑاتے ہوئے سوپر فیاض سے بات کر رہا تھا''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ سب رانا ہاؤس میں موجود تھے اور لان میں بیٹھے کافی پی رہے

تھے۔ ٹائیگر البتہ ٹریکنگ روم میں موجود تھا۔

"لیکن جب انہیں پتہ چل گیا ہے کہ سوپر فیاض اور اس کی ٹیم نے ان کے خلاف کام روک دیا ہے اور انہیں کہیں ٹریس نہیں کیا جا رہا ہے تو پھر وہ بار بار اس طرح جگہیں کیوں بدل رہے ہیں"۔ خاور نے کہا۔

"تمہارے خیال میں کیا وہ اس بات کا یقین کریں گے کہ سوپر فیاض یا اس کا ڈیپارٹمنٹ انہیں ٹریس نہیں کر رہا۔ وہ بہت چالاک ہیں۔ جان بوجھ کر اس معاملے کو طول دے رہے ہیں۔ وہ اس معاملے کو انتہائی حد تک الجھا کر رکھنا چاہتے ہیں تاکہ جب ان کا کام ہو جائے تب بھی ہم ان تک نہ پہنچ سکیں اور ان کا کرائم پرفیکٹ ہو سکے اور اب تک کی صورتحال کے تحت واقعی وہ پرفیکٹ کرائم کر رہے ہیں۔ اتنے روز سے ہم سوائے جھک مارنے کے اور کچھ بھی نہیں کر سکے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ واقعی یہ ان کا پرفیکٹ کرائم ہے سو فیصد پرفیکٹ کرائم"...... چوہان نے کہا۔

"مجھے اس آدمی کی درد اور کرب کی باتوں نے الجھایا ہوا ہے۔ سفیان کو میں بخوبی جانتا ہوں وہ کسی کو تکلیف دینے والا لڑکا نہیں ہے لیکن پھر بھی کچھ تو ہے ورنہ اغوا کرنے والا اتنا بڑا قدم نہ اٹھاتا۔ اس نے ضرور کوئی نہ کوئی چوٹ کھائی ہوئی ہے۔ لیکن اسے

کیا چوٹ پہنچی ہے اور وہ کس درد کی بات کر رہا ہے اس کی کچھ سمجھ نہیں آ رہی ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سوپر فیاض بھی یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ اس کے بیٹے نے کسی کو تکلیف دی ہے"...... خاور نے کہا۔

"اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اغوا کار یہ سب کیوں کہہ رہا ہے۔ نہ صرف کہہ رہا ہے بلکہ وہ سوپر فیاض اور اس کے خاندان کو کیوں اتنی تکلیف پہنچا رہا ہے۔ اگر اسے بیس کروڑ ہی چاہئیں تو وہ سیدھا سیدھا لے کیوں اس معاملے کو کھینچتا ہی چلا جا رہا ہے"۔ نعمانی نے کہا۔

"میں نے سوپر فیاض کو کال کر کے بلایا ہے۔ آج اس سے میں سختی سے پوچھوں گا۔ اگر وہ مجھ سے کچھ چھپا رہا ہے تو میں اس سے اصل بات اگلوا کر ہی رہوں گا"...... عمران نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے گیٹ کے باہر کار کا مخصوص ہارن سنائی دیا۔

"آ گیا ہے سوپر فیاض"...... عمران نے کہا۔ جوزف اور جوانا گیٹ کے پاس ہی بیٹھے تھے۔ جوزف نے اٹھ کر گیٹ کی کھڑکی سے باہر دیکھا اور پھر اس نے کھڑکی بند کی اور گیٹ کھول دیا۔ گیٹ کھلتے ہی سوپر فیاض اپنی ذاتی کار میں اندر آ گیا۔ اس نے کار پورچ میں روکی اور پھر وہ کار سے نکل کر ان کی طرف بڑھا۔ اس کے چہرے پر وہی تردد، پریشانی اور خوف کے تاثرات منجمد تھے

اور وہ بے حد تھکا تھکا سا دکھائی دے رہا تھا۔

''آؤ بیٹھو''...... عمران نے اپنے ساتھ پڑی خالی کرسی سیدھی کرتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض خاموشی سے اس کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تم نے مجھے بلایا تھا''...... سوپر فیاض نے تھکی تھکی سی آواز میں کہا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا۔

''کیوں''...... سوپر فیاض نے پوچھا۔

''تم سے سچ سننے کے لئے''...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کس سچ کی بات کر رہے ہو''...... سوپر فیاض نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''وہی جو تم مجھ سے چھپا رہے ہو''...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض کا چہرہ بگڑ گیا۔ وہ اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

''ایک تو میری جان پر بنی ہوئی ہے۔ میرا بیٹا غائب ہے۔ میری بیوی ہسپتال میں پڑی ہوئی ہے۔ بیٹی بھی پریشان ہے اوپر سے اب تم نے بھی ایسی باتیں کر کے مجھے پریشان کرنا شروع کر دیا ہے۔ مجھے کیا ضرورت ہے تم سے کچھ چھپانے کی اور کیا چھپایا ہے میں نے تم سے۔ بولو۔ جواب دو''...... سوپر فیاض نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں اغوا کار کی اسی درد اور کرب والی بات کا کہہ رہا ہوں۔

کچھ نہ کچھ تو ہے۔ ورنہ وہ یہ بات بار بار کیوں کرتا۔ چلو میں تمہاری بات مان لیتا ہوں کہ سفیان نے کچھ نہیں کیا۔ ہوسکتا ہے تم سے کچھ ایسا ہوا ہو۔ تم نے کسی کے بچوں کو تکلیف پہنچائی ہو۔ یاد کرو کوئی ایسی بات۔ یہ تمہارے بیٹے کی زندگی کا سوال ہے۔ کوئی ایک بھی بات تمہیں یاد آ جائے تو ہم سفیان تک پہنچ سکتے ہیں۔ تمہارے غصے سے کام نہیں چلے گا۔ جو بھی سوچو دھیان سے اور ٹھنڈے مزاج سے سوچو۔ یہ تمہاری اور تمہارے بیٹے کی بھلائی کے لئے ہے''...... سوپر فیاض کے بدلے ہوئے تیور دیکھ کر عمران نے بھی سخت لہجہ اپناتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض کے چہرے کا تناؤ کم ہو گیا۔

''میں کیا کرتا ہوں اور کیا نہیں تمہیں میری ہر بات کا علم ہوتا ہے عمران۔ میں صرف ان لوگوں کو تنگ کرتا ہوں جو کرمنلز ہوتے ہیں عام لوگوں کو میں نے کبھی کچھ نہیں کہا اور رہی بات کسی کے بچوں کو نقصان پہنچانے والی تو زندگی میں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ میں بھلا معصوم بچوں کو کیا اور کیسی تکلیف پہنچا سکتا ہوں''...... سوپر فیاض نے خود کو سنبھالتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

''کہیں تمہارے ڈرائیور سے تو کسی کا ایکسیڈنٹ نہیں ہوا''۔ عمران نے کہا۔

''نہیں۔ اس سلسلے میں ہر ایک سے میں نے بات کی ہے۔ اپنے اردگرد کے لوگوں سے پوچھا ہے۔ اپنے عزیزوں تک کو بھی

نہیں چھوڑا لیکن کہیں ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"تو پھر ایک ہی بات ممکن ہوسکتی ہے"...... اچانک صدیقی نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"وہ کیا"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ کڈنیپرز یقیناً جان بوجھ کر ہم سے ایسی باتیں کر کے ہمیں ڈاج دینے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ ہم ان باتوں میں الجھ کر رہ جائیں اور ان تک نہ پہنچ سکیں"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی ایسا ممکن ہے۔ اس معاملے کو وہ جتنا طول دے رہے ہیں اس کی ایک وجہ ان کا ڈر بھی ہوسکتا ہے کہ وہ دولت حاصل کرنے کے بعد آئندہ کے لئے بھی خود کو سیف رکھنے کا سوچ رہے ہوں تاکہ سفیان کے مل جانے کے بعد بھی ہم صرف سوچتے رہ جائیں اور ان کے پیچھے جانے کا ارادہ ترک کر دیں"...... عمران نے کہا۔

"مجھے بھی یہی لگتا ہے۔ وہ جان بوجھ کر یہ سارا ڈرامہ کر رہے ہیں"...... سوپر فیاض نے منہ بنا کر کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر اس بات کے امکانات اور زیادہ بڑھ جاتے ہیں کہ وہ خود کو سیف رکھنے کے لئے یہ سب کچھ کہہ رہے ہیں اور ان کا سفیان کو نقصان پہنچانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ وہ بیس کروڑ لے کر یقیناً سفیان کو زندہ چھوڑ دیں گے"...... عمران نے

کہا تو سوپر فیاض کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

"کیا۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ وہ میرے بیٹے کو زندہ چھوڑ دیں گے اور سفیان ہمارے پاس واپس آ جائے گا"...... سوپر فیاض نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں بالکل"...... عمران نے کہا۔

"اللہ تمہاری زبان مبارک کرے۔ سفیان کے بغیر میں تو بالکل ہی ٹوٹ چکا ہوں"...... سوپر فیاض نے کہا۔ اسی لمحے اس کے اور سوپر فیاض کے سیل فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ عمران کا سیل فون سامنے میز پر پڑا تھا۔ اس نے سیل فون اٹھایا اسکرین کے ڈسپلے پر سفیان کا نمبر فلیش ہو رہا تھا۔ سوپر فیاض نے بھی فوراً جیب سے سیل فون نکال لیا۔

"ہیلو۔ سوپر فیاض بول رہا ہوں"...... سوپر فیاض نے کال اٹنڈ کر کے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"درد کا راہی بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے اسی اغوا کار کی آواز سنائی دی۔

"تم۔ تم میری بار بار کال کیوں کاٹ دیتے ہو۔ پوری بات کیوں نہیں کرتے یا سنتے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"مجھے غیر ضروری باتیں کرنے اور سننے کا کوئی شوق نہیں۔ بہرحال میں نے تمہیں ایک ضروری بات کرنے کے لئے فون کیا ہے"...... اغوا کار نے کہا۔

"ضروری بات۔ کون سی ضروری بات"...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

"تم مجھ سے اس بات کا ثبوت مانگ رہے تھے کہ تمہارا بیٹا سفیان زندہ ہے یا نہیں اور میری قید میں ہے یا نہیں تو میں نے تمہارے لئے ایک ثبوت پارسل کیا ہے۔ جاؤ۔ فوراً اپنے گھر جاؤ اور جا کر اس ثبوت کو اپنی آنکھوں سے دیکھو"...... اغوا کار نے کہا تو اس کی بات سن کر سوپر فیاض کا رنگ اُڑ گیا جبکہ عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کک کک۔ کیسا ثبوت"...... سوپر فیاض نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"خود جا کر دیکھ لو۔ بائی بائی سوپر فیاض"...... اغوا کار نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔

"ہیلو ہیلو۔ میری بات سنو۔ ہیلو ہیلو"...... سوپر فیاض نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"اس نے رابطہ ختم کر دیا ہے سوپر فیاض"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"مم مم۔ مگر وہ ثبوت۔ وہ کس ثبوت کی بات کر رہا تھا"۔ سوپر فیاض نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نہیں جانتا"...... عمران نے کہا۔

"مجھے بے حد ڈر لگ رہا ہے عمران۔ کہیں اس نے سفیان کے

ہاتھ پاؤں یا پھر کوئی انگلی کاٹ کر تو نہیں بھیج دی"...... سوپر فیاض نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"نہیں۔ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ تم جاؤ اور دیکھو اس نے کیا بھیجا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نن نن۔ نہیں مجھے واقعی ڈر لگ رہا ہے۔ تم چلو۔ تم میرے ساتھ چلو۔ مجھ سے وہ ثبوت شاید نہ دیکھا جائے۔ میرے ساتھ چلو پلیز"...... سوپر فیاض نے روہانسے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم یہیں رکو میں سوپر فیاض کے ساتھ جا کر تھوڑی دیر میں یہیں واپس آ جاؤں گا"...... عمران نے صدیقی اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی ہی دیر میں عمران، سوپر فیاض کی کار میں اس کی رہائش گاہ کی طرف اُڑا جا رہا تھا۔ چونکہ ثبوت اور پارسل کا سن کر سوپر فیاض کے ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے تھے اس لئے عمران اس کی کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ سوپر فیاض کی رہائش گاہ میں داخل ہو رہے تھے۔

عمران نے جیسے ہی کار پورچ میں روکی سوپر فیاض فوراً کار سے نکلا اور گیٹ کے پاس موجود گارڈ کی طرف بڑھا۔

"کہاں ہے وہ پارسل۔ وہ ثبوت کہاں ہے"...... سوپر فیاض نے

کہا تو گارڈ چونک پڑا۔

''کون سا پارسل۔ کون سا ثبوت صاحب''...... گارڈ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''وہی جو سفیان کو اغوا کرنے والے نے بھیجا ہے۔ کیا ابھی کوئی پارسل نہیں آیا''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''نہیں صاحب۔ یہاں تو کوئی پارسل نہیں آیا ہے''...... گارڈ نے کہا تو سوپر فیاض کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں پھیل گئیں۔

''لیکن اس نے تو کہا تھا کہ اس نے پارسل میرے گھر کے پتے پر بھیج دیا ہے''...... سوپر فیاض نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر پلٹ کر واپس عمران کی طرف بڑھ گیا جو لان کے پاس کھڑا تھا۔

''کیا ہوا''...... عمران نے پوچھا۔

''گارڈ کہہ رہا ہے کہ ابھی تک کوئی پارسل نہیں آیا ہے''۔ سوپر فیاض نے کہا۔

''نہیں آیا ہے تو آ جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''کب آئے گا۔ آخر اس میں ہو گا کیا''...... سوپر فیاض نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''اندر چل کر ڈرائنگ روم میں بیٹھتے ہیں''...... عمران نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے لئے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے اسے ڈرائنگ روم میں موجود ایک صوفے پر بٹھایا۔ وہاں ایک ملازم موجود تھا۔

''صاحب کے لئے ٹھنڈا پانی لاؤ''...... عمران نے ملازم سے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ پانی کا جگ اور دو گلاس لے آیا۔ اس نے جگ اور گلاس سامنے میز پر رکھے اور پھر جگ اٹھا کر گلاسوں میں پانی انڈیلنے لگا۔ پھر اس نے ایک گلاس اٹھایا اور سوپر فیاض کے پاس آ گیا۔

''صاحب پانی''...... ملازم نے سوپر فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں چاہئے مجھے۔ لے جاؤ اسے۔ جاؤ دفع ہو جاؤ اور گیٹ پر جاؤ۔ ابھی باہر کوئی آئے گا اور ایک پارسل لائے گا۔ جیسے ہی وہ پارسل آئے لے کر میرے پاس آنا۔ جاؤ۔ جلدی جاؤ''...... سوپر فیاض نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو ملازم بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے عمران کی طرف دیکھا تو عمران نے اشارے سے اسے باہر جانے کا کہا تو ملازم نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ پانی کا گلاس میز پر رکھ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

''اس طرح غصہ کرنا تمہاری صحت کے لئے اچھا نہیں ہے سوپر فیاض۔ تم ان اغوا کاروں کا غصہ ان بے چارے ملازموں پر کیوں نکال رہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''تو میں اور کیا کروں۔ میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا ہے''۔ سوپر فیاض نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کے بالوں کو نوچتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

”کچھ بھی کرو لیکن خود کو سنبھالو۔ یہ بات میں تم سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ تمہارا یہ غصہ تمہارے ساتھ ساتھ تمہارے بیٹے کو بھی لے ڈوبے گا“...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”میں ہر ممکن طریقے سے خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن کب تک“...... سوپر فیاض نے روہانسے لہجے میں کہا۔

”اس وقت تک جب تک اس ڈرامے کا ڈراپ سین نہیں ہو جاتا“...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے ان دونوں کے سیل فون کی گھنٹیاں ایک ساتھ بج اٹھیں تو انہوں نے چونک کر سیل فون نکال لئے۔

”یہ تو کسی نئے نمبر سے کال ہے۔ شاید تمہارے لئے ہے۔ تم سن لو اگر کال اسی اغوا کار کی ہو تو مجھے اشارہ کر دینا“...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے اثبات میں سر ہلایا اور کال رسیو کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

”سوپر فیاض بول رہا ہوں“...... سوپر فیاض نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”اور میں وہی درد کا راہی بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے اغوا کار کی آواز سنائی دی تو سوپر فیاض نے فوراً عمران کو اشارہ کر دیا۔ عمران نے اپنا سیل فون آن کیا اور اسے کان سے لگا لیا۔

”تم۔ تم نے تو کہا تھا کہ تم نے میرے گھر کے ایڈریس پر کوئی

پارسل بھیجا ہے لیکن یہاں تو کوئی پارسل نہیں آیا ہے۔ کیا ہے اس پارسل میں اور کہاں ہے پارسل“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”یہی بتانے کے لئے تو تمہیں فون کیا ہے“...... اغوا کار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب“...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

”اپنے گھر سے باہر نکلو سوپر فیاض اور اپنی رہائش گاہ کے عقب میں آ جاؤ۔ وہاں تمہیں کچرے کے چند ڈبے دکھائی دیں گے۔ ان ڈبوں کو جا کر کھنگالو“...... اغوا کار نے کہا۔

”کیا ہے ان کچرے کے ڈبوں میں“...... سوپر فیاض نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ان کچرے کے ڈبوں میں تمہارے لئے ایک پارسل ہے“۔ اغوا کار نے کہا۔

”کیا ہے اس پارسل میں“...... سوپر فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”سوپر فیاض۔ خود جا کر دیکھ لینا۔ پانچ منٹ لگیں گے تمہیں وہاں تک پہنچنے میں اور پانچ منٹ واپس گھر لوٹنے میں۔ بس اتنا کرنا کہ پارسل باہر نہیں گھر لا کر کھولنا ورنہ میں برا مان جاؤں اور اگر میں برا مان گیا تو پھر مجھے غصہ آ جائے گا اور تمہارے لئے یہ بات افسوسناک ہو گی کہ مجھے اپنا غصہ خواہ مخواہ سفیان پر نکالنا پڑے گا۔ اب مجھے یہ بتانے کی ضرورت تو ہے نہیں کہ سفیان کون ہے

اور ہاں پارسل گھر لے کر آؤ تو اپنے پاس پانی کا ایک گلاس ضرور رکھ لینا۔ پارسل کھول کر تمہیں پانی کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ مجھے یقین ہے اس بار تمہارے ہوش ضرور ٹھکانے پر آ جائیں گے۔ چلو بھاگو جلدی۔ میں تمہیں آدھے گھنٹے بعد کال کروں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور رابطہ منقطع کر دیا تو سوپر فیاض کانپ کر رہ گیا۔

"تم جاؤ۔ میں تمہارے پیچھے آتا ہوں۔ پارسل اگر تمہارے گھر کے پیچھے کچرے دانوں میں چھپایا گیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اغوا کرنے والا یہاں ارد گرد ہی موجود ہے۔ میں ممبران کو کال کر کے بلاتا ہوں اور یہ سارا علاقہ سرچ کراتا ہوں"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔ عمران نے فوراً ٹائیگر اور صدیقی کو کال کیا اور پھر انہیں موجودہ صورتحال سے آگاہ کیا اور ساتھیوں سمیت فوراً یہاں پہنچنے کا حکم دیا۔

صدیقی کو کال کرنے کے بعد عمران بھی تیزی سے رہائش گاہ سے باہر آیا اور پھر وہ اسی تیزی سے سوپر فیاض کی رہائش گاہ کے عقبی حصے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ عقبی حصے میں دوسری رہائش گاہوں کے بھی عقبی حصے تھے۔ وہاں چونکہ کوڑے دان رکھے جاتے تھے اور علاقے کے مکین اسی جگہ کوڑا پھینکتے تھے اس لئے وہاں شاذ و نادر ہی کوئی جاتا تھا۔ عمران نے وہاں پہنچ کر دونوں اطراف کی

رہائش گاہوں کے عقبی حصوں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ اسے کچھ فاصلے پر سوپر فیاض دکھائی دیا جو پاگلوں کی طرح کوڑے دانوں کو کھنگال رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں اسے وہاں سے ایک بڑا سا گفٹ پیک میں لپٹا ہوا پارسل مل گیا۔ یہ پارسل جوتے کے ڈبے جتنا بڑا تھا اور اسے نہایت خوبصورت گفٹ پیک کیا گیا تھا۔ پارسل ملنے پر سوپر فیاض کے ہاتھ پاؤں کانپنا شروع ہو گئے تھے۔ وہ کوڑے دان سے نکل کر تیزی سے دوڑتا ہوا عمران کے پاس پہنچ گیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ پارسل ملا ہے"...... سوپر فیاض نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ عمران نے اس سے پارسل لیا۔ ہاتھوں سے اس کا وزن کیا۔ پارسل کا وزن نہ ہونے کے برابر تھا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اسے لے کر گھر جاؤ۔ میں آتا ہوں۔ میرے آنے تک پارسل نہ کھولنا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن"...... سوپر فیاض نے کہنا چاہا۔

"جو کہہ رہا ہوں وہ کرو"...... عمران نے غرا کر کہا تو سوپر فیاض تیزی سے مڑا اور واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کوڑے دان کی طرف آیا جہاں سے سوپر فیاض کو پارسل ملا تھا۔ اس نے کوڑے دان کے ارد گرد کا نہایت باریک بینی سے جائزہ لیا لیکن اسے وہاں کچھ نہ ملا اور تھک ہار کر وہ واپس رہائش گاہ کی طرف لوٹ آیا۔ اسی لمحے سوپر فیاض کی رہائش گاہ کے قریب ایک کار آ کر رکی اور اس میں سے صدیقی اور

اس کے ساتھی نکل کر باہر آ گئے۔

''کیا ہوا عمران صاحب''...... صدیقی نے عمران کی طرف آتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہیں۔ اغوا کار نے سوپر فیاض کے لئے ایک پارسل بھیجا ہے۔ یہ پارسل رہائش گاہ کے عقبی حصے میں موجود ایک کوڑے دان میں چھپایا گیا تھا۔ مجھے شک ہے کہ وہ اغوا کار یہاں ارد گرد ہی کہیں موجود ہے اور سوپر فیاض پر نظر رکھ رہا ہے۔ میں نے ہر جگہ چیکنگ کی ہے لیکن اس طرف کوئی نہیں ہے۔ تم بھی ٹرائی کرو اور ارد گرد کے علاقے کی سرچنگ کرو۔ شاید کچھ تمہارے ہاتھ لگ جائے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اس پارسل میں ہے کیا''...... خاور نے کہا۔

''معلوم نہیں۔ سوپر فیاض کو پارسل گھر لا کر کھولنے کی ہدایات دی گئی تھیں وہ پارسل لے کر اندر گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کہیں اغوا کار نے سوپر فیاض کو ثبوت دینے کے لئے سفیان کے جسم کا کوئی حصہ، میرا مطلب ہے انگلی یا انگوٹھا کاٹ کر تو نہیں بھیجا''...... نعمانی نے کہا۔

''اللہ اپنا رحم کرے۔ ایسا کچھ نہ ہی ہو تو اچھا ہے''...... عمران نے کہا۔

''آمین''...... سب نے ایک ساتھ کہا۔

''آؤ دیکھتے ہیں کہ کیا ہے اس پارسل میں''...... عمران نے کہا

اور پھر وہ سب سوپر فیاض کی رہائش گاہ میں آ گئے۔ سوپر فیاض ڈرائنگ روم میں موجود تھا۔ اس کی حالت خراب تھی۔ سارا جسم پسینے سے شرابور تھا۔ اس نے پارسل اپنے سامنے میز پر رکھا ہوا تھا اور یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔ جیسے اس میں اتنی بھی ہمت نہ ہو کہ وہ پارسل کو کھول کر دیکھ سکے۔

''کھولو پارسل''...... عمران نے کہا۔

''نن نن۔ نہیں۔ میں اس پارسل کو نہیں کھولوں گا۔ میں۔ میں''...... سوپر فیاض نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''اسے کھولنا تو پڑے گا۔ جب تک اسے کھولا نہیں جائے گا کیسے پتہ چلے گا کہ اس میں کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر تم ہی کھول لو اسے۔ میں نہیں کھولوں گا چاہے کچھ ہو جائے''...... سوپر فیاض نے کہا۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پارسل اٹھایا اور ایک بار اسے کان سے لگا کر چیک کیا لیکن پارسل میں کوئی آواز نہ تھی۔

''کیا آپ کے خیال میں اس میں کوئی بلاسٹنگ ڈیوائس ہو سکتی ہے''...... عمران کو پارسل کان سے لگاتے دیکھ کر خاور نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اغوا کاروں سے کوئی بعید نہیں۔ وہ درد اور کرب کی جو بات کرتے ہیں۔ کسی طرح کی بھی تکلیف دے سکتے ہیں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا اور پھر وہ گفٹ پیک کا ربن کھولنے لگا۔ سب

خاموش ہو گئے۔ ان کی نظریں عمران کے ہاتھ میں موجود گفٹ پیک پر جمی ہوئی تھیں۔ ربن اتار کر عمران نے نیچے رکھا اور پھر وہ باکس سے گفٹ ریپر اتارنے لگا۔ گفٹ ریپر کے نیچے سے واقعی جوتوں کا ایک پرانا ڈبہ برآمد ہوا۔

ڈبے کو دیکھ کر ان سب کے دل دھڑکنا شروع ہو گئے۔ عمران نے آہستہ آہستہ ڈبے کا ڈھکن کھولا تو ایک لمحے کے لئے جیسے سب کے دلوں کی دھڑکنیں رک سی گئیں۔ سوپر فیاض تو متوحش نظروں سے باکس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کا جسم ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کہ ڈبے کے اندر ایک اور چھوٹا سا ڈبہ رکھا ہوا تھا۔

''یہ کیا ہے''...... خاور نے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔ اس نے دوسرا ڈبہ نکالا اور اس کا ڈھکن کھولا تو یہ دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کہ ڈبے میں ایک مڑا تڑا کاغذ تھا۔ عمران نے کاغذ نکالا اور اسے کھول لیا۔ کاغذ میں ایک سمارٹ میموری کارڈ موجود تھا۔ جس کاغذ میں ایس ایس ڈی میموری کارڈ لپٹا ہوا تھا اس پر ایک تحریر تھی۔

''کک کک۔ کیا ہے اس میں''...... سوپر فیاض نے کانپتے ہوئے کہا۔

''اس پر لکھا ہے۔ ڈیڈی میں ٹھیک ہوں۔ انہیں جو چاہئے دے دو ورنہ یہ مجھے ہلاک کر دیں گے''...... عمران نے کاغذ پر لکھے

ہوئے الفاظ پڑھتے ہوئے کہا۔

''نیچے سفیان کے دستخط ہیں۔ دیکھو۔ یہ سفیان کی ہی ہینڈ رائٹنگ اور دستخط ہیں''...... عمران نے تحریر سوپر فیاض کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض نے عمران کے ہاتھ سے کاغذ جھپٹ لیا۔

''ہاں ہاں۔ یہ میرے بیٹے کی ہینڈ رائٹنگ ہے اور یہ دستخط بھی اسی کے ہیں''...... سوپر فیاض نے کانپتے ہوئے کہا۔

''اور اس میموری کارڈ میں بھی شاید کچھ ایسا ہی ہو''...... عمران نے کہا اس نے اپنے سیل فون کو کھولا اور اس میں ایس ایس ڈی میموری کارڈ ایڈجسٹ کرنے لگا۔ میموری کارڈ ایڈجسٹ کر کے اس نے سیل فون آن کیا۔ دوسرے لمحے اسکرین پر سفیان کا چہرہ دکھائی دیا۔ اس کا چہرہ کلوز تھا جو زرد ہو رہا تھا اور اس کی آنکھیں ورم زدہ دکھائی دے رہی تھیں۔ سفیان کو اس حالت میں دیکھ کر سوپر فیاض تڑپ کر رہ گیا۔ سفیان کا چہرہ جھکا ہوا تھا۔ اس کی حالت ایسی تھی جیسے اس نے نشہ لے رکھا ہو۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ سر اٹھایا اور پھر سیل فون کے اسپیکر سے اس کی آواز سنائی دی۔ وہ گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔ پھر اچانک اس کی آنکھوں میں آنسو امنڈ آئے۔

''ڈیڈی۔ ڈیڈی پلیز مجھے بچا لیں ڈیڈی۔ یہ لوگ جو مانگ رہے ہیں انہیں دے دیں ڈیڈی۔ ورنہ یہ لوگ مجھے ہلاک کر دیں

گے۔ مجھے ابھی مرنا نہیں ہے ڈیڈی۔ پلیز ڈیڈی۔ مجھے ان سے بچا لو۔ میں ابھی مرنا نہیں چاہتا''...... سفیان نے بری طرح سے روتے ہوئے کہا۔ وہ اس قدر دردناک لہجے میں بات کر رہا تھا کہ عمران کو بھی اپنے دل میں چبھن ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔ ان الفاظ کے ساتھ ویڈیو ختم ہو گئی اور دوسرے لمحے سوپر فیاض نے یکلخت دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیا۔ صدیقی اور اس کے ساتھی بھی سفیان کی حالت دیکھ کر تڑپ کر رہ گئے۔ ان کی آنکھوں میں بھی نمی آ گئی۔

''سنبھالو اسے''...... عمران نے صدیقی سے کہا تو صدیقی اور نعمانی آگے بڑھے اور سوپر فیاض کے دائیں بائیں بیٹھ گئے اور اس کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دینے لگے لیکن سوپر فیاض کے ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا تھا۔ وہ بلک بلک کر رو رہا تھا۔

''میرا بیٹا۔ میرا سفیان۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے عمران۔ یہ مجھے میرے جرموں کی سزا مل رہی ہے۔ میں کیا کروں۔ میرے گناہوں کی سزا میرے بیٹے کو کیوں مل رہی ہے۔ وہ معصوم ہے۔ بے گناہ ہے۔ میں کیا کروں۔ ان اغوا کاروں سے کہو کہ وہ میری جان لے لیں لیکن میرے بیٹے کو چھوڑ دیں۔ عمران۔ عمران''...... سوپر فیاض نے بری طرح سے روتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک بار پھر عمران اور سوپر فیاض کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''اسی کا فون ہے۔ خود کو سنبھالو فیاض اور اس سے بات کرو''۔

عمران نے اسکرین کا ڈسپلے دیکھ کر کہا۔

''نہیں۔ میں نے نہیں کرنی اس سے بات۔ نہیں کر سکتا۔ مجھ میں اب اور حوصلہ نہیں ہے۔ وہ مجھے تڑپا رہا ہے۔ رلا رہا ہے۔ مجھے معاف کر دو۔ میں نہیں کر سکتا اس سے بات''...... سوپر فیاض نے روتے ہوئے کہا۔

''تمہاری اس سے بات کرنی ضروری ہے فیاض۔ وہ تمہیں دکھی اور روتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے۔ اس سے بات کرو۔ ہو سکتا ہے تمہاری رونے کی آواز سن کر اس کا دل پگھل جائے اور وہ جس درد کی بات کر رہا ہے اسے تمہارے رونے کی آواز سن کر راحت مل جائے۔ کرو بات جلدی کرو''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو سوپر فیاض نے سامنے پڑے ہوئے سیل فون کو اٹھائے بغیر اس کا کالنگ بٹن پریس کر دیا۔ فون کا لاؤڈر آن ہو گیا۔

''سوپر فیاض بول رہا ہوں''...... سوپر فیاض نے اسی طرح سے روتی ہوئی آواز میں کہا۔

''ارے ارے۔ تم رو رہے ہو سوپر فیاض۔ چچ چچ۔ اتنے بڑے ہو گئے ہو اور بچوں کی طرح سے رو رہے ہو''...... اس کے رونے کی آواز سن کر اغوا کار نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا تو ان سب نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اغوا کار واقعی بے حد سفاکی سے بات کر رہا تھا جیسے سوپر فیاض کے رونے کی آواز سن کر اسے دلی سکون پہنچ رہا ہو۔

''تم۔ تم۔ بتاتے کیوں نہیں کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو''۔ سوپر فیاض نے اسی انداز میں کہا۔

''پہلے یہ بتاؤ کہ تمہیں اپنے بیٹے کا ثبوت مل گیا ہے یا کچھ اور بھیجوں۔ اس کی کٹی ہوئی انگلی، ناک یا پھر کان ایسے دوسرے کسی باکس میں۔ بولو''...... اغوا کار نے بڑے سفاک لہجے میں کہا تو سوپر فیاض کانپ کر رہ گیا۔

''خدا کے لئے ایسی سفاکانہ باتیں نہ کرو۔ ایسا کچھ بھی نہ کرنا۔ دیکھو میرے بچے کو چھوڑ دو۔ میں تمہاری ہر بات ماننے کے لئے تیار ہوں۔ میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں۔ تمہارے پاؤں پڑتا ہوں۔ مجھے اور میرے بچے کو معاف کر دو۔ میں تم سے اپنے بیٹے کی زندگی کی بھیک مانگتا ہوں۔ پلیز پلیز''...... سوپر فیاض نے بری طرح سے گڑگڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا کہا تم نے۔ واہ کیا خوبصورت انداز ہے تمہارا۔ پھر بولو۔ دوبارہ بولو جو تم نے ابھی کہا ہے۔ بھیک''...... اغوا کار نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں تم سے اپنے بیٹے کی زندگی کی بھیک مانگتا ہوں۔ پلیز پلیز''...... سوپر فیاض نے چیختے ہوئے کہا۔

''بہت خوب۔ بہت خوب۔ تمہارا یہ رونا اور گڑگڑانا مجھے پسند آیا۔ بہت پسند آیا۔ اب آئے ہو تم لائن پر اور تمہارا یہ درد اور کرب اب مجھے سکون پہنچا رہا ہے۔ واہ۔ خوب۔ بہت خوب۔

اتنے سالوں تک تم نے ہمیں درد دیا اب اس درد کی میں تم سے قیمت لوں گا اور تم دو گے۔ وہی بیس کروڑ۔ بیس کروڑ کب، کیسے اور کہاں ڈلیور کرنے ہیں یہ میں تمہیں اگلی کال میں بتاؤں گا''۔ دوسری طرف سے اغوا کار نے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

سوپر فیاض ہیلو ہیلو کرتا رہا لیکن جواب نہ ملنے پر وہ ایک بار پھر چہرے پر ہاتھ رکھ کر رونے لگا۔ عمران چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر وہ تیزی سے کمرے سے باہر آ گیا۔ اس نے سیل فون سے ٹائیگر سے رابطہ کیا۔

''یس باس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''کہاں سے کی گئی تھی یہ کال''...... عمران نے پوچھا۔

''منگوری قصبے سے کی گئی تھی باس یہ کال۔ اس نمبر سے دو بار کال کی گئی ہے ایک بار سوپر فیاض کو باکس کے بارے میں بتانے کے لئے اور دوسری بار باکس کھولنے کے بعد''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ یہ ایسا نمبر ہو گا جس کا کوئی ریکارڈ نہیں ہو گا''۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ یہ سم کارڈ بہادرستان کی ہے اَن رجسٹرڈ''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔ اسی لمحے صدیقی اور اس کے سارے ساتھی باہر آ گئے۔

''بہرحال دیکھتے ہیں۔ تم اپنا کام جاری رکھو''...... عمران نے کہا

اور سیل فون آف کر دیا۔

''سوپر فیاض تو روئے چلا جا رہا ہے کسی طرح چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا ہے۔ ہم اسے اکیلا چھوڑ آئے ہیں تاکہ وہ کھل کر رو لے اور اپنے دل کی بھڑاس نکال سکے''...... صدیقی نے کہا۔

''ظاہر ہے وہ باپ ہے اور اس کا لختِ جگر کھویا ہوا ہے۔ اس کی یہ حالت ہونا قدرتی امر ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ اغوا کار تو واقعی اسے بری طرح ذہنی ٹارچر کر رہا ہے۔ یہ تو شکر ہے کہ اس کی بیوی پہلے سے ہی ہسپتال میں ہے۔ اگر وہ یہاں ہوتی تو نجانے اس کا کیا حال ہوتا''...... چوہان نے کہا۔

''شاید وہ یہ صدمہ برداشت ہی نہ کر پاتی اور......'' خاور نے کہا اور پھر کہتے کہتے رک گیا۔ وہ شاید یہ کہنا چاہتا تھا کہ شاید وہ صدمے سے مر جاتی۔

''آج سفیان کو اغوا ہوئے نو دن ہو چکے ہیں اور وہ لوگ اپنی کوئی پہچان نہیں چھوڑ رہے''...... چوہان نے کہا۔

''کہیں ان اغوا کاروں کا تعلق انڈر ورلڈ سے نہ ہو''...... چوہان نے کہا۔

''نہیں۔ اگر اسے انڈر ورلڈ سے کسی نے اغوا کیا ہوتا تو ٹائیگر اب تک ان کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلوم کر چکا ہوتا۔ ویسے بھی انڈر ورلڈ کے افراد جب کسی کو اغوا کرتے ہیں اور تاوان مانگتے ہیں تو تاوان لینے میں اتنا وقت نہیں لگاتے۔ اگر یہ ان کا کام ہوتا تو

اب تک وہ سوپر فیاض سے تاوان وصول کر چکے ہوتے اور انہوں نے ہر بار بیس کروڑ کی ہی بات کی ہے۔ سوپر فیاض ان سے جس حالت میں بات کرتا ہے اسے مجبور دیکھ کر وہ تاوان کی رقم بڑھا بھی سکتے تھے لیکن انہوں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا ہے جبکہ انڈر ورلڈ والے ایسا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے''...... صدیقی نے کہا۔

''تو پھر یہ اغوا کار آخر چاہتے کیا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''وہ جان بوجھ کر ہمیں نچا رہے ہیں اور ہم ان کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

مادام سدرہ ان تینوں کی طرف غور سے دیکھ رہی تھی جو میز کے گرد اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سب خاموش تھے اور گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے۔

"کیا ہوا۔ میں نے ایسا کیا کہہ دیا ہے جو تم سب اس طرح خاموش ہو گئے ہو"...... مادام سدرہ نے انہیں خاموش دیکھ کر کہا۔

"تمہاری اس بات نے ہمیں واقعی پریشان کر دیا ہے کہ اس معاملے کو سوپر فیاض کے ڈیپارٹمنٹ کے لوگ نہیں بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ فور سٹارز ہینڈل کر رہا ہے اور وہ تمہاری اور سفیان کے تلاش میں لگے ہوئے ہیں"...... باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں آپ لوگوں سے الگ رہ کر سوپر فیاض کی نگرانی کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ سوپر فیاض کو میں نے بار بار ایک بڑی عمارت میں جاتے دیکھا تھا۔ اس عمارت کے باہر رانا تہور علی

صندوقی کے نام کی نیم پلیٹ لگی ہوئی ہے۔ میں نے اس عمارت سے سوپر فیاض کو چند افراد کے ساتھ نکلتے دیکھا تھا۔ میں نے ان کی تصویریں اتار لی تھیں اور جب میں نے ان تصویروں کی مدد سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو یہ بات مجھ پر واضح ہو گئی کہ ان میں ایک عمران ہے جو سوپر فیاض کا گہرا دوست ہے اور اس علی عمران کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ فری لانسر کے طور پر سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور بظاہر مسخرہ اور سادہ سا دکھائی دیتا ہے لیکن حقیقت میں دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ مانا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ اس کا شاگرد ٹائیگر بھی ہے جو انڈر ورلڈ میں بلیک کوبرا کے نام سے مشہور ہے اور وہ بھی انتہائی خطرناک انسان ہے۔ باقی چار افراد کے بارے میں مجھے معلومات حاصل کرنے کے لئے ایک مخبر ایجنسی سے رابطہ کرنا پڑا۔ اس مخبر ایجنسی کے توسط سے مجھے پتہ چلا کہ وہ چاروں فور سٹارز سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ سب سوپر فیاض کے ساتھ سفیان کی تلاش کا کام کر رہے ہیں۔ یہ تو ہماری قسمت اچھی ہے یا پھر ہمارا محتاط رویہ ہے کہ اب تک ان کے ہاتھ ہمارا ایک بھی کلیو نہیں لگا ہے ورنہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ معمولی سا ثبوت ملنے پر مجرموں کو قبروں سے بھی کھینچ نکالتے ہیں"...... مادام سدرہ نے کہا۔

"تو پھر ہم کیا کریں۔ اگر سیکرٹ سروس کے افراد ہمارے پیچھے

لگے ہوئے ہیں تو پھر اس سے زیادہ خطرناک بات کیا ہو سکتی ہے۔ پھر تو ہم لاکھ محتاط رہیں۔ کہیں بھی جا کر چھپ جائیں وہ ہم تک پہنچ جائیں گے''...... غفران نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ اگر ہم اسی طرح اپنے پلان پر عمل کرتے رہے تو سیکرٹ سروس کے افراد بھی ہم تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ وہ کلیو کو بنیاد بنا کر کام کرتے ہیں جبکہ ہم نے ابھی تک ان کے لئے ایک بھی کلیو نہیں چھوڑا ہے۔ اگر ہم اپنا ہر کام اسی طرح پرفیکٹ رکھیں گے تو پھر وہ بھی ہمارے بارے میں کچھ پتہ نہ چلا سکیں گے۔ نہ وہ سفیان تک پہنچ سکیں گے اور نہ ہی ہم تک''۔ مادام سدرہ نے کہا۔

''تو کیا تم اب بھی اس سلسلے کو برقرار رکھنے کا سوچ رہی ہو''...... باس نے چونک کر کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا آپ اس معاملے کو ختم کرنا چاہتے ہیں''۔ مادام سدرہ نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ سیکرٹ سروس اور خاص طور پر عمران کا نام سن کر میرے تو سچ مچ ہاتھ پاؤں پھولنا شروع ہو گئے ہیں۔ میں اس کے بارے میں بخوبی جانتا ہوں۔ ایک کلب کے منیجر کے ساتھ میری اس سے ایک ملاقات ہو چکی ہے۔ وہ واقعی دیکھنے میں انتہائی معصوم اور بے ضرر سا نوجوان لگتا ہے لیکن اس نے میرے سامنے کلب کے منیجر کی کسی معاملے میں زبان کھلوانے کے لئے اس کا جو حشر کیا تھا وہ

میں آج تک نہیں بھولا۔ اس نے منیجر کے دونوں کان، ناک اور گال کاٹ دیئے تھے اور پھر اس نے اس منیجر کی آنکھوں میں انگلیاں گھسیڑ کر اس کی آنکھیں تک نکال دی تھیں۔ میں چونکہ اس منیجر سے اپنا سابقہ حساب کرنے گیا تھا اس لئے میرے سچ بتا دینے پر عمران نے مجھے کچھ نہیں کہا تھا لیکن اس نے مجھے وہاں سے جانے بھی نہ دیا تھا اور منیجر کو میری آنکھوں کے سامنے بھیانک تشدد کا نشانہ بنایا تھا۔ میری تو روح کانپ اٹھی تھی اور اب وہی عمران ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے یہ سوچ کر مجھے تو اپنے دل کی دھڑکن تک رکتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے''...... باس نے کہا۔

''اور آپ عمران کے ڈر سے ہاتھ آنے والے بیس کروڑ کھو دینا چاہتے ہیں''...... مادام سدرہ نے غرا کر کہا۔

''جان ہے تو جہان ہے۔ اگر بیس کروڑ حاصل کر کے عمران کے ہاتھوں بھیانک موت مرنا ہے تو پھر اس دولت کا کیا فائدہ''۔ باس نے کہا۔

''کچھ نہیں ہو گا۔ عمران انسان ہے کوئی آسمان سے اترا ہوا فرشتہ نہیں ہے جو سیدھا ہم تک پہنچ جائے گا۔ وہ شروعات سے اس کام پر لگا ہوا ہے لیکن ابھی تک اسے ہمارے خلاف ایک بھی کلیو نہیں ملا ہے۔ اگر اسے کوئی کلیو ملا ہوتا تو اب تک وہ ہم تک پہنچ گیا ہوتا۔ میں ہر کام نہایت سوچ سمجھ کر اور پرفیکٹ انداز میں کر بھی رہی ہوں اور آپ سے کرا بھی رہی ہوں۔ کوئی خطرے اور

پریشانی والی بات نہیں ہے۔ میں نے آپ سب کو اصل صورتحال سے آگاہ کیا ہے اور بس“...... مادام سدرہ نے کہا۔

”تو کیا آپ اب بھی بیس کروڑ حاصل کرنا چاہتی ہیں“۔ غفران نے کہا۔

”کیوں۔ اپنی زندگی بہتر بنانے کے لئے تمہیں پانچ کروڑ نہیں چاہئیں اور رضوان تم۔ کیا تم بھی پانچ کروڑ کھونا چاہتے ہو“...... مادام سدرہ نے پہلے غفران سے اور پھر رضوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں مادام۔ ہم سیکرٹ سروس والوں اور عمران کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے لیکن باس اس عمران کے بارے میں جو کچھ بتا رہے ہیں اسے سن کر ہماری بھی روحیں فنا ہو رہی ہیں۔ ہم زندہ رہیں گے تب ہی پانچ کروڑ سے اپنی زندگیاں بدل سکیں گے اور اگر ہم زندہ ہی نہ رہے اور اس عمران کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے تو پھر“...... رضوان نے کہا۔

”یہ سب کہنے کی باتیں ہیں۔ میں تم تینوں کو یقین دلاتی ہوں کہ میری پلاننگ میں کوئی ویک پوائنٹ نہیں ہے۔ یہ ٹوٹل پرفیکٹ پلان ہے اور ہم اس پلان میں ہر صورت میں کامیاب ہو کر رہیں گے“...... مادام سدرہ نے وثوق بھرے لہجے میں کہا۔

”ہمیں آپ کی صلاحیتوں پر اور آپ کے پلان پر کوئی ڈاؤٹ نہیں ہے مادام لیکن......“ غفران نے کہنا چاہا اور کہتے کہتے رک

گیا۔

”اگر کوئی ڈاؤٹ نہیں ہے تو پھر یہ لیکن کہاں سے آ گیا۔ نانسنس“...... مادام سدرہ نے غرا کر کہا۔

”سوری مادام“......غفران نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”کہو کیا کہنا چاہتے ہو“...... مادام نے سخت لہجے میں کہا۔

”اگر آپ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ڈاج دے سکتی ہیں اور آپ کو یقین ہے کہ بیس کروڑ حاصل کرنے اور سفیان کو یہاں سے زندہ واپس بھجوانے کے بعد بھی عمران اور اس کے ساتھی ہم تک نہیں پہنچ سکیں گے تو پھر ہم آپ کے ساتھ کام کرنے کے تیار ہیں مادام“...... غفران کی بجائے رضوان نے کہا۔

”اور تم“...... مادام نے غفران سے پوچھا۔

”مجھے بھی پانچ کروڑ چاہئیں مادام“......غفران نے کہا۔

”اب کیا مجھے آپ سے بھی کچھ پوچھنے کی ضرورت ہے“۔ مادام نے اپنے شوہر عاصم مرزا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ کھسیانی ہنسی ہنس پڑا۔

”نہیں۔ میں بھی تیار ہوں“...... باس نے جواب دیا۔

”گڈ شو۔ تو پھر ہمیں اپنے اس کھیل کو اسی طرح سے جاری رکھنا ہے جیسا یہ چل رہا ہے۔ ہم اس میں کوئی تبدیلی نہیں لائیں گے البتہ ہمیں پہلے سے زیادہ محتاط رہنا ہو گا“...... مادام سدرہ نے کہا۔

''ہاتھی نکل چکا ہے اب اس کی دم نکلنی باقی ہے بس۔ ہم نے سوپر فیاض کو جتنا وقت دینا تھا دے دیا۔ اب ہمیں اس مقام کو ڈھونڈنا ہے جہاں ہم سوپر فیاض کو بلا سکیں اور اس سے بیس کروڑ لے سکیں''...... باس نے کہا۔

''میں نے وہ مقام تلاش کر لیا ہے''...... مادام سدرہ نے کہا تو وہ تینوں چونک پڑے۔

''ویری گڈ۔ کون سا مقام ہے وہ''...... باس نے کہا تو مادام سدرہ انہیں اس مقام کے بارے میں بتانے لگی جہاں سے وہ سوپر فیاض سے بیس کروڑ آسانی سے حاصل کر سکتے تھے۔

''اس مقام کو اگر پولیس اور سیکرٹ سروس والوں نے گھیر لیا تو''...... رضوان نے کہا۔

''وہ لاکھ اس مقام کو گھیر لیں لیکن میں نے جس جگہ کے بارے میں بتایا ہے وہ انتہائی سیف جگہ ہے۔ وہاں سے رقم لے کر آسانی سے نکلا جا سکتا ہے۔ میں نے اس جگہ کا معائنہ بھی کیا ہے اور اس جگہ کو صاف بھی کر دیا ہے تاکہ رقم لینے جو بھی جائے اسے وہاں سے نکلنے میں کسی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے''...... مادام سدرہ نے کہا اور پھر وہ سیف راستے کے بارے میں انہیں بتانے لگی جسے سن کر ان تینوں کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''گڈ شو پولیس اور سیکرٹ سروس والے تو کیا پورے پاکیشیا کی ایجنسیاں بھی آ جائیں تو وہ ہم تک نہ پہنچ سکیں گی''...... غفران نے

مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن وہاں سے بیس کروڑ لینے جائے گا کون''...... باس نے کہا۔

''رقم لینے میں اور رضوان جائیں گے''...... مادام سدرہ نے کہا تو وہ تینوں چونک پڑے۔

''آپ''...... ان دونوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ سوپر فیاض سے رقم حاصل کرنے کے لئے رضوان جائے گا اور میں دوسری جگہ گاڑی میں اس کا انتظار کروں گی۔ یہ جیسے ہی رقم لے کر آئے گا میں اسے لے کر وہاں سے نکل جاؤں گی۔ کار چلانے میں مجھ سے زیادہ ایکسپرٹ کوئی نہیں ہے۔ اول تو میں جس مقام پر رہوں گی وہاں کوئی نہیں آئے گا اگر کوئی آیا بھی تو وہ ہماری گرد بھی نہ پا سکے گا میں رضوان کو بیس کروڑ سمیت آسانی سے وہاں سے نکال لانے میں کامیاب ہو جاؤں گی''...... مادام سدرہ نے کہا۔

''اوکے۔ تو پھر فیصلہ ہو گیا کہ سوپر فیاض سے بیس کروڑ لینے رضوان اور تم جاؤ گی''...... باس نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا جیسے مادام سدرہ نے یہ کام اس کے ذمہ نہ لگا کر اسے کسی الجھن سے آزاد کر دیا ہو۔

عمران رانا ہاؤس میں ٹائیگر اور فور سٹارز کے ساتھ موجود تھا۔ عمران نے میز پر نقشہ پھیلا رکھا تھا جس پر دارالحکومت اور اس کے اردگرد کے علاقے کا نقشہ پھیلا ہوا تھا۔ عمران کے ہاتھ میں ایک بال پوائنٹ تھا جس سے وہ ان تمام مقامات پر دائرے لگا رہا تھا جہاں جہاں سے اغوا کار نے سوپر فیاض کو ایم ایم ایس سینڈ کئے تھے یا پھر کالز کی تھیں۔

''چار مختلف ڈائریکشن سے کالز کی گئی تھیں اور ساری کالیں شہر سے کافی فاصلے سے کی گئی تھیں اور زیادہ تر کالز موونگ وہیکل سے کی گئی تھیں یعنی کسی کار میں بیٹھ کر مسلسل سفر کرتے ہوئے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب وہ چاہتے ہیں کہ ہماری انوسٹی گیشن کسی ایک ڈائریکشن میں نہ جا سکے''...... صدیقی نے کہا۔

''جی ہاں عمران صاحب۔ بڑی چالاکی سے اس انوسٹی گیشن کو

مس لیڈ کیا جا رہا ہے''...... خاور نے کہا۔

''ہاں۔ اوپر سے ان کی ڈرامہ بازی۔ درد اور کرب کی باتیں کی گئی ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''اور بیس کروڑ کی ڈیمانڈ''...... نعمانی نے کہا۔

''مجھے لگتا ہے کہ جن جگہوں سے کالز کی گئی ہیں سفیان کو وہاں لے جایا ہی نہیں گیا۔ اغوا کاروں کا کوئی ساتھی ان علاقوں میں گھوم گھوم کر کالز کر رہا تھا اور اس کا مقصد یہی ہے کہ ہم کسی ایک ڈائریکشن پر قناعت نہ کر سکیں''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''سفیان کا آخری ویڈیو جس ایس ایس ڈی کارڈ میں بھیجا گیا ہے اسے بھی بڑی چالاکی سے شوٹ کیا گیا ہے۔ اس ویڈیو میں بیک گراؤنڈ بھی واضح نہیں ہے۔ صرف سفیان کے چہرے کو ہی کلوز رکھا گیا ہے تاکہ ہمیں کوئی کلیو نہ مل سکے''...... خاور نے کہا۔

''جس جگہ سے سفیان کو اغوا کیا گیا تھا وہاں دو افراد کے پیروں کے نشانات ملے تھے۔ اس سے یہ بات تو سامنے آتی ہے کہ سفیان کو اغوا کرنے کے لئے دو افراد آئے تھے لیکن ان کی اصل تعداد کیا ہے اس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ کوئی بہت شاطر اور منجھا ہوا گینگ ہے یا پھر کوئی اکیلا اور سر پھرا انسان''...... نعمانی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر وہ اکیلا ایسی سوتھ پلاننگ کیسے کرتا۔ اس کے پیچھے یقیناً اور بھی لوگ ہیں جو خاصے ذہین بھی ہیں اور ایسے کھیل کھیلنا بھی جانتے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''صدیقی ٹھیک کہہ رہا ہے۔ یہ کام کسی اکیلے فرد کا نہیں ہے۔ اس کے پیچھے ضرور کوئی شاطر دماغ کام کر رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اب دیکھ لیں۔ سوپر فیاض کو ہمارے سامنے اس کی رہائش گاہ میں دو روز پہلے فون آیا تھا کہ اب اسے بیس کروڑ کی رقم فراہم کرنی ہے کہاں اس کے بارے میں اسے بعد میں بتایا جائے گا اور اس بات کو ہوئے مزید دو روز گزر گئے ہیں نہ اغوا کاروں کی طرف سے کوئی فون آیا ہے اور نہ رقم لینے کی جگہ کے بارے میں کچھ بتایا گیا ہے''...... صدیقی نے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے جیب سے سیل فون نکال لیا۔ کال سوپر فیاض کے لئے تھی لیکن یہ تیسرا نمبر تھا۔

''نیا نمبر ہے''...... عمران نے کہا اور تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں ٹائیگر ٹریکنگ مشین پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اندر داخل ہوئے تو ٹائیگر مشین پر اپنا کام کر رہا تھا۔

''کہاں سے ہے کال''...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہی ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''بورجھن کا علاقہ ہے اور یہ علاقہ شہر سے صرف پچاس کلو میٹر

دور ہے ایک چھوٹا سا گاؤں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کوشش کرو کہ اس بار یہ کال ٹریک ہو جائے''...... عمران نے کہا اور اس نے سیل فون کا ایک بٹن پریس کر کے سوپر فیاض کو کاشن دیا کہ وہ کال اٹنڈ کرے۔ اسی لمحے سوپر فیاض نے کال اٹنڈ کی۔

''سوپر فیاض بول رہا ہوں''...... سوپر فیاض نے عمران کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے بڑے محتاط انداز میں کہا۔ عمران نے سیل فون کا لاؤڈر آن کر کے اسے میز پر رکھ دیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ فون سوپر فیاض کے ذاتی نمبروں میں سے بھی ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ کال ڈراپ کر دیتا۔

''بڑی دیر لگا دی تم نے کال اٹنڈ کرنے میں سوپر فیاض''۔ دوسری طرف سے اسی اغوا کار کی آواز سنائی دی تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''وہ میں واش روم میں تھا۔ اس لئے دیر ہو گئی''...... سوپر فیاض نے فوراً بات بناتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ میں سمجھا کہ تم نے پھر سے اپنے آفیسرز کو ایکٹیو کر دیا ہے تاکہ وہ میری کال ٹریک کرنے کے انتظامات کر سکیں۔ ایسا تو کچھ نہیں کیا نا تم نے''...... اغوا کار نے کہا۔

''ارے نہیں۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے۔ میرا کوئی بھی آفیسر تم لوگوں کو تلاش نہیں کر رہا ہے۔ میں اتنا احمق نہیں ہوں کہ

یہ سب کر کے اپنی بیٹے کی جان کو خطرے میں ڈالوں''...... سوپر فیاض نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''سوپر فیاض۔ اپنی بات کرنے کا انداز بدلو۔ ایسی آواز میں صرف میں بات کر سکتا ہوں۔ حکم دینا میرا کام ہے اور اسے ماننا تمہاری مجبوری''...... دوسری طرف سے اغوا کار نے غرا کر کہا۔

''مم مم۔ میں میں کیا کروں۔ تم ہی مجھے ایسے لہجے میں بات کرنے کے لئے مجبور کر رہے ہو۔ تمہارے بیس کروڑ تیار ہیں۔ تم رقم لو اور میرے بیٹے کو رہا کر دو اور بس''...... سوپر فیاض نے اپنا انداز بدلتے ہوئے کہا۔

''لہجہ اور نیچا کرو''...... اغوا کار نے اسی طرح انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''دیکھو تم جو بھی ہو میرے لئے اب یہ سب برداشت کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ تم مجھے اپنا گیم پلان بتاؤ۔ آخر تمہاری گیم ہے کیا''...... سوپر فیاض نے پھر سے غصے میں آتے ہوئے کہا۔

''چلو ہم اسے گیم ہی مان لیتے ہیں۔ اس گیم کا نام بھی رکھ لیتے ہیں۔ درد، درد اور اس کا دوسرا نام کرب بھی رکھ سکتے ہیں۔ اچھے نام ہیں نا''...... اغوا کار نے کہا تو سیل فون میں سوپر فیاض کی غراہٹ سنائی دی۔ جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ اس اغوا کار کے پاس پہنچ کر اس کے ٹکڑے اُڑا دے۔

''تم لین دین کی بات کرو اور بس''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ چلو یہ بتاؤ کہ کیا تم شہر سے شمال کی جانب دو سو کلو میٹر دور کرات کے علاقے کے بارے میں جانتے ہو''...... اغوا کار نے کہا تو عمران اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔

''ہاں جانتا ہوں''...... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

''گڈ شو۔ اس قصبے سے ایک کلو میٹر دور ایک پہاڑی علاقہ ہے۔ وہاں پر ایک پرانا لیکن بہت بڑا قبرستان ہے۔ جسے کرات قبرستان کہتے ہیں''...... اغوا کار نے کہا۔

''ہاں۔ اس قبرستان کے بارے میں بھی مجھے معلوم ہے''۔ سوپر فیاض نے کہا۔

''یہ تو اور بھی اچھی بات ہے کہ تم قبرستان کے بارے میں بھی جانتے ہو''...... اغوا کار نے کہا۔

''آگے بولو''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''تم بیس کروڑ لے کر اکیلے اس قبرستان میں آؤ گے۔ کار میں تم کرات کے علاقے تک آ سکتے ہو لیکن قبرستان آنے کے لئے ایک کلو میٹر کا سفر تمہیں پیدل طے کرنا ہے اور یہ ایک کلو میٹر تم پیدل چل سکتے ہو۔ بیس کروڑ سیاہ رنگ کے ایک بڑے بیگ میں ہونے چاہئیں۔ میں تمہارے بیٹے کو ساتھ لاؤں گا۔ اگر تم نے کوئی چالاکی کی اور تمہارے ساتھ کوئی اور ہوا تو یاد رکھنا اسی قبرستان میں ایک اور قبر کا اضافہ ہو جائے گا اور وہ قبر تمہارے بیٹے کی ہو گی۔ تمہیں اس قبرستان میں کل ٹھیک بارہ بجے پہنچنا ہے۔ وقت کی

پابندی ملحوظ خاطر رکھنا''...... اغوا کار نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔

''چلیں یہ اونٹ کسی کروٹ پر تو بیٹھا''...... صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا اسی لمحے عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے اسکرین پر دیکھا جس پر سوپر فیاض کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ عمران نے اس کی کال رسیو کی۔

''تم نے سنا عمران۔ اغوا کاروں نے مجھے کہاں بلایا ہے''۔ سوپر فیاض نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے سب سن لیا ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ اب ہم کامیابی سے زیادہ دور نہیں ہیں۔ سفیان جلد ہی تمہارے پاس ہو گا انشاء اللہ''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا میں وہاں اکیلا جاؤں گا رقم لے کر''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''ابھی تم انتظار کرو۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ تھوڑی سی ڈسکس کر لوں پھر تم سے بات کرتا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے دوسری طرف سے جواب سنے بغیر رابطہ ختم کر دیا۔

''صدیقی۔ تم سوپر فیاض کے ساتھ کرات تک جاؤ گے۔ میں اور باقی سب قبرستان کو کور کریں گے۔ میرے ساتھ تمہارے باقی تینوں ساتھی، ٹائیگر، جوزف اور جوانا بھی جائیں گے۔ اس نے کل

بارہ بجے کا وقت دیا ہے۔ ہم وہاں رات کو ہی جا کر اپنا سیٹ اپ بنا لیں گے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے عمران صاحب''...... صدیقی نے کہا۔

''باس۔ کیا آپ کو لگتا ہے کہ وہ بیس کروڑ لینے آئے گا''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''اس کی باتوں سے لگ رہا ہے جیسے اسے شک ہو کہ انہیں ٹریک کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور پھر وہ اتنے دنوں سے سوپر فیاض کے جذبات کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ ہوسکتا ہے اس بار بھی وہ چکر دینے کی کوشش کر رہا ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جو بھی ہے۔ ہم اس چانس کو مس نہیں کریں گے۔ اگر انہوں نے بیس کروڑ لینے کا ارادہ کر لیا ہے تو پھر ان کا وہاں آنا ضروری ہے بس ایک بار ہمیں اس کی گیم اور گیم کے رولز سمجھ میں آ جائیں پھر ہم اس کے گیم کے رولز اور اسے ایک ساتھ توڑیں گے۔ اسے اس بار ہم ہر صورت پکڑیں گے''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ کافی دیر تک ڈسکس کی اور پھر عمران نے سوپر فیاض کو رانا ہاؤس بلا لیا اور اسے اپنی پلاننگ کے بارے میں بتانے لگا جسے سن کر سوپر فیاض مطمئن ہو گیا۔

کرات ایک چھوٹا سا قصبہ تھا جسے جدید شہری انداز میں ڈیویلپ کیا گیا تھا۔ وہاں عمارتیں اور سڑکیں پختہ تھیں۔ لوگوں کا رہن سہن بھی شہری لوگوں جیسا ہی تھا۔ دارالحکومت سے ہٹ کر یہ علاقہ بھی شہری نظام کے تحت چل رہا تھا جہاں زیادہ تر امیر طبقے کے لوگ رہتے تھے اور وہاں چھوٹے چھوٹے مکانات کی بجائے بڑی بڑی کوٹھیاں اور بنگلے بنے ہوئے تھے۔ کاروباری پوائنٹس کے ساتھ کشادہ سڑکیں تھیں جو شہر کی طرح پررونق رہتی تھیں۔

اس علاقے میں شاندار پلازے بھی تھے اور بڑے بڑے ہوٹل اور کلب بھی۔ یہاں رہنے والے لوگ اپنے اس علاقے کو بھی دارالحکومت کا حصہ مانتے تھے۔ شہر سے ایک کلو میٹر دور شمال میں پہاڑی سلسلہ تھا جہاں بڑے بڑے میدانی علاقے بھی تھے۔ شہر سے ہٹ کر ایک سڑک تھی جس کے دونوں اطراف درخت تھے اور یہ سڑک ان پہاڑی علاقوں کی طرف جاتی تھی۔ ایک کلو میٹر کی

دوری پر ایک پرانا قبرستان تھا جہاں ہر طرف جھاڑیوں میں چھپی ہوئی قبریں موجود تھیں چونکہ یہ پرانا اور کافی بڑا قبرستان تھا اس لئے وہاں ہر طرف درخت ہی درخت اگے ہوئے تھے جن میں زیادہ تعداد جھاڑی نما درختوں کی تھی۔

عمران اور اس کے ساتھی رات کو ہی یہاں پہنچ گئے تھے۔ قبرستان کا ماحول دیکھ کر انہیں واقعی اغوا کاروں کی ذہانت پر رشک آ رہا تھا انہوں نے بیس کروڑ حاصل کرنے کے لئے بے حد سیف اور بہترین جگہ کا انتخاب کیا تھا۔ یہاں ایسے بے شمار راستے تھے جہاں سے وہ فرار ہو سکتے تھے۔ اگر وہ پہاڑیوں کی طرف چلے جاتے تو شاید ہی انہیں کوئی پکڑ سکتا۔ چونکہ صورتحال کشیدہ ہو چکی تھی اور اغوا کار سفیان کو ساتھ لانے والے تھے۔ عمران ان اغوا کاروں اور سفیان کو وہاں سے واپس نہ جانے دینا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے اب اس معاملے کو سنبھالنے کے لئے جولیا اور سیکرٹ سروس کے باقی ممبران کو بھی وہاں بلا لیا تھا۔

سوپر فیاض کے بیٹے کے اغوا اور ان اغوا کاروں کی طرف سے سوپر فیاض، اس کی بیوی اور بیٹی کو مسلسل اذیت میں رکھنے کا سن کر جولیا اور اس کے ساتھیوں کو بھی بے حد افسوس ہوا تھا۔ وہ بھی ہر صورت میں ان اغوا کاروں کو پکڑنا چاہتے تھے اس لئے عمران کی ہدایات پر وہ پہاڑی علاقے کی طرف چلے گئے تھے تاکہ اگر اغوا کار اس طرف سے آئیں یا بیس کروڑ لے کر اس طرف جانے کی

کوشش کریں تو وہ انہیں گھیر سکیں۔

ٹائیگر، جوزف، جوانا اور فور سٹارز کے تینوں ممبران کو اس نے ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر قبروں کے قریب درختوں پر چھپا دیا تھا تاکہ اغوا کار کسی بھی طرف سے آئیں تو ان پر نظر رکھی جا سکے۔ عمران خود بھی ایک گھنے درخت پر چھپا ہوا تھا۔ وہ ایسے درخت پر موجود تھا جو قبرستان کے درمیانی حصے میں تھا اور اس کے پاس دوربین تھی جہاں سے وہ پورے قبرستان پر آسانی سے نظر رکھ سکتا تھا۔ اس کے تمام ساتھیوں کے پاس بھی دوربینیں تھیں اور عمران نے ان سب کو ایک سیل فون سے لنک کر کے انہیں بلیوٹوتھ دے دیں تھیں تاکہ وہ سب ایک دوسرے سے مسلسل رابطے میں رہ سکیں۔ چونکہ وہ ساری رات سو نہ سکے تھے اور انتظامات میں لگے رہے تھے اس لئے ان سب پر ہی تھکاوٹ طاری تھی۔

عمران نے ٹائیگر کو شہر بھیج کر ان کے کھانے پینے کا سامان منگوا لیا تھا تاکہ وہ بھوکے پیاسے نہ رہیں اور ہر وقت چاک و چوبند رہیں۔ معاملہ چونکہ انتہائی گمبھیر تھا اس لئے وہ ساری رات جاگنے کے باوجود مستعد اور چاک و چوبند دکھائی دے رہے تھے۔ بارہ بجنے میں اب تھوڑا سا ہی وقت باقی رہ گیا تھا۔ جس سڑک سے سوپر فیاض نے بیس کروڑ کا بیگ لے کر آنا تھا وہ بھی ان کے سامنے تھی۔ غرضیکہ عمران نے اپنی طرف سے قبرستان کا کوئی مقام نہ چھوڑا تھا جو اس کی نظروں سے اوجھل رہ سکتا ہو۔ اغوا کار جس

طرف سے یا جس راستے سے بھی آتے وہ انہیں آسانی سے دیکھ سکتے تھے۔ عمران کو اس بات کا سکون تھا کہ اغوا کاروں نے سوپر فیاض کو دن میں آنے کا کہا تھا اگر وہ اسے بیس کروڑ لے کر رات کے وقت آنے کا کہتا تو گھنی جھاڑیوں اور درختوں کی موجودگی میں انہیں اغوا کاروں کی موومنٹ دیکھنے میں مسئلہ ہو سکتا تھا۔ جھاڑیوں اور درختوں کی موجودگی میں نائٹ ٹیلی اسکوپس بھی ان کی مدد نہ کر سکتی تھیں۔

''عمران صاحب۔ سامنے سڑک سے سوپر فیاض کمر پر سیاہ تھیلا لادے آ رہا ہے''...... اچانک عمران کے کان میں لگی ہوئی بلیوٹوتھ ڈیوائس میں خاور کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔ اس نے سڑک کی طرف دیکھا تو اسے دور سے سوپر فیاض سڑک پر اکیلا اس طرف آتا دکھائی دیا۔ عمران نے فوراً گلے میں لٹکی ہوئی دوربین پکڑ کر آنکھوں سے لگائی اور پھر وہ سوپر فیاض کو دیکھنے کے لئے اسے ایڈجسٹ کرنے لگا۔ وہ سوپر فیاض ہی تھا جس نے کمر پر بھاری بھرکم بوجھ لاد رکھا تھا۔ اس کی حالت کافی خراب تھی۔ ایک کلو میٹر چل کر اس طرف آنا اس کے لئے سوہان روح بنا ہوا تھا لیکن یہ اس کے بیٹے کا معاملہ تھا اس لئے وہ مردہ انداز میں ہی سہی لیکن مسلسل اس طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔

''تم چاروں طرف کا جائزہ لو۔ درختوں پر بھی نظر رکھو ہو سکتا ہے کہ اغوا کار بھی اردگرد پہنچ گیا ہو''...... عمران نے ان سب سے

مخاطب ہو کر کہا اور خود بھی دور بین سے قبرستان کا جائزہ لینے لگا لیکن ہر طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ دور نزدیک آوارہ کتے ضرور موجود تھے لیکن وہ بھی قبروں کے پاس خاموش بیٹھے ہوئے تھے جیسے انہیں ان سب سے کوئی سروکار نہ ہو۔

''ہمیں تو دور دور تک کوئی دکھائی نہیں دے رہا ہے''...... چوہان کی آواز سنائی دی۔

''وہ آئیں گے۔ انہیں آنا بھی چاہئے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں عمران صاحب۔ وہ کسی بھی طرف سے آئیں ہماری نظروں سے چھپ نہیں سکیں گے۔ ہم یہاں ہر طرف پھیلی ہوئی جھاڑیوں پر بھی نظر رکھ رہے ہیں''...... نعمانی کی آواز سنائی دی۔

''جولیا تم اور تمہارے ساتھی بھی اردگرد نظر رکھیں۔ جہاں ہلکی سی بھی کوئی موومنٹ نظر آئے مجھے فوراً اس کے بارے میں بتانا''۔ عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹھیک ہے لیکن ابھی یہاں بھی خاموشی ہے۔ دور نزدیک کوئی بھی موومنٹ دکھائی نہیں دے رہی ہے''...... جولیا نے جواب دیا۔

''ہو گی کوئی نہ کوئی موومنٹ ضرور ہو گی۔ بس تم سب ایکٹیو رہو۔ قبرستان اور اس کے اردگرد رینگنے والی ایک چیونٹی کو بھی نظر انداز نہ کرنا۔ ہماری ذرا سی غلطی ان اغوا کاروں کو ہوشیار کر سکتی

ہے۔ اس بار موقع ہے انہیں پکڑنے کا۔ اگر وہ بچ کر نکل گئے تو پھر واقعی ہم ان تک نہ پہنچ سکیں گے''...... عمران نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں عمران صاحب۔ اگر وہ لوگ آئے تو پھر ہم انہیں کسی بھی صورت میں یہاں سے نہ جانے دیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''بہرحال سوپر فیاض قبرستان پہنچ گیا ہے۔ اب مکمل خاموشی اختیار کر لو۔ جلد ہی کوئی نہ کوئی سوپر فیاض سے ملنے آ سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو وہ سب خاموش ہو گئے۔ سب کی نظریں قبرستان میں گھوم رہی تھیں۔ وہ دوربینوں سے ایک ایک درخت اس کے پتوں اور زمین پر موجود جھاڑیوں کو دیکھ رہے تھے۔ جھاڑیاں کسی بھی وجہ سے ہلتیں تو ان سب کی توجہ اسی طرف مبذول ہو جاتی تھیں لیکن وہاں کچھ نہ تھا۔

سوپر فیاض قبرستان میں داخل ہو گیا تھا۔ اس کے چہرے پر ہنوز پریشانی اور خوف کے تاثرات تھے۔ اس نے کمر پر لادا ہوا بیگ اتار کر نیچے رکھ دیا تھا اور سایہ دار درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا تھا اور نہایت بے چینی اور پریشانی کے عالم میں چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے سیل فون کا لنک بدستور عمران کے سیل فون کے ساتھ تھا۔ اگر اغوا کار اسے فون کرتا تو عمران بھی اس کی کال موصول کر سکتا تھا اس لئے عمران نے اپنا سیل فون سائلنٹ پر لگا دیا تھا تاکہ قبرستان کے خاموش ماحول میں سیل فون کی گھنٹی کی آواز

نہ گونج اٹھے۔

سوپر فیاض کی نظریں اردگرد کی قبروں کے ساتھ ساتھ درختوں کی جانب بھی اٹھ رہی تھیں۔ وہ شاید عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن عمران اور اس کے ساتھی اگر اسے نظر آ جاتے تو پھر وہ بھلا اغوا کار کی نظروں سے کیسے چھپ سکتے تھے۔ وقت گزرتا جا رہا تھا سب کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔ بارہ بج کر بیس منٹ ہو چکے تھے لیکن انہیں کسی طرف کوئی دکھائی نہ دے رہا تھا۔ پھر دس منٹ اور گزر گئے۔ اب تو عمران کو واقعی پریشانی لاحق ہونا شروع ہو گئی۔

''عمران صاحب''...... اچانک عمران کو کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

''یس کیپٹن شکیل''...... عمران نے کہا۔

''پہاڑی قصبے کی طرف سے ایک نوجوان جس کی عمر تقریباً بیس سے پچیس برس ہے قبرستان کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس نے نیلے رنگ کی شرٹ اور جینز پہنی ہوئی ہے۔ اس کے ہاتھوں میں پھولوں کی پتیوں سے بھرا شاپنگ بیگ ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو سب کی دوربینیں اس طرف گھوم گئیں جس طرف سے کیپٹن شکیل نے ایک آدمی کے آنے کے بارے میں بتایا تھا۔

''ہاں۔ ہمیں نظر آ گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا یہ آدمی ہمارا ٹارگٹ ہو سکتا ہے عمران صاحب''......

چوہان نے کہا۔

''ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔ اس کی ہر موومنٹ پر نظر رکھو''...... عمران نے کہا۔ نوجوان سیدھا سادا سا دکھائی دے رہا تھا اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی داڑھی تھی اور اس کے چہرے پر رنج وغم کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے وہ ہاتھ میں پھولوں کی پتیوں کا شاپنگ بیگ لٹکائے اپنے خیالوں میں گم قبرستان کی طرف آ رہا تھا۔ چونکہ قبرستان اوپر تھا اس کے اردگرد کوئی چار دیواری نہیں تھی اس لئے وہ سیدھا قبرستان میں آ گیا اور پھر قبروں کے درمیان سے گزرتا ہوا ٹھیک اس طرف بڑھنے لگا جس طرف سوپر فیاض موجود تھا۔

''ہوشیار رہنا سوپر فیاض۔ وہ تمہاری طرف ہی آ رہا ہے''۔ عمران نے کہا۔ سوپر فیاض نے بھی چونکہ اس آدمی کو دیکھ لیا تھا اس لئے اس نے جیب سے عمران کی دی ہوئی بلیوٹوتھ ڈیوائس نکال کر اسے آن کر کے اپنے کان سے لگا لی تھی تاکہ وہ عمران سے بھی مسلسل رابطے میں رہ سکے۔ اسے بلیوٹوتھ ڈیوائس آن کر کے کان سے لگاتے دیکھ کر عمران نے اس سے بات کی تھی۔

''ہاں۔ میں دیکھ رہا ہوں اسے''...... سوپر فیاض کی بڑبڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ آدمی سر جھکائے چل رہا تھا اور آہستہ آہستہ سوپر فیاض کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے ایک نظر اٹھا کر سوپر فیاض کی طرف دیکھا اور پھر انجان پن سے اس کی طرف بڑھتا چلا

آیا۔

"السلام علیکم"...... اس آدمی نے سوپر فیاض کے قریب آ کر اسے بڑے مہذبانہ انداز میں سلام کیا۔

"وعلیکم السلام"...... سوپر فیاض نے اس کی طرف دیکھ کر دھڑکتے دل سے کہا۔ اس آدمی نے سوپر فیاض کو سلام کیا اور اس کے قریب سے گزرتا چلا گیا۔ اسے جاتے دیکھ کر سوپر فیاض کے چہرے پر حیرت لہرانے لگی۔

"یہ تو سوپر فیاض کو سلام کر کے آگے جا رہا ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"خاموش رہو"...... عمران نے غرا کر کہا تو نعمانی خاموش ہو گیا۔ نوجوان تھوڑی دور جا کر ایک قبر کے پاس رک گیا اور پھر اس نے شاپنگ بیگ سے پھولوں کی پتیاں نکالیں اور انہیں قبر پر ڈالنے لگا۔ اس نے قبر کو پھولوں کی پتیوں سے ڈھک دیا اور باقی بچی ہوئی پتیاں ارد گرد کی قبروں پر ڈالنے لگا۔ پھر وہ قبر کے پیروں کی جانب آیا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ عمران نے دوربین سے اس کا چہرہ کلوز کیا اور غور سے اسے دیکھنے لگا۔ نوجوان کا چہرہ بھرایا ہوا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

"نہیں۔ یہ ہمارا ٹارگٹ نہیں ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے عمران صاحب کہ یہ اداکاری کر رہا ہو اور یہاں کا

جائزہ لینے آیا ہو"...... چوہان کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔ نوجوان کچھ دیر تک وہاں بیٹھا دعائیں مانگتا اور روتا رہا پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ اس نے جیب سے رومال نکالا اور اپنے آنسو صاف کرنے لگا اور پھر اس نے چاروں طرف دیکھا اور مڑ کر اسی طرف بڑھنے لگا جس طرف سے وہ آیا تھا۔ سوپر فیاض کی نظریں بھی اس پر گڑی ہوئی تھی۔ اس نے سوپر فیاض کے قریب آ کر اسے ایک بار پھر سلام کیا اور پھر جس خاموشی سے آیا تھا اسی خاموشی سے وہ قبرستان سے نکلتا چلا گیا۔

"وہ جا رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ اس کے انداز سے تو واقعی ایسا ہی لگ رہا ہے جیسے یہ اپنے کسی پیارے کی قبر پر پھول چڑھانے اور فاتحہ خوانی کے لئے ہی آیا تھا"...... نعمانی نے کہا۔

"کیپٹن شکیل"...... عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی عمران صاحب"...... کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"وہ واپس اسی طرف جا رہا ہے جس طرف سے آیا تھا۔ جب وہ واپس قصبے میں جائے تو تم نے اس کا تعاقب کرنا ہے اور دیکھنا ہے کہ یہ قصبے میں کہاں اور کس مکان میں جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"او کے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔ ماحول ایک بار پھر

کبیدہ ہو گیا تھا۔ اب بارہ بج کر پینتالیس منٹ ہو چکے تھے لیکن اغوا کار کا کوئی پتہ نہ تھا۔

''ٹائیگر۔ یہ تمہارے پاس سے گزر رہا ہے سیل فون کے کیمرے سے اس کی کلوز تصویریں لے لو''...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''ایک بجنے والا ہے عمران صاحب۔ مجھے تو لگ رہا ہے کہ اغوا کار نے اپنا پلان ڈراپ کر دیا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ پندرہ منٹ اور گزر گئے لیکن وہاں کوئی ہلچل دکھائی نہ دی تو عمران اور اس کے ساتھی سمجھ گئے کہ واقعی اغوا کار اب وہاں نہیں آئے گا۔ اسی لمحے سوپر فیاض کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ سوپر فیاض کے سیل فون کی گھنٹی بجتے ہی عمران کی جیب میں موجود اس کا سیل فون بھی وائبریٹ کرنے لگا۔ عمران نے سیل فون کو بھی کان میں لگی ہوئی بلیو ٹوتھ ڈیوائس سے لنکڈ کر رکھا تھا۔

''کال اٹنڈ کرو سوپر فیاض''...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے سیل فون فوراً آن کر کے کان سے لگا لیا۔

''سوپر فیاض بول رہا ہوں''...... سوپر فیاض نے کہا۔ چونکہ عمران کے سیل فون کا لنک بلیو ٹوتھ ڈیوائس کے ساتھ تھا اور اس ڈیوائس کا

لنک تمام ممبران کی ڈیوائسز کے ساتھ تھا اس لئے وہ سب سوپر فیاض اور اغوا کار کے درمیان ہونے والی باتیں سن سکتے تھے۔

''موت کا راہی بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے اسی اغوا کار کی آواز سنائی دی۔

''موت کا راہی۔ کیا مطلب۔ تم تو خود کو درد کا راہی کہتے تھے''...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

''درد زندہ لوگوں کو ہوتا ہے سوپر فیاض۔ مرنے والوں کو بھلا کیا درد اور تکلیف ہوتی ہو گی۔ تم اس وقت موت کی دنیا میں ہو جہاں تمہارے ارد گرد لاشیں ہیں۔ مرنے والوں کی لاشیں۔ ان لاشوں میں کب تمہاری اور تمہارے بیٹے کی لاش شامل ہو جائے پتہ نہیں اسی لئے میں درد کا راہی کی بجائے موت کا راہی خود کو کہہ رہا ہوں''...... اغوا کار کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ جو کوئی بھی تھا اس میں بلا کی خود اعتمادی تھی۔ وہ یقیناً جانتا تھا کہ اس کی کال کو نہ صرف ٹریک کیا جا رہا ہے بلکہ اس کی کال سنی بھی جا رہی ہے لیکن وہ ایسے انداز میں بات کر رہا تھا جیسے اسے ان سب باتوں سے کوئی سروکار نہ ہو اور نہ ہی اسے کوئی خوف اور ڈر ہو۔

''کہاں ہو تم''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''میں تمہارے قریب ہوں۔ بہت قریب سمجھو ٹھیک تمہارے دل کے پاس۔ تم میری فکر نہ کرو سوپر فیاض۔ لگتا ہے کہ تمہیں اپنے بیٹے کی زندگی پیاری نہیں ہے''...... اغوا کار نے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''وہی جو تم سمجھ رہے ہو اور جان بوجھ کر انجان بن رہے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے میں پاگل ہوں یا اندھا۔ میں نے تمہیں اکیلا آنے کے لئے کہا تھا لیکن تم فورس کی پوری بارات ساتھ لے کر آ گئے ہو۔ یہ تو بہت غلط بات ہے نا''...... دوسری طرف سے اغوا کار نے کہا تو سوپر فیاض کے ساتھ ساتھ عمران اور اس کے ساتھی بھی چونک پڑے۔

''نہیں۔ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ میں اکیلا آیا ہوں۔ میں تمہارے بیس کروڑ بھی لایا ہوں۔ تم مجھ سے بیس کروڑ لے لو اور میرے بیٹے سفیان کو مجھے واپس کر دو۔ پلیز''...... سوپر فیاض نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ اب نہیں۔ اب میرا موڈ بدل گیا ہے۔ تم نے مجھے مایوس کر دیا ہے''...... اغوا کار نے کہا۔

''نہیں۔ رکو۔ میری بات سنو۔ میں نے کچھ نہیں کیا ہے۔ تم یہ سب کیوں کر رہے ہو۔ میں بیس کروڑ لایا ہوں۔ کہو گے تو میں تمہیں اور رقم بھی دے دوں گا لیکن میرے ساتھ یہ کھیل کھیلنا بند کرو پلیز۔ میرا بیٹا گیارہ روز سے تمہارے پاس ہے۔ میں بس تم سے یہی درخواست کر رہا ہوں کہ تم بیس کروڑ لے لو اور میرے بیٹے کو میرے حوالے کر دو اور بس''...... سوپر فیاض نے چیختے ہوئے

کہا۔

''تو تم یہاں سے سفیان کو واپس لئے بغیر نہیں جاؤ گے''۔ اغوا کار نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

''ہاں۔ نہیں جاؤں گا۔ میں اپنے بیٹے کو لے کر ہی یہاں سے جاؤں گا''...... سوپر فیاض نے ایک بار پھر جذباتی لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے تو پھر آج سفیان کو تمہارے حوالے کر ہی دیتے ہیں۔ اس قبرستان میں ایک قبر ہے۔ پرانی قبر ہے جس پر کسی کالے شاہ کا نام لکھا ہوا ہے اس قبر کو ڈھونڈو''...... اغوا کار نے کہا۔

''کالے شاہ کی قبر۔ کیا مطلب۔ تم مجھے اس قبر کے بارے میں کیوں بتا رہے ہو''...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

''جیسا کہہ رہا ہوں ویسا کرو۔ اس قبر پر سرخ گلاب رکھے ہوئے ہیں۔ نئے اور تازہ گلاب کے پھول۔ جاؤ ڈھونڈو اس قبر کو''...... اغوا کار نے کہا تو سوپر فیاض ادھر ادھر موجود قبروں کو دیکھنے لگا۔

وہاں بے شمار قبریں تھیں۔ سوپر فیاض کافی دیر تک قبروں کے گرد گھومتا رہا پھر اسے ایک پرانی قبر دکھائی دی۔ یہ قبر انتہائی خستہ حال تھی لیکن قبر پر چونکہ ماربل لگا ہوا تھا اس لئے وہ ابھی تک بچی ہوئی تھی۔ قبر کے کتبے پر سرخ گلاب رکھے ہوئے تھے۔ سوپر فیاض تیزی سے اس قبر کے پاس آیا اور کتبے پر لکھے ہوئے نام کو پڑھنے لگا جو مٹا مٹا سا تھا لیکن قدرے پڑھا جا رہا تھا۔ وہ کسی کالے شاہ

کی ہی قبر تھی۔

’’ہاں۔ مل گئی ہے مجھے کالے شاہ کی قبر‘‘...... سوپر فیاض نے کہا۔

’’سوپر فیاض یہ جو قبر ہے نا یہ تمہارے بیٹے سفیان کی ہے‘‘۔ دوسری طرف سے اغوا کار نے کہا تو نہ صرف سوپر فیاض بلکہ عمران اس کے ساتھ بھی اچھل پڑے۔

’’میرے بیٹے کی قبر۔ سفیان کی قبر۔ نن نن۔ نہیں نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ تت تت۔ تم جھوٹ بول رہے ہو‘‘...... سوپر فیاض نے چیختے ہوئے کہا تو اغوا کار بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

’’لگتا ہے تمہیں میرا مذاق پسند نہیں آیا‘‘...... دوسری طرف سے اغوا کار نے کہا تو عمران کے چہرے پر قدرے اطمینان آ گیا۔

’’مذاق۔ کیا یہ مذاق تھا‘‘...... سوپر فیاض نے بے صبری سے پوچھا۔

’’ہاں۔ بہرحال سنو۔ اس قبر کے دائیں طرف پھولوں کی پتیاں ہیں۔ انہیں ہٹاؤ وہاں تمہارے لئے ایک تحفہ موجود ہے‘‘...... اغوا کار نے کہا تو سوپر فیاض قبر کے دائیں طرف موجود پھولوں کی پتیوں کے ڈھیر کو ہٹانے لگا۔ پھولوں کی پتیوں کے نیچے ایک باکس تھا جو پہلے باکس کی طرح بڑا تھا اور گفٹ پیک میں لپٹا اور ربن سے بندھا ہوا تھا۔ سوپر فیاض نے فوراً وہ باکس اٹھا لیا۔

’’ہاں۔ مل گیا ہے مجھے‘‘...... سوپر فیاض نے کہا۔

’’اسے اپنے ساتھ اپنے گھر لے جاؤ اور اسے گھر لے جا کر ہی کھولنا۔ یاد رکھنا اگر تم نے اس باکس کو راستے میں کھولا تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گا اور تمہیں پھر سے درد درد اور کرب کرب کا کھیل کھیلنے پر مجبور ہونا پڑے گا‘‘...... اغوا کار نے کہا۔

’’یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ آخر یہ چکر کب تک چلاؤ گے۔ تم کب تک۔ آخر کب تک‘‘...... سوپر فیاض نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

’’جب تک میرا غصہ کم نہیں ہو جاتا اور تمہارے سفیان کی سانسیں تب تک یہ چکر چلتا ہی رہے گا‘‘...... اغوا کار نے کہا۔

’’نن نن۔ نہیں۔ ایسا کچھ نہ کرنا پلیز۔ ایک بار مجھے سفیان سے ملا تو دو۔ اس سے بات کرا دو۔ میں ایک بار اس کی آواز سننا چاہتا ہوں بس ایک بار‘‘...... سوپر فیاض نے روہانسے لہجے میں کہا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اس کا جسم بے بسی اور غصے سے بری طرح سے لرز رہا تھا۔

’’ابھی نہیں۔ ابھی تم اپنے گھر جاؤ اور جا کر باکس کو کھول کر دیکھو۔ میں گارنٹی سے کہتا ہوں کہ اس گفٹ کو دیکھ کر تمہاری طبیعت باغ باغ ہو جائے گی‘‘...... اغوا کار نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ سوپر فیاض نے غصے سے سیل فون نیچے پٹک دیا اور گفٹ باکس نیچے رکھ کر دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر رونا شروع ہو گیا۔

’’چپ کرو سوپر فیاض اور گھر چلو‘‘...... عمران نے سخت لہجے میں

کہا۔

”نہیں۔ میں اپنے بیٹے کو لئے بغیر نہیں جاؤں گا۔ تم جاؤ۔ سب جاؤ۔ مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے“...... سوپر فیاض نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”آخر کار وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہمیں پکڑنے کے لئے اس قبرستان میں جال پھیلا رکھا تھا۔ اگر ہم میں سے کوئی غلطی سے وہاں چلا گیا ہوتا تو شاید ہی بچ کر آتا“...... باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔ مادام سدرہ ایک طرف خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ غفران اور رضوان بھی سامنے چپ بیٹھے تھے جبکہ باس نہایت غصے کے عالم میں کمرے کے درمیان میں ٹہل ہی رہا تھا۔

”کوئی وہاں گیا تو نہیں تھا۔ کوئی پکڑا تو نہیں گیا“...... مادام سدرہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اگر کوئی وہاں نہیں گیا تو پھر تمہیں کیسے پتہ چلا کہ وہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود ہیں اور انہوں نے قبرستان کا گھیراؤ کر رکھا ہے“...... باس نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں نے ان کے پہنچنے سے پہلے سارا سروے کیا تھا اور میں

اس قبرستان میں ایک ایسی ڈیوائس چھپا آئی تھی جو ارد گرد کی آوازیں کیچ کرتی ہے۔ یہ ڈیوائس ایسی ہے جو کسی بھی سیل فون یا بلیوٹوتھ ڈیوائسز کے سگنلز کیچ کر کے دور کی آوازیں بھی کیچ کر سکتی ہے اس ڈیوائس کی رینج کافی وسیع ہے۔ میں کرات قصبے میں ہی موجود تھی۔ میں نے ایک مشین کے ذریعے قبرستان میں چھپائی ہوئی ڈیوائس کے ذریعے عمران اور اس کے ساتھیوں کی آوازیں سنی تھیں۔ ان سب نے ایک دوسرے سے لنک رہنے کے لئے بلیو ٹوتھ ڈیوائسز کانوں سے لگا رکھی تھیں۔ وہ جو بھی باتیں کر رہے تھے میں انہیں آسانی سے سن سکتی تھی۔ اس لئے مجھے پتہ چل گیا کہ وہ لوگ قبرستان میں کہاں کہاں اور کن کن جگہوں پر موجود ہیں۔ میں نے غفران کو پہلے ہی اس علاقے سے دور بھجوا دیا تھا۔ پھر میں نے اس سے رابطہ کیا اور اس سے کہا کہ یہ سوپر فیاض کو کال کرے۔ اس نے سوپر فیاض سے جو بھی بات کی تھی اور سوپر فیاض نے اسے جو جواب دیئے تھے وہ میں نے لائیو سنے تھے۔ غفران نے میری ہدایات پر سوپر فیاض سے ساری باتیں کی تھیں۔ ویسے بھی ہماری سوپر فیاض سے فرسٹ ملاقات ہونے والی تھی۔ میں اسے قبرستان لا کر یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ ہماری ہدایات پر عمل کرتا بھی ہے یا نہیں لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ وہ عمران اور اس کی پوری مسلح ٹیم کے ساتھ وہاں پہنچ گیا''...... مادام سدرہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس طرح تو ہمارا کام کبھی نہیں ہو سکے گا۔ ہم جب بھی سوپر فیاض کو بلائیں گے اور جہاں بھی بلائیں گے وہ سب دم چھلے بن کر اس کے پیچھے لگے رہیں گے۔ اس صورتحال میں ہم سوپر فیاض سے بیس کروڑ کیسے لے سکیں گے''...... باس نے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''ہم اس سے بیس کروڑ لیں گے۔ ضرور لیں گے لیکن کسی اور طریقے سے اور وہ طریقہ ایسا ہو گا کہ عمران اور اس کے ساتھی کچھ بھی کر لیں نہ ہمیں سوپر فیاض سے بیس کروڑ روپے لینے سے روک سکیں گے اور نہ ہمیں پکڑ سکیں گے''...... مادام سدرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ بات تم نے اس قبرستان کے حوالے سے بھی کی تھی''۔ باس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لیکن بعد میں اس پروگرام کو میں نے خود ہی بدل دیا تھا اسی لئے میں نے جان بوجھ کر سوپر فیاض کو دن کے وقت وہاں بلایا تھا تاکہ اس کے ساتھ یا اس سے پہلے آنے والوں کے بارے میں پتہ چل سکے۔ رات کی تاریکی میں وہ کہیں بھی چھپ سکتے تھے''۔ مادام سدرہ نے کہا۔

''میرے خیال میں وہ قبرستان تاوان وصول کرنے کی سب سے بہترین جگہ تھی اب وہ جگہ ہی محفوظ نہیں رہی ہے تو پھر ہم سوپر فیاض کو کہاں بلائیں گے اور اس سے تاوان کہاں وصول کریں

گے''...... رضوان نے کہا۔

''واقعی مجھے بھی اس سے زیادہ سیف جگہ کا کوئی اندازہ نہیں ہے''...... غفران نے کہا۔

''سینکڑوں جگہیں ہیں۔ تم فکر نہ کرو۔ یہ میری پلاننگ ہے اور پلاننگ کو کیسے کامیاب بنانا ہے یہ میں جانتی ہوں''...... مادام سدرہ نے کہا۔

''جوں جوں وقت گزرتا جائے گا ہماری پریشانی بڑھتی جائے گی۔ آخر تم اس کھیل کو کب تک کھیلو گی۔ اسے منطقی انجام تک کیوں نہیں پہنچا رہی''...... باس نے کہا۔

''کیوں ۔کیا آپ کو اس کھیل میں لطف نہیں آ رہا ہے''۔ مادام سدرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لطف ۔کیسا لطف ۔اس کھیل میں روزانہ میرا خون خشک ہو رہا ہے۔ نجانے کب ہم سے غلطی ہو جائے اور کب عمران ہماری گردنوں تک پہنچ جائے۔ ایک بار وہ ہم تک پہنچ گیا تو پھر وہ ہمارے ٹکڑے اُڑا دے گا۔ وہ کچھ کرے نہ کرے لیکن سوپر فیاض وہ تو غصے کا طوفان ہے۔ ہم نے اب تک اس کے بیٹے کو جس اذیت اور کرب میں مبتلا کر رکھا ہے وہ اس کا ہم سے بدلہ لے گا۔ بھیانک بدلہ''...... باس نے بری طرح سے سر مارتے ہوئے کہا۔

''آپ کے کہنے پر ہی میں نے یہ ساری پلاننگ کی تھی اور اب آپ ہی ڈر رہے ہیں''...... مادام سدرہ نے منہ بنا کر کہا۔

''مجھے اس بات کا پتہ ہوتا کہ عمران سوپر فیاض کا دوست ہے اور عمران اپنے ساتھ سیکرٹ سروس کو بھی اس معاملے میں گھسیٹ لے گا تو میں کبھی تم سے ایسی پلاننگ کرنے کو نہ کہتا۔ میں اب بھی کہہ رہا ہوں اس کھیل کو ہمیں یہیں روک دینا چاہئے۔ ہمیں سفیان کو سوپر فیاض تک پہنچا دینا چاہئے۔ جب اسے اپنا بیٹا مل جائے گا تو وہ پرسکون ہو جائے گا''...... باس نے کہا۔

''وہ تو پرسکون ہو جائے گا لیکن کیا عمران اور اس کے ساتھی سفیان کو چھوڑنے کے بعد ہماری تلاش ختم کر دیں گے۔ وہ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک وہ ہمیں تلاش نہیں کر لیتے''...... مادام سدرہ نے کہا۔

''تو پھر اب ہم کیا کریں۔ ایک طرف کنواں ہے اور دوسری طرف کھائی''...... غفران نے کہا۔

''عمران اور اس کے ساتھیوں سے بچنے کا اب ایک ہی طریقہ ہے''...... مادام سدرہ نے کہا۔

''کیا''...... تینوں نے ایک ساتھ کہا۔

''ہم سوپر فیاض سے بیس کروڑ لیں اور پھر فوری طور پر اس شہر کو چھوڑ کر چلے جائیں اور دوسرے شہر جا کر کسی دوسرے ملک میں شفٹ ہو جائیں۔ بیس کروڑ کی رقم کم نہیں ہے۔ ہم آسانی سے کسی بھی ملک میں جا کر سیٹل ہو سکتے ہیں''...... مادام سدرہ نے کہا۔

''لیکن ایسا تب ہو گا نا جب رقم ہمارے پاس ہو گی۔ ابھی تو

سوپر فیاض سے رقم حاصل کرنا ہی ہمارے لئے مسئلہ بنا ہوا ہے“۔ رضوان نے منہ بنا کر کہا۔

”کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں جان بوجھ کر اسے لٹکا رہی ہوں اور یہ سب میں اپنی اور تم سب کی سوپر فیاض، عمران اور سیکرٹ سروس سے جانیں بچانے کے لئے کر رہی ہوں۔ رقم حاصل کرنے کے بعد ہم یہاں سے نکل جائیں گے اور ظاہر ہے ہم نے اپنے پیچھے کوئی ثبوت نہ چھوڑا ہوگا تو وہ ہمیں کیسے تلاش کریں گے۔ یہ کیس سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتا۔ اس کیس میں عمران سوپر فیاض کے لئے اور سیکرٹ سروس عمران کے کہنے پر کام کر رہی ہے لیکن ان کے لئے یہی ایک کیس نہیں ہے جس کے پیچھے وہ برسوں بھاگتے پھریں۔ جیسے ہی انہیں کوئی انٹرنیشنل کیس ملے گا وہ اس سارے سلسلے کو بھول جائیں گے اور اپنے لیول کے کیس پر لگ جائیں گے اور تب تک ہم ان کی پہنچ سے دور بہت دور جا چکے ہوں گے“...... مادام سدرہ نے کہا۔

”مجھے تو یہ سب خیالی پلاؤ ہی دکھائی دے رہا ہے“...... باس نے کہا۔

”چلیں خیالی ہی سہی پلاؤ تو ہے نا“...... مادام سدرہ نے کہا لیکن کسی کے چہرے پر مسکراہٹ نہ ابھری۔ وہ تینوں انتہائی سنجیدہ اور پریشان دکھائی دے رہے تھے۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان ان کا درد سر بنے ہوئے تھے۔ جن سے بچنا انہیں مشکل

ہی نہیں ناممکن دکھائی دے رہا تھا۔

”اوکے اگر آپ سب کا دل نہیں مان رہا تو پھر ہمیں واقعی اس کھیل کو یہیں ختم کر دینا چاہئے“...... ان سب کی سنجیدگی دیکھ کر مادام سدرہ نے غصیلے لہجے میں کہا تو وہ تینوں چونک پڑے۔

”اس سے بہتر آپشن اور کوئی نہیں ہے“...... باس نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مان لیا۔ آپ ایک کام کریں آپ کے پاس جو گن ہے وہ مجھے دیں“...... مادام سدرہ نے سنجیدگی سے کہا تو باس ایک بار پھر چونک پڑا۔

”گن۔ کیا مطلب“...... باس نے کہا۔

”گن مجھے دیں پلیز“...... مادام سدرہ نے سپاٹ لہجے میں کہا تو باس نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

”لیکن آپ اس گن کا کیا کرنا چاہتی ہیں“...... باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ مادام سدرہ اپنی جگہ سے اٹھی اور اس نے آگے بڑھ کر باس سے ریوالور جھپٹ لیا۔ یہ دیکھ کر باس اور وہ دونوں بھی ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”کتنی گولیاں ہیں اس میں“...... مادام سدرہ نے ریوالور الٹتے پلٹتے ہوئے کہا۔

”آٹھ“...... باس نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں یہ ساری گولیاں سوپر فیاض کے بیٹے کے جسم میں اتار آتی ہوں تا کہ یہ سارا کھیل مکمل طور پر ختم ہو جائے“۔

مادام سدرہ نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور وہ تینوں محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑے۔

''کک کک۔ کیا۔ آپ سفیان کو گولی ماریں گی''...... غفران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''گولی نہیں گولیاں۔ میں ریوالور کی ساری گولیاں اسے ماروں گی تاکہ اس کے زندہ بچنے کا ایک فیصد بھی چانس نہ رہے۔ جب ہمیں اس کے بدلے بیس کروڑ نہیں مل سکتے تو پھر اسے زندہ رہنے کا بھی کوئی حق نہیں ہے''...... مادام سدرہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''لل لل لیکن بیگم۔ اگر ہم نے اسے مار دیا تو یہ تو اغوا سے بھی بڑا جرم بن جائے گا۔ ہم نے پہلے ہی اس بات کا فیصلہ کیا تھا کہ ہم انتہائی ضرورت ہوئی تو قتل کریں گے ورنہ ہر ممکن طریقے سے اس جرم سے بچنے کی کوشش کریں گے۔ اگر سوپر فیاض نے ہمیں دولت دے دی تو ہم اس کے بیٹے کو اس کے حوالے کر دیں گے''۔ باس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''میں اسی فیصلے پر عمل کر رہی ہوں۔ ہمیں سفیان کے بدلے کچھ نہیں مل رہا ہے اس لئے اسے زندہ رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں''...... مادام سدرہ نے کہا اور ریوالور لے کر دروازے کی طرف بڑھی۔ اس کا انداز بے حد جارحانہ تھا۔

''ایک منٹ۔ میری بات سنیں''...... باس نے پریشانی کے عالم میں کہا تو مادام سدرہ رک گئی۔

''کیوں۔ کیا میری بجائے آپ اسے قتل کرنا چاہتے ہیں''۔ مادام سدرہ نے سرد لہجے میں کہا۔

''نن نن۔ نہیں۔ میں نے ہر طرح کے جرائم کئے ہیں لیکن کبھی کسی کا خون نہیں کیا پھر یہ کام میں کیسے کر سکتا ہوں''...... باس نے لرز کر کہا۔

''اور مادام۔ ہم نے بھی قتل جیسے بھیانک جرم کا کبھی ارتکاب نہیں کیا۔ اگر ہم نے سفیان کو قتل کیا تو ہمارے لئے اور زیادہ مشکلات بڑھ جائیں گی۔ آج نہیں تو کل سفیان کی لاش سوپر فیاض کو مل جائے گی اور کہتے ہیں کہ خون ایک نہ ایک روز اپنا رنگ دکھاتا ہے اور اپنے پیچھے ایسے نشان ضرور چھوڑ جاتا ہے جو قانون کے رکھوالوں کو قاتلوں تک پہنچا دیتے ہیں''...... رضوان نے کہا۔

''یہ ساری کتابی باتیں ہیں۔ میں ان باتوں کو نہیں مانتی۔ مجھے اپنی پلاننگ پر ناز ہے۔ میں جو پلاننگ کرتی ہوں وہ کبھی فیل نہیں ہوتی۔ جس طرح سفیان کے اغوا کا معاملہ قانون کے رکھوالے حل نہیں کر سکیں گے اسی طرح وہ سفیان کے قتل کا بھی کوئی سراغ نہیں لگا سکیں گے''...... مادام سدرہ نے کہا۔

''آپ نے بھی کبھی کسی کا خون نہیں کیا۔ پھر آپ سفیان کو قتل کرنے کا حوصلہ کہاں سے لائیں گی''...... باس نے کہا۔

''ہر جرم کا آغاز پہلی بار کرنا پڑتا ہے۔ قتل جیسے جرم کا آغاز میں سفیان کو ہلاک کر کے کروں گی اور پھر ضرورت پڑی تو اپنی

جان بچانے کے لئے میں مزید خون بھی کر سکتی ہوں''...... مادام سدرہ نے ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو اس کا اشارہ وہ سمجھ گئے۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا آپ ہمیں قتل کرنے کی بات کر رہی ہیں''...... باس نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ جب تک قانون کے رکھوالے مجھ تک اور آپ تک نہیں پہنچ جاتے اس وقت تک آپ سب زندہ ہیں لیکن اگر کوئی آپ میں سے کسی ایک تک بھی پہنچ گیا تو پھر خود کو بچانے کے لئے میں ان دونوں اور آپ کا بھی خون کر سکتی ہوں۔ سفیان کو قتل کر کے مجھے مزید قتل کرنے کا حوصلہ مل جائے گا''...... مادام سدرہ نے کہا تو وہ تینوں لرز کر رہ گئے۔ مادام سدرہ کی آنکھیں غصے سے لال ہو رہی تھیں اور اس کا چہرہ اس قدر بگڑا ہوا تھا جسے دیکھ کر صاف پتہ چل رہا تھا کہ وہ جو کہہ رہی ہے اس پر عمل بھی کر سکتی ہے۔

''نہیں مادام آپ سفیان کو گولی نہ ماریں۔ اگر اسے مار کر بھی ہم نے پھنسنا ہے یا آپ کے ہاتھوں گولی کھانی ہے تو پھر بہتر ہے کہ ہم اسی پلاننگ پر عمل کریں جس پر پہلے سے کر رہے ہیں''۔ رضوان نے کہا۔

''یس مادام۔ اسے قتل کرنے سے بہتر ہے کہ ہم اس کے بدلے اس کے باپ سے بیس کروڑ حاصل کریں اور پھر فوری طور پر

اس ملک کو چھوڑ دیں''...... غفران نے بھی اسی انداز میں کہا۔

''نہیں۔ اب میرا پروگرام بدل گیا ہے۔ اب سفیان کو ہلاک ہونا ہی پڑے گا''...... مادام سدرہ نے غرا کر کہا۔

''پلیز بیگم۔ ایک بار پھر اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر لو۔ اسی میں ہم سب کی بھلائی ہے۔ تاوان لے کر تو شاید ہم بچ جائیں اور کسی دوسرے ملک پہنچ جائیں لیکن یہ قتل ہمارے گلے کا پھندہ بن جائے گا۔ ہمارے پاس اتنی دولت نہیں ہے کہ قتل کرنے کے بعد ہم کسی دوسرے ملک فرار ہو سکیں''...... باس نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''میں اسے اپنی نہیں آپ تینوں کی وجہ سے قتل کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے اپنے حصے کے پانچ کروڑ چاہئیں۔ اگر وہ نہ ملے تو پھر میں سفیان کو کسی بھی صورت میں زندہ نہیں چھوڑوں گی چاہے مجھے کوئی گولی ہی کیوں نہ مار دے''...... مادام سدرہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں مادام ہم آپ کو سفیان کا قتل نہیں کرنے دیں گے''۔ غفران نے کہا تو مادام سدرہ چونک پڑی۔

''تم۔ تم میں اتنی جرأت ہے کہ مجھے روک سکو''...... مادام سدرہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نو مادام ہم میں آپ کو روکنے کی جرأت نہیں ہے لیکن سوچو فیاض سے بیس کروڑ حاصل کرنے ہیں تو پھر ہمیں سفیان کو زندہ رکھنا ہی پڑے گا''...... رضوان نے کہا۔

”تو کیا تم سب نے پھر فیصلہ بدل لیا ہے“...... مادام سدرہ نے تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ہم قتل کے خلاف ہیں۔ وہ جو بھی ہے جیسا بھی ہے ایک بچہ ہے۔ ہم بھی بال بچے دار ہیں۔ ہم کسی کی جان لینے کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم آپ کی بات مان لیں اور آپ کی پلاننگ پر عمل کریں۔ یہ رسک تو ہے لیکن قتل کرنے سے تو بہتر ہے کہ ہم یہ چانس لیں۔ اس طرح ہمیں رقم ملنے کا موقع تو مل ہی سکتا ہے“......غفران نے کہا۔

”گڈ شو۔ اب آئی ہے تم میں عقل“...... مادام سدرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم یہ گن مجھے دو اور بتاؤ کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے۔ اب ایسی کون سی جگہ منتخب کرنی ہے کہ ہم سوپر فیاض سے آسانی سے بیس کروڑ حاصل کرسکیں“...... باس نے کہا۔

”یہ سب میں بعد میں بتاؤں گی پہلے آپ تینوں اپنے ارادے مضبوط کریں کہ یہ کام کرنا ہے یا نہیں کیونکہ اگر آپ لوگ اسی طرح تذبذب میں مبتلا رہے تو پھر آپ میں سے کوئی ایسی غلطی کر بیٹھے گا جو ہم سب کی موت کا باعث بن سکتی ہے۔ اس لئے اپنے دماغ کو جس طرف راغب کرنا ہے کریں اور پھر مجھے بتائیں۔ میں آج سفیان کو زندہ چھوڑ دیتی ہوں۔ مجھے کل تک اپنا فیصلہ بتا دینا۔ اگر آپ کا فیصلہ پازیٹو ہوا تو ہم یہ کھیل آگے بڑھائیں گے ورنہ

یہ کھیل یقینی طور پر سفیان کی موت کے ساتھ ختم ہو جائے گا“۔ مادام سدرہ نے کہا۔

”ہم نے کام کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے“...... باس نے کہا۔

”نہیں۔ جلد بازی کا کیا ہوا فیصلہ مجھے منظور نہیں۔ آپ تینوں کے پاس چوبیس گھنٹے ہیں۔ ان چوبیس گھنٹوں میں ایک بار نہیں ہزار بار سوچیں اور پھر فیصلہ کریں۔ اس طرح آپ کا کیا ہوا فیصلہ پائیدار بھی ہوگا اور ہمارے لئے فائدہ مند بھی“...... مادام سدرہ نے کہا اور پھر اس نے ریوالور اپنے شوہر عاصم مرزا کی طرف اچھال دیا جس نے اسے ہوا میں دبوچ لیا۔

”کل میں پھر اسی ٹائم پر یہاں آؤں گی“...... مادام سدرہ نے کہا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے مڑی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی بیرونی دروازے کی جانب بڑھتی چلی گئی۔

قبرستان سے لایا ہوا باکس میز پر پڑا تھا جسے سوپر فیاض یک ٹک دیکھے جا رہا تھا۔ عمران اور اس کے سارے ساتھی سوپر فیاض کے ارد گرد موجود تھے۔ سوپر فیاض کی حالت دیکھ کر سب کو ہی اس سے ہمدردی ہو رہی تھی لیکن وہ اس سلسلے میں جس حد تک ممکن ہو سکتا تھا سوپر فیاض کی مدد کر رہے تھے۔ اب یہ سوپر فیاض کی بدقسمتی ہی کہی جا سکتی تھی کہ حالات کسی طور پر اس کے موافق نہ جا رہے تھے اور اسے بدستور اپنے بیٹے سے دوری سہنی پڑ رہی تھی۔

سوپر فیاض کچھ دیر تک باکس کو دیکھتا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر باکس اٹھایا اور اسے کھولنا شروع کر دیا۔ باکس میں پہلے کی طرح ایک اور باکس موجود تھا لیکن اس باکس کے اوپر ایک پیپر رکھا ہوا تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر پیپر اٹھایا۔ پیپر پر کمپیوٹر پرنٹڈ تحریر تھی۔ عمران اسے پڑھنے لگا۔ سوپر فیاض نے دوسرا پیکٹ کھولا جس میں ایک ماچس کی ڈبیہ تھی۔ اس نے ماچس کی ڈبیہ کھولی تو اس میں

سیل فون کا ایک سم کارڈ موجود تھا۔

''آج کے بعد تم اپنے سیل فون میں یہ نیا سم کارڈ استعمال کرو گے۔ تمہارا سیل فون ہر وقت آن رہنا چاہئے میں کسی بھی وقت تمہیں اس نئے نمبر پر کال کر سکتا ہوں''...... عمران نے کاغذ پر لکھی ہوئی تحریر پڑھتے ہوئے کہا۔

''سوپر فیاض۔ یہ سم کارڈ اپنے سیل فون میں ڈال لو''...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے سیل فون کھول لیا۔ یہ ڈوئل سم کارڈ فون تھا۔ سوپر فیاض نے اس میں سے اپنا ایک سم کارڈ نکالا اور اس کی جگہ دوسرا سم کارڈ ڈال لیا۔ اس کا چہرہ بری طرح سے بگڑا ہوا تھا اور وہ شدید ہیجان خیز کیفیت میں مبتلا دکھائی دے رہا تھا۔

''ٹائیگر۔ مجھے اس سم کارڈ کی ساری ڈیٹیل چاہئے۔ یہ سم کارڈ کس کے نام ہے اور اسے کہاں سے جاری کیا گیا ہے''...... عمران نے پاس کھڑے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس۔ میں آدھے گھنٹے میں ساری ڈیٹیل نکال لوں گا''۔ ٹائیگر نے کہا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ سم کارڈ سوپر فیاض کے سیل فون میں ایکٹیو ہو گیا تھا اس لئے اس کا نمبر ٹائیگر کے سیٹ اپ میں پہنچ چکا تھا اس لئے اس نے وہاں پہنچتے ہی سم کارڈ کے بارے میں تفصیل حاصل کرنا شروع کر دی۔ سوپر فیاض بری طرح سے ٹوٹا ہوا تھا۔ اس کے منہ سے آواز تک نہ نکل

رہی تھی۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو لیا اور وہ سوپر فیاض کو کمرے میں اکیلا چھوڑ کر واپس آ گئے۔

"اب تک ہمارے ہاتھ کچھ نہیں لگا ہے۔ اب یہ سم کارڈ ہمارے ہاتھ لگا ہے۔ اس کی ڈیٹیل مل جائے تو پتہ چلے گا کہ یہ کس کے نام پر ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ سم کارڈ ان اغوا کاروں میں سے کسی ایک کا ہو"...... عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں لگتا کہ یہ سم کارڈ کسی اغوا کرنے والے شخص کا ہوسکتا ہے۔ وہ اتنے چالاک ہیں انہیں اس بات کا ڈر ہو گا کہ اس نمبر کے ملتے ہی ہم اس کی ڈیٹیل نکال لیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"ایسے کاموں کے لئے عموماً یہ لوگ یا تو چوری کا سم کارڈ یوز کرتے ہیں یا پھر دوسرے کسی ملک کا۔ ہوسکتا ہے یہ سم بھی ایسی ہی ہو"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی لگتا ہے۔ یہ اغوا کار آسانی سے ہاتھ آنے والا نہیں ہے"...... جولیا نے کہا۔

"وہ ہاتھ آئے گا ضرور آئے گا اور سفیان بھی ہمیں زندہ سلامت ملے گا"...... عمران نے کہا۔

"ہم بھی ان تمام مقامات پر گئے ہیں جہاں جہاں سے اغوا کار نے سوپر فیاض کو کال کی تھی۔ وہاں کی ہم نے بے شمار سی ٹی وی کی فوٹیج چیک کی ہیں لیکن کچھ حاصل نہیں ہوا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"مجھے سب سے زیادہ فکر سفیان کی ہے۔ نجانے وہ کس حال میں ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ اغوا کار مجھے تو سائیکو معلوم ہوتا ہے۔ پکا سائیکو۔ اس نے ضرور کوئی پرفیکٹ کرائم کی فلم دیکھی ہو گی اور وہ اسی فلم پر عمل کر رہا ہے اور ان حالات میں مجھے تو ایسا نہیں لگ رہا ہے کہ سفیان ہمیں سنگل پیس میں واپس مل سکتا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"تنویر"...... عمران نے غرا کر کہا۔

"کیا ہوا"...... تنویر نے بوکھلا کر کہا۔

"اگر تمہیں ایسا لگتا بھی ہے تو ایسے الفاظ اپنے دماغ میں بھی نہ لاؤ اور ہو سکے تو ایسا سوچنا بھی نہیں۔ اغوا کار یہی چاہتا ہے کہ وہ ہمیں مات دے۔ وہ جانتا ہے کہ ہم سوپر فیاض کے ارد گرد ہیں۔ وہ جس انداز میں سوپر فیاض سے باتیں کرتا ہے اس کے انداز سے لگتا ہے کہ اسے ہمارے بارے میں کچھ نہ کچھ معلوم ہے۔ ہوسکتا ہے وہ ہمیں سوپر فیاض کے ڈیپارٹمنٹ کے آفیسرز سمجھ رہا ہو اس لئے وہ ہمارے ساتھ کھیل کھیل رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"چلو مان لیا کہ وہ ہمارے ساتھ کھیل کھیل رہا ہے لیکن ایسا ہم نے کب دیکھا ہے کہ کوئی گینگ اپنے وکٹم کو اتنا وقت اپنے پاس رکھے اور فیملی اور ہمارے ساتھ کھیلتا رہتا ہے"...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"مجھے لگتا ہے کہ کوئی ایک اینگل ایسا ہے جو اب تک ہماری

نظروں سے اوجھل ہے اور ہمیں معلوم ہی نہیں کہ وہ اینگل کیا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''میں نے آپ کے کہنے پر سفیان اور اس کے دوستوں کے بارے میں کافی معلومات حاصل کی ہیں لیکن سفیان مکمل طور پر کلیئر ہے۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے یہ کیس صرف بلائنڈ ہی نہیں گونگا اور بہرہ بھی ہے''...... نعمانی نے کہا۔

''یہ کبھی مت بھولنا کہ چھوٹے سے چھوٹا سراغ بھی ماچس کی تیلی کا کام کرتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کیس کلوز ہو گا ہی ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''کیا تمہارے خیال میں کوئی نیا گینگ یا کوئی نیا ریکٹ یہ کام کر رہا ہے جو اپنے پیچھے کوئی سراغ نہیں چھوڑ رہا''...... جولیا نے کہا۔

''نیا گینگ ہو یا نیا ریکٹ۔ ہر گینگ یا ریکٹ میں کم سے کم گینگ لیڈر تو پرانا ہی ہوتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ایک نوجوان لڑکے کو اپنے پاس رکھ کر انہیں کیا مل سکتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہ جو بھی ہیں بہرحال ہم سے دو قدم آگے ہی چل رہے ہیں۔ جب تک ہم ان سے دو قدم آگے نہیں چلیں گے اس وقت تک ان کا ہاتھ آنا مشکل ہے''...... عمران نے کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران اور اس کے ساتھی مزید کوئی بات کرتے اسی لمحے عمران

کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے جیب سے سیل فون نکالا اور اسکرین پر ڈسپلے دیکھنے لگا۔ اسکرین پر اسی سم کارڈ کا نمبر فلیش ہو رہا تھا جو سوپر فیاض نے اپنے سیل فون میں لگایا تھا۔ عمران نے چونکہ سوپر فیاض کے سیل فون کو اپنے سیل فون سے لنکڈ کیا ہوا تھا اس لئے سوپر فیاض کے سیل فون میں نمبر کے ایکٹیو ہوتے ہی وہ نمبر عمران کے سیل فون میں بھی ایکٹیو ہو گیا تھا۔

''صفدر اندر جاؤ اور سوپر فیاض سے کہو کہ یہ اغوا کار کی کال ہے فوراً اٹنڈ کرے''...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر تیز لہجے میں کہا تو صفدر فوراً اس کمرے میں چلا گیا جہاں سوپر فیاض موجود تھا۔ عمران نے چند لمحے توقف کیا اور پھر اس نے سوپر فیاض کو سیل فون سے کال اٹنڈ کرنے کا کاشن دے کر اپنا سیل فون آن کر لیا۔

''سوپر فیاض بول رہا ہوں''...... سوپر فیاض کی تھکی تھکی آواز سنائی دی۔

''اور میں وہی پرانا درد کا راہی بول رہا ہوں۔ کیا تمہیں بھی میری آواز سن کر اتنا ہی اچھا لگ رہا ہے جتنی مجھے تمہاری ڈری، سہمی اور درد میں ڈوبی ہوئی تھکی تھکی سی آواز سن کر اچھا لگ رہا ہے''...... دوسری طرف سے اسی اغوا کار کی آواز سنائی دی جو مسلسل سوپر فیاض سے بات کرتا آیا تھا۔

''تھک گیا ہوں میں۔ پوری طرح سے تھک گیا ہوں میں۔ میں مکمل طور پر ٹوٹ چکا ہوں۔ ہار چکا ہوں''...... سوپر فیاض نے

دل برداشتہ لہجے میں کہا۔

"اتنی جلدی۔ ابھی تو میں تمہارے ساتھ بہت کھیلنا چاہتا تھا لیکن تم اتنے بڑے آفیسر ہو کر تھک جاؤ گے۔ ڈر جاؤ گے۔ مجھے عجیب سا لگ رہا ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ اپنی ہمت بڑھاؤ۔ ہم اس کھیل کو اور آگے لے جائیں گے"...... دوسری طرف سے اغوا کار نے ہنستے ہوئے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ مجھے کوئی کھیل نہیں کھیلنا۔ اگر تم مجھ سے بدلہ لینا چاہتے ہو تو مجھے گولی مار دو لیکن میرے بیٹے کو سزا نہ دو۔ مجھ سے میری ساری دولت لے لو اور میرے بیٹے کو واپس کر دو۔ میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔ تم کہو گے تو میں اپنے عہدے سے بھی استعفیٰ دے دوں گا۔ مجھے اپنا بیٹا چاہئے بس"...... سوپر فیاض نے اسی طرح تھکے تھکے اور انتہائی افسردہ لہجے میں کہا تو دوسری طرف اغوا کار بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اتنے مایوس۔ حیرت ہے۔ شکر کرو تمہارا بیٹا مجھ سے دور ہے اس نے تمہاری یہ بات نہیں سنی ورنہ تمہارا ہارا ہوا لہجہ سن کر وہ خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتا"...... اغوا کار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایک بار صرف ایک بار میری سفیان سے بات کرا دو۔ میرے کان اس کی آواز سننے کو ترس گئے ہیں"...... سوپر فیاض کی ایسی آواز سنائی دی جیسے وہ پھر سے دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دے گا۔ اسے خود کو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔ اغوا کار کے فون پر وہ

نہ چاہتے ہوئے بھی نروس ہو جاتا تھا۔

"نہیں سناؤں گا۔ میں ناراض ہوں تم سے۔ سوچ رہا ہوں کہ یہ سب کچھ ختم کر دوں۔ سمجھ لو کہ گیم اوور"...... اغوا کار نے کہا۔

"کیا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ایسا کیا ہو گیا جو تم ایسی باتیں کر رہے ہو۔ سچ بتاؤ میرا بیٹا زندہ ہے۔ تم نے کہیں اسے ہلاک تو نہیں کر دیا"...... سوپر فیاض نے چیختے ہوئے کہا۔

"کیسی بات کر رہے ہو سوپر فیاض۔ جب ملو گے سفیان سے تو خود ہی پوچھ لینا کہ وہ زندہ ہے یا مر چکا ہے"...... اغوا کار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں کیسے یقین کروں تمہاری بات کا۔ نہ تم میری اس سے بات کراتے ہو اور نہ ہی تم نے اس کا دوبارہ کوئی ویڈیو بھیجا ہے"...... سوپر فیاض نے ہذیانی لہجے میں کہا۔

"کرو یا نہ کرو اس سے میری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ میں نے جو بتانا تھا بتا دیا۔ لیکن تمہارے پاس میری بات پر یقین کرنے کے علاوہ اور کوئی آپشن بھی تو نہیں ہے"...... اغوا کار نے کہا۔

"دیکھو ایسی گول گول باتیں مت کرو۔ تم جو چاہتے ہو مجھے وہ بتاؤ۔ جب میں نے تم سے کہا ہے کہ میں تمہاری ہر بات پر عمل کروں گا تو تم میری بات پر یقین کیوں نہیں کرتے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"سب سے پہلے تو تم اپنے ڈیپارٹمنٹ کے آفیسرز سے کہو کے

وہ میرے اور تمہارے درمیان سے ہٹ جائیں اور اس طرح چھپ چھپ کر ہماری باتیں نہ سنیں۔ وہ لاکھ کوشش کرتے رہیں لیکن مجھ تک وہ کبھی بھی نہیں پہنچ سکیں گے۔ میں ان کی پہنچ سے بہت دور ہوں۔ میں جب چاہوں جہاں چاہوں تمہارے بیٹے سفیان کو پہنچا سکتا ہوں''...... اغوا کار نے کہا۔

''ہاں تو مجھ تک پہنچا دو میرے بیٹے کو۔ تمہارے بیس کروڑ تیار ہیں۔ تم جہاں کہو گے میں تم تک پہنچا دوں گا۔ اس سے زیادہ بھی مانگو گے وہ بھی دے دوں گا پچاس کروڑ، ساٹھ کروڑ جتنے تم چاہو''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''ٹھیک ہے تو پھر کل تک کے لئے انتظار کرو۔ کل میں تمہیں فائنل کال کروں گا۔ پھر تمہیں بتاؤں گا کہ تمہیں روپے لے کر کہاں آنا ہے البتہ اس بار تمہیں حتمی طور پر اکیلا ہونا چاہئے۔ اگر مجھے ذرا سی بھی بھنک ملی کہ تمہارے آگے پیچھے بلی کا ایک بچہ بھی ہے تو میں کوئی لحاظ نہ کروں گا اور تمہارے بیٹے کی لاش تمہیں تحفہ میں بھیج دوں گا''...... اغوا کار نے سخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔ رابطہ ختم ہوتے ہی عمران نے سیل فون آف کر دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ وہ ہمارے بارے میں نہیں جانتے انہیں یہی پتہ ہے کہ ہم سوپر فیاض کے ڈیپارٹمنٹ کے آفیسرز ہیں''۔ جولیا نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ اسے کیسے پتہ چل گیا کہ ہم

سوپر فیاض کے اردگرد موجود ہیں اور پھر سب سے زیادہ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ قبرستان میں ہم نے جو پکٹنگ کی تھی اس کا انہیں کیسے پتہ چلا''...... صفدر نے کہا۔

''اس کا جواب شاید میرے پاس ہے''...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگ گئے۔ کیپٹن شکیل نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹی سی ماچس کی ڈبیہ جیسی مشین نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران اس مشین کو دیکھ کر چونک پڑا۔

''وائس کورنگ مشین۔ یہ مشین تمہیں کہاں سے ملی''...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

''پہاڑی علاقے سے نکل کر جب ہم قبرستان کے راستے باہر آ رہے تھے تو ایک قبر کے کتبے کے پاس مجھے ہلکی سی چمک دکھائی دی تو میں اس قبر کے پاس چلا گیا۔ وہاں قبر کے کنارے پر موجود پتھروں کے نیچے اس مشین کو چھپایا گیا تھا۔ میں نے مشین کو نکال کر دیکھا تو چونک پڑا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس مشین کے ذریعے اردگرد کی آوازیں دور کسی رسیونگ مشین پر سنی جا سکتی ہیں۔ یہ مشین مائیک کے طور پر کام کرتی ہے اور تقریباً دو ہزار میٹر کے دائرے میں ہونے والی آوازوں کو کیچ کر کے رسیونگ مشین تک ٹرانسفر کرتی ہے۔ اس لئے میں نے اسے اپنے پاس رکھ لیا تھا''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ہم سے پہلے قبرستان آئے تھے اور انہوں نے وہاں یہ مشین چھپا دی تھی تا کہ دو ہزار میٹر کے دائرے میں ہونے والی آوازیں وہ سن سکیں اور اس بات کا اندازہ لگا سکیں کہ قبرستان میں کون موجود ہے اور کیا کر رہا ہے۔ اس مشین سے دو کلو میٹر کے دائرے کی رینج میں وائس ریسونگ مشین پر آوازیں سنی جا سکتی ہیں۔ ہم شاید اسی رینج میں تھے اور ہم چونکہ ایک دوسرے سے بلیو ٹوتھ ڈیوائس پر ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے اس لئے ان تک ہماری آوازیں پہنچ گئیں اور انہیں معلوم ہو گیا کہ سوپر فیاض قبرستان میں اکیلا نہیں ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''جو آدمی قبرستان میں قبر پر پھول چڑھانے آیا تھا وہ ایک عام آدمی تھا اور اس نے اپنے باپ کی قبر پر پھول چڑھائے تھے اور فاتحہ خوانی کی تھی میں نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں اس آدمی کا اس کیس سے کوئی تعلق نہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''بہرحال ہمیں ان تک پہنچنا ہے اور اس کا فیصلہ کل آنے والی اس کی کال پر کیا جائے گا کہ وہ اب رقم کی ڈلیوری کے لئے سوپر فیاض کو کہاں بلاتا ہے۔ ہمیں سوپر فیاض سے اب دور ہی رہنا پڑے گا تا کہ ہم ان کی نظر میں نہ آ سکیں''...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے مشین روم سے ٹائیگر نکل کر تیز تیز چلتا ہوا عمران کے پاس

آ گیا۔

''باس۔ یہ سم کارڈ بھی غیر ملکی ہے اور کسی کے نام پر رجسٹرڈ نہیں ہے۔ یہ اوپن سم کارڈ ہے۔ جس کی ڈیٹیل نہیں مل سکی ہیں''...... ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مجھے پہلے ہی اس کا اندازہ تھا''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ وہ دوبارہ کمرے کی طرف بڑھا جہاں سوپر فیاض صوفے پر دونوں ہاتھ سر پر رکھے اداس سی شکل بنائے بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر غم، درد اور کرب کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے قدموں کی آوازیں سن کر اس نے سر اٹھایا اور عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

''کیا ہے تمہاری کارکردگی عمران۔ وہ آدمی مجھے مسلسل اذیت دے رہا ہے۔ میں پاگل ہو رہا ہوں۔ تم نے تو کہا تھا کہ تم میرے بیٹے کو صحیح سلامت لے آؤ گے لیکن آج گیارہ روز ہو گئے ہیں اور میں اپنے بیٹے کی شکل دیکھنے اور اس کی آواز سننے کے لئے بھی ترس گیا ہوں۔ تم جیسا کہہ رہے ہو میں ویسا ہی کر رہا ہوں لیکن تمہاری کارکردگی صفر ہے''...... سوپر فیاض نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کاٹ دار لہجے میں کہا۔

''میرے پاس اللہ دین کے چراغ کا جن تو ہے نہیں جس سے میں سفیان کا پتہ چلا سکوں کہ وہ کہاں ہے اور اسے اغوا کرنے والے کون ہیں اور کہاں چھپے بیٹھے ہیں۔ میں اپنی سی کوشش میں لگا

ہوا ہوں۔ اب یہ اتفاق کہو یا ان مجرموں کی چالاکی کہ مجھے ابھی تک اس کیس میں کوئی کلیو نہیں ملا ہے۔ صرف ایک کلیو ملنے کی دیر ہے میں سورج کی روشنی کی کرن بن ان کی شہ رگ تک پہنچ جاؤں گا اور ان سے ہر صورت میں سفیان کو بچا لاؤں گا۔ اس معاملے میں تم جس قدر ہو سکے تعاون کرو۔ تمہارا یہ تعاون ہی میری ضرورت ہے اور یہی تعاون ہمیں کامیابی تک پہنچا سکتا ہے''۔ عمران نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

''نہیں۔ اب مجھے تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تمہیں میرے ڈیپارٹمنٹ کے آفیسرز سمجھ رہا ہے لیکن وہ جانتا ہے کہ تم میرے اردگرد موجود ہو اور انہیں پکڑنے کے لئے جال بن رہے ہو۔ اس نے مجھے سختی سے ہدایت دی ہے کہ میں تمہیں خود سے دور کروں اور اکیلا انہیں بیس کروڑ پہنچاؤں۔ اگر میں نے ان کی ہدایات پر عمل نہ کیا تو اس بار وہ سفیان کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے میرے لئے جو کچھ کیا میں اس کا بدلہ نہیں چکا سکتا اور نہ ہی میں تمہارے اس احسان کا قرض اتار سکتا ہوں۔ میری تم سے التجا ہے کہ میں نے تمہیں جو بیس کروڑ روپے دیئے ہیں وہ مجھے دے دو اب جو کچھ بھی کرنا ہو گا میں خود کروں گا۔ وہ بیس کروڑ لے کر میں خود ان کے پاس جاؤں گا اور انہیں دے کر اپنے بیٹے کو آزاد کرا لاؤں گا۔ تم میرے ساتھ نہیں آؤ گے اور یہ میرا حتمی فیصلہ ہے''...... سوپر فیاض نے بڑے

کڑوے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''سوپر فیاض اغوا کاروں کا یہ مخصوص مکالمہ ہوتا ہے وہ پولیس والوں کے لئے ایسے ہی جملے کہتے ہیں کہ انہیں دور رکھا جائے لیکن تم فکر نہ کرو تمہیں بھی پتہ نہیں چلے گا کہ ہم تمہارے اردگرد کہاں ہیں''...... عمران نے سوپر فیاض کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''کیوں فکر نہ کروں۔ میرا بیٹا غائب ہوا ہے۔ میں اور میرا خاندان اس اذیت میں مبتلا ہیں۔ کیوں نہ فکر کروں میں۔ میں انہیں بیس کروڑ دوں گا اور اپنے بیٹے کو لے کر آؤں گا۔ تم پلیز اس معاملے سے اب دور رہو''...... سوپر فیاض نے عمران کا ہاتھ اپنے کاندھے سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

''برا مت ماننا سوپر فیاض۔ ابھی جو تم نے کہا ہے یہ مکالمہ بھی مخصوص ہوتا ہے والدین کا اغوا کار کی بات سننے کے بعد۔ ایک سٹیج کے بعد والدین چاہتے ہیں کہ پولیس والے ان سے دور رہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو بس سمجھ لو کہ میرے لئے یہ سٹیج آ گئی ہے''...... سوپر فیاض نے منہ بنا کر کہا۔

''ایک بات اور کہنا چاہوں گا سوپر فیاض اور یہ بات تم بھی جانتے ہو کہ زیادہ تر ایسے کیسز میں تاوان لینے کے بعد بھی اغوا شدہ بچوں کو زندہ نہیں چھوڑا جاتا۔ دس میں سے سات بچوں کو یا تو

اسی دن قتل کر دیا جاتا ہے جب انہیں اغوا کر کے لے جایا جاتا ہے یا پھر تاوان ملنے کے بعد انہیں قتل کر دیا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ کہہ کر تم اچھی دوستی نبھا رہے ہو"...... سوپر فیاض نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں سچائی سے آگاہ کر رہا ہوں لیکن اس وقت میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ تمہارا بیٹا ابھی زندہ ہے۔ جسے چھڑایا جا سکتا ہے اور یہ صرف ہم کر سکتے ہیں"...... عمران نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تم قبرستان والا واقعہ دوبارہ دوہرانے کا سوچ رہے ہو"...... سوپر فیاض نے اسی انداز میں کہا۔

"بالکل نہیں۔ اس بار ہم تم سے اتنی دور رہیں گے کہ انہیں پتہ بھی نہیں چلے گا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور نہ ہی اتنے دور ہوں گے کہ ہمارے ہاتھ ان کے گریبانوں تک پہنچ نہ سکیں"...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا تو سوپر فیاض اس کی طرف دیکھتا رہ گیا۔

رات بارہ بجے کا وقت تھا۔ زیادہ تر سڑکیں ویران تھیں صرف مین روڈ پر گاڑیاں رواں دواں دکھائی دے رہی تھیں۔ روڈ پولز کی روشنی میں ہر ماڈل اور کلرز کی گاڑیاں چمکتی دمکتی دکھائی دے رہی تھیں۔ شہر کی طرف جانے والی سڑکوں پر بھی ہر طرف گاڑیوں کی لائٹیں چمک رہی تھیں۔

سوپر فیاض ایک کار میں اکیلا بیٹھا اندرون شہر جانی والی سڑک پر رواں دواں تھا۔ اس کے کان میں بلیوٹوتھ ڈیوائس لگی ہوئی تھی اور کار کی دوسری سیٹ پر وہی نوٹوں سے بھرا ہوا سیاہ بیگ پڑا ہوا تھا۔ جو وہ قبرستان میں اپنی کمر پر لاد کر لے گیا تھا۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا اور وہ نہایت پریشانی کے عالم میں کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس کی کار کے پیچھے دو اور کاریں تھیں جن میں سیکرٹ سروس کے ممبران موجود تھے اور وہ نہایت احتیاط کے ساتھ سوپر فیاض کی کار کا تعاقب کر رہے تھے۔ سوپر فیاض کو اغوا کار کی طرف سے اب جو

کال موصول ہوئی تھی اس میں اغوا کار نے سوپر فیاض کو بتایا کہ وہ عام کار میں بیس کروڑ لے کر شہر میں گھومتا رہے۔ وہ اسے کال کرے گا اور پھر وہ اسے بتائے گا کہ اسے رقم لے کر کہاں پہنچنا ہے۔

چونکہ اغوا کار نے سوپر فیاض سے رقم وصول کرنے کا کوئی مخصوص پوائنٹ نہیں بتایا تھا اس لئے عمران کو پریشانی لاحق ہو رہی تھی کہ کہیں سوپر فیاض اس اغوا کار کے کہنے پر اسے جل دے کر نہ نکل جائے۔ وہ بڑی مشکلوں سے اس بات پر راضی ہوا تھا کہ اغوا کاروں کو پکڑنے کے لئے وہ اس کے پیچھے آئیں گے لیکن اس سے دور رہیں گے۔

سوپر فیاض کے پیچھے آنے والی کار عمران خود ڈرائیو کر رہا تھا۔ سائیڈ سیٹ پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی جبکہ پچھلی سیٹ پر کیپٹن شکیل، تنویر اور صفدر موجود تھے۔ ان سے پیچھے آنے والی کار صدیقی ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس کی سائیڈ سیٹ پر خاور تھا جبکہ پچھلی سیٹ پر چوہان اور نعمانی تھے۔ عمران، سوپر فیاض کی کار سے مناسب فاصلہ رکھ رہا تھا۔ اس کی نظریں سوپر فیاض کے ارد گرد اور آگے پیچھے آنے والی گاڑیوں پر بھی جمی ہوئی تھیں۔ سوپر فیاض کی کار کا رنگ سیاہ تھا اور یہ ایک عام ماڈل کی کار تھی۔ اغوا کار نے خاص طور پر سوپر فیاض کو ایسی کار لانے کا کہا تھا۔ اس کے علاوہ اغوا کار نے سوپر فیاض کو یہ خصوصی تاکید بھی کی تھی کہ وہ اپنی کار سے نمبر پلیٹ ہٹا دے گا۔

چنانچہ سوپر فیاض نے یہی کیا تھا۔ گو کہ جن سڑکوں پر وہ سفر کر رہا تھا وہاں ٹریفک پولیس کسی بھی وقت بغیر نمبروں والی کار دیکھ کر اسے روک سکتی تھی لیکن سوپر فیاض اپنا خصوصی کارڈ ساتھ لے آیا تھا تاکہ اگر ٹریفک پولیس اسے روکنے کی کوشش تو وہ انہیں کارڈ دکھا کر اپنی جان چھڑا سکے اور یہ اتفاق ہی تھا کہ ابھی تک اس کے سامنے کوئی ٹریفک سارجنٹ نہ آیا تھا اور نہ ہی اسے کار روکنے پر مجبور ہونا پڑا تھا۔

سوپر فیاض کی طرح عمران کے کان میں بھی بلیوٹوتھ ڈیوائس لگی ہوئی تھی تاکہ جیسے اغوا کار کی طرف سے سوپر فیاض کو کال موصول ہو وہ ان کی باتیں سن سکے۔

”یہ اغوا کار آخر کر کیا رہا ہے۔ تین گھنٹوں سے ہم سڑکوں پر گھومتے پھر رہے ہیں لیکن اس نے ابھی تک سوپر فیاض کو کال نہیں کیا ہے“...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”وہ ہمارے ساتھ چوہے اور بلی کا کھیل کھیل رہا ہے۔ ہم سوپر فیاض سے کافی فاصلے پر ہیں لیکن چونکہ سوپر فیاض شہر کے اندر ہی گھوم رہا ہے اس لئے مجبوراً ہمیں بھی اس کے پیچھے گھومنا پڑ رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ سوپر فیاض کے ارد گرد موجود کسی کار میں اغوا کار موجود ہو اور اسے اس بات کا علم ہو گیا ہو کہ ہم سوپر فیاض کے تعاقب میں ہیں“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تب تو واقعی مشکل ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں تو وہ

سوپر فیاض سے رابطہ ہی نہیں کرے گا‘‘...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

’’کرے گا۔ ہمیں سوپر فیاض سے دوری اور بڑھانی پڑے گی‘‘۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران کا سیل فون کار کے ڈیش بورڈ پر پڑا تھا۔ عمران نے سیل فون اٹھایا اور اسکرین کا ڈسپلے دیکھا۔

’’اسی کی کال ہے‘‘...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے سیل فون کا ایک بٹن پریس کر کے سوپر فیاض کو کال رسیو کرنے کا کاشن دیا۔ دوسرے لمحے سوپر فیاض نے کال رسیو کر لی۔

’’سوپر فیاض بول رہا ہوں‘‘...... سوپر فیاض کی مخصوص آواز سنائی دی۔ اس کا لہجہ جھلایا ہوا تھا۔

’’تمہارا دوست، تمہارا ہمدرد اور تمہارا سب سے بڑا چاہنے والا بول رہا ہوں‘‘...... دوسری طرف سے اسی اغوا کار کی آواز سنائی دی۔ عمران نے سیل فون کا لاؤڈر آن کر دیا تھا اس لئے یہ آواز ان سب نے بھی سنی تھی۔

’’یہ تم کیا کر رہے ہو نانسنس۔ میں پچھلے تین گھنٹوں سے شہر کے چکر لگا رہا ہوں اور تم نے اب کال کی ہے‘‘...... سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

’’چلو اسی بہانے تم نے سارا شہر گھوم لیا اس سے اچھی اور کیا بات ہوسکتی ہے‘‘...... اغوا کار نے ہنستے ہوئے کہا۔

’’مجھے تمہاری ہنسی زہر لگ رہی ہے۔ میرے ساتھ کام کی بات کرو اور بتاؤ مجھے رقم لے کر کہاں آنا ہے‘‘...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’تم تو ناراض ہو رہے ہو۔ یہ ناراضگی اچھی نہیں میرے دوست‘‘...... اغوا کار نے قدرے ناراض لہجے میں کہا۔

’’میں ناراض نہیں ہو رہا ہوں۔ مسلسل ڈرائیونگ کر کر کے تھک چکا ہوں۔ پلیز مجھے کوئی ایک جگہ بتاؤ جہاں میں پہنچ سکوں‘‘۔ سوپر فیاض نے فوراً سنبھلتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ ایسے بات کرو۔ مجھے تمہارا سخت نہیں ڈھیلا ڈھالا اور منت بھرا انداز پسند ہے‘‘...... اغوا کار نے کہا۔

’’کیا میرا بیٹا تمہارے ساتھ ہے‘‘...... سوپر فیاض نے کہا۔

’’مل جائے گا تمہیں تمہارا بیٹا۔ جب تم مجھے بیس کروڑ روپے دے رہے ہو تو پھر مجھے تمہارے بیٹے کو اپنے پاس رکھ کر کیا کرنا ہے۔ مجھے اچار کھانے کا کوئی شوق نہیں ہے‘‘...... اغوا کار نے کہا۔

’’اچار۔ کیا مطلب۔ یہ اچار کا ذکر کہاں سے آ گیا‘‘۔ سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’میرا مطلب ہے کہ مجھے سفیان کو اپنے پاس رکھ کر اس کا اچار نہیں ڈالنا۔ ظاہر ہے جب مجھے اچار پسند ہی نہیں تو پھر میں اچار ڈال کر کیا کروں گا‘‘...... اغوا کار نے ہنستے ہوئے کہا۔

’’تم باتوں کو گھما رہے ہو‘‘...... سوپر فیاض نے پھر رویہ بدلتے

ہوئے کہا۔

’’نہیں۔ میں نہ گھوم رہا ہوں اور نہ تمہیں گھما رہا ہوں۔ اب تم ایسا کرو کہ سلطان پلازا کی طرف جانے والی سڑک پر کار موڑ لو‘‘...... اغوا کار کی آواز سنائی دی۔

’’سلطان پلازا۔ یہ منٹگمری روڈ پر ہے نا‘‘...... سوپر فیاض نے کہا۔

’’ہاں۔ کافی بڑا پلازا ہے‘‘...... اغوا کار نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں کار کو اس پلازا کی طرف جانے والی سڑک پر موڑ رہا ہوں‘‘...... سوپر فیاض نے کہا۔

’’چلتے رہو‘‘...... اغوا کار نے کہا اور پھر انہوں نے سوپر فیاض کو دائیں طرف جانے والی دو رویہ سڑک کی طرف مڑتے دیکھا۔ عمران نے بھی اپنی کار اس طرف موڑ لی۔

’’تیز چلو۔ کیا تم کار ڈرائیو کرنا نہیں جانتے‘‘...... اغوا کار کی آواز سنائی دی۔

’’تیز ہی چلا رہا ہوں۔ اب میں کار کو اڑا تو نہیں سکتا کہ ایک منٹ میں پہنچ جاؤں‘‘...... سوپر فیاض نے جیسے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’ایک تو تم بات بات پر برا مان جاتے ہو۔ سوچ لو اگر میں برا مان گیا تو کیا ہوگا‘‘...... اغوا کار نے کہا۔

’’نہیں نہیں۔ میں برا نہیں مان رہا۔ تم بتاؤ اب میں کیا کروں۔

میں سلطان پلازا کے قریب پہنچ گیا ہوں‘‘...... سوپر فیاض نے کہا۔

’’رکو نہیں۔ پلازا سے آگے نکل جاؤ۔ ایک کلو میٹر دور سڑک دائیں بائیں مڑے گی وہاں پہنچ کر کار روکو‘‘...... اغوا کار نے کہا۔

’’اوکے‘‘...... سوپر فیاض نے کہا اور پھر اس کی کار سلطان پلازا کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔ ایک کلو میٹر دور سڑک تین اطراف جا رہی تھی۔ سیدھی، دائیں اور بائیں سوپر فیاض نے دائیں طرف جانے والی سڑک پر کار روک لی۔

’’اب بتاؤ‘‘...... سوپر فیاض نے کہا۔

’’بائیں جانب موڑو کار‘‘...... اغوا کار نے کہا تو سوپر فیاض کی گہرے سانس لینے کی آواز سنائی دی۔ اس نے کار آگے بڑھائی اور بائیں طرف جانے والی سڑک کی طرف موڑ لی۔ یہ شہر سے باہر جانے والی مضافاتی سڑک تھی۔

’’یہاں تمہیں بیس کلو میٹر کا سفر کرنا ہے۔ بیس کلو میٹر دور تمہیں ایک برساتی نالے کے پل پر پہنچنا ہے۔ اس پل پر پہنچ کر کار روک دینا۔ بیس کلو میٹر کا سفر مطلب دس سے بارہ منٹ۔ میں تمہیں دس منٹ بعد کال کروں گا‘‘...... اغوا کار نے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔

’’اس نے جان بوجھ کر کال ڈراپ کی ہے تاکہ اس کی کال ٹریک کر کے اس کی ایگزیکٹ لوکیشن کا پتہ نہ لگایا جا سکے‘‘۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ تو کافی پروفیشنل معلوم ہو رہے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"پروفیشنل ہیں تو ہمیں گول گول گھما رہے ہیں۔ عام مجرم ہوتے تو اب تک نجانے کتنی بار پکڑے جا چکے ہوتے"...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"جولیا تم ٹائیگر سے رابطہ کرو اور اس سے کہو کہ وہ مسلسل تم سے رابطہ قائم رکھے۔ اغوا کار کال جہاں سے بھی کرے وہ ہمیں یہ تو بتا سکتا ہے کہ وہ کس پوائنٹ سے کال کر رہا ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنے سیل فون سے ٹائیگر کا نمبر ملانے لگی۔

"سیل فون کا لاؤڈر آن کر دو"...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر سیل فون کا لاؤڈر آن کر دیا۔ دوسری طرف کال بیل جانے کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ٹائیگر"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اس بار کال کہاں سے کی گئی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ کال شاداب آباد کی سڑک سے کی گئی تھی باس اور کالر کسی کار میں ٹریول کر رہا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"شاداب آباد۔ کیا مطلب یہ جگہ تو اس جگہ سے بہت دور ہے جہاں سوپر فیاض اور ہم موجود ہیں"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اس نے سوپر فیاض کو دس منٹ بعد کال کرنے کا کہا ہے۔ وہ جیسے ہی کال کرے ہمیں اس کی لوکیشن بتانا"۔ عمران نے کہا۔

"اوکے باس"...... ٹائیگر نے کہا۔ عمران نہایت ہوشیاری سے سوپر فیاض کی کار کے پیچھے جا رہا تھا۔ چونکہ یہ سڑک مضافات کی طرف جا رہی تھی اس لئے یہاں ٹریفک برائے نام تھی اس لئے عمران کو اس سے مناسب فاصلہ رکھنا پڑ رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اغوا کار کا کوئی اور ساتھی یقیناً سوپر فیاض کی کار کو فالو کر رہا ہے۔

دس منٹ بعد سوپر فیاض کو پھر کال موصول ہوئی۔

"یہ کال احمد آباد سے کی جا رہی ہے باس۔ نمبر وہی ہے لیکن یہ مقام شاداب آباد سے پچاس کلو میٹر دور ہے"...... ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ایک سے زائد لوگ ہیں اور مختلف سیل فون پر کال ڈائیورٹ کر رہے ہیں"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سوپر فیاض بول رہا ہوں"...... سوپر فیاض کی آواز سنائی دی۔

"کہاں پہنچے ہو"...... اغوا کار نے کہا۔

”بس پل کے قریب ہی ہوں“...... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

”او کے۔ کار پل کے دوسرے کنارے پر روکنا“...... اغوا کار نے کہا۔

”ٹھیک ہے“...... سوپر فیاض نے کہا اور پھر انہوں نے سوپر فیاض کو کار ایک پرانے پل پر لے جاتے دیکھا۔ عمران نے فوراً اپنی کار کی ہیڈ لائٹس آف کر لیں اور کار کی رفتار کم کر لی۔ جیسے ہی اس نے کار کی ہیڈ لائٹس بند کیں اس کے پیچھے آنے والی کار میں موجود صدیقی نے بھی اپنی کار کی ہیڈ لائٹس آف کر دیں۔ سوپر فیاض کی کار پل پر پہنچ چکی تھی اور آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھی۔ پل کے ارد گرد دونوں اطراف گھنے درختوں اور جھاڑیوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ عمران نے کچھ سوچ کر کار کو پل سے پہلے روک لیا۔ اس کے پیچھے صدیقی کی کار بھی رک گئی۔

سوپر فیاض کی کار پل پر سے آہستہ آہستہ گزرتی ہوئی آگے جا رہی تھی۔ یہ پل زیادہ سے زیادہ پانچ سو فٹ کا تھا۔ سوپر فیاض نے پل پر سے گزرتے ہی کار روک لی۔

”اب“...... سوپر فیاض کی آواز سنائی دی۔

”کار کو سڑک کے دائیں کنارے سے لگا دو“...... آواز آئی تو سوپر فیاض کار کو سڑک کے دائیں کنارے کی طرف لایا اور اس نے کار کنارے کے ساتھ لگا کر روک دی۔

”اب بولو“...... سوپر فیاض کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”اب کچھ نہیں۔ تھوڑی دیر خاموش بیٹھے رہو اور ہاں اپنی کار کی ساری لائٹس آف کر دو“...... اغوا کار نے کہا۔

”اب اور کتنی دیر“...... سوپر فیاض نے کہا۔ اس نے کار کی لائٹس آف کر دی تھیں۔ چونکہ یہ گھنا علاقہ تھا اس لئے وہاں کافی اندھیرا تھا دور نزدیک روشنی کی کرن تک دکھائی نہ دے رہی تھی۔

”بس اب زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ ایسا کرو کہ تم کار سے اترو اور اس پل سے واپس پیچھے جاؤ“...... اغوا کار نے کہا۔

”پیچھے۔ کیا مطلب“...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

”پیچھے مطلب پل کے دوسرے کنارے کی طرف“...... آواز آئی۔

”لیکن کیوں“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”اگر تم اپنے بیٹے سے ملنا چاہتے ہو تو جیسا کہہ رہا ہوں ویسا کرو“...... اغوا کار نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا سفیان یہاں ہے“...... سوپر فیاض نے چونک کر یکلخت جوش بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ پل کے دوسرے کنارے کی طرف جاؤ پھر میں تمہیں جس طرف کہوں اس طرف بڑھ جانا۔ میں تمہیں راستہ بتاتا جاؤں گا اور تم اپنے بیٹے تک پہنچ جاؤ گے“...... اغوا کار نے کہا۔

”جلدی کرو۔ کار سے نکلو اور ارد گرد پھیل جاؤ“...... عمران نے اشارے سے جولیا کو ہدایات دیتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات

میں سر ہلایا اور تیزی سے کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ کیپٹن شکیل، صفدر اور تنویر نے بھی کار سے نکلنے میں دیر نہ لگائی۔ جولیا نے اپنے ہینڈ بیگ سے اور باقی سب نے اپنی جیبوں سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھوں میں لے لئے۔ ان کے کار سے اترتے ہی صدیقی اور اس کے ساتھی بھی کار سے نکل آئے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی مشین پسٹل تھے۔ وہ چونکہ ایک دوسرے کے قریب تھے اس لئے آسانی سے ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔ جولیا نے اشارے سے انہیں سڑک کی سائیڈوں میں اترنے کا کہا تو صدیقی اور اس کے ساتھی دائیں طرف جھاڑیوں والے حصے میں اتر گئے جبکہ جولیا اپنے ساتھیوں سمیت بائیں طرف سڑک کے کنارے اتر گئی۔ اس طرف جھاڑیوں اور درختوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ عمران بدستور کار میں بیٹھا تھا۔ اس کی نظریں پل پر جمی ہوئی تھیں جہاں سوپر فیاض تیز تیز چلتا ہوا اس طرف آ رہا تھا۔

''ارے تم تو بھاگے چلے جا رہے ہو''...... اچانک اغوا کار کی آواز سنائی دی۔

''کیا مطلب''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''آہستہ چلو اور ہاں اپنے ہاتھ بلند کر لو۔ ایسے جیسے پولیس ہم جیسے چور بدمعاشوں کو ہینڈز اپ کراتی ہے''...... اغوا کار کی آواز سنائی دی تو عمران نے سوپر فیاض کی رفتار کم ہوتے اور اسے ہاتھ سر سے بلند کرتے دیکھا۔ اندھیرے میں سوپر فیاض کسی سائے کی

طرح دکھائی دے رہا تھا۔

''چلتے رہو۔ چلتے رہو''...... اغوا کار کی آواز سنائی دی۔

''چل رہا ہوں''...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''پھر غصہ کر رہے ہو۔ کتنی بار کہا ہے کہ غصہ صحت کے لئے اچھا نہیں ہوتا''...... اغوا کار نے کہا۔ سوپر فیاض نے اس بار کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموشی سے پل پر چل رہا تھا۔ عمران کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر اس نے کار کا دروازہ کھولا اور باہر آ گیا۔ سوپر فیاض جس کار میں آیا تھا اس کا رنگ سیاہ تھا اور وہاں چونکہ اندھیرا تھا اس لئے پل کے پار عمران کو وہ کار دکھائی نہ دے رہی تھی۔ جوں جوں سوپر فیاض قریب آتا جا رہا تھا عمران کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ اسے ایسا احساس ہو رہا تھا جیسے کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے۔ کیا ہونے والا ہے یہ اسے معلوم نہیں تھا لیکن اس کی چھٹی حس چیخ چیخ کر اس سے کہہ رہی تھی کہ اغوا کار اس کے ارد گرد ہی موجود ہیں۔ اس نے کار کی ڈیش بورڈ پر پڑا ہوا جولیا کا سیل فون اٹھایا جس پر بدستور ٹائیگر لنکڈ تھا۔ عمران نے سیل فون کا لاؤڈر آف کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''ٹائیگر''...... عمران نے آہستہ آواز میں کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''اب کال کی لوکیشن کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ لوگ تعداد میں زیادہ معلوم ہو رہے ہیں باس اور لوکل برانڈ

سیل فون ہونے کے باوجود جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کر رہے ہیں۔ ان کی کال بار بار باؤنس ہو رہی ہے۔ کبھی یہ کال شاداب آباد کی طرف پہنچ جاتی ہے۔ کبھی راکوٹ کی طرف اور کبھی شہری علاقے سکندر آباد کی طرف۔ ہر ایک منٹ بعد کال کی لوکیشن بدل رہی ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''یہ سب ہمیں ڈاج دینے کے لئے کیا جا رہا ہے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کیا کال کی لوکیشن جلیل آباد کی طرف بھی ڈائیورٹ ہوئی ہے''...... عمران نے کہا۔ اس نے یہ سوال اس لئے کیا تھا کہ وہ جلیل آباد کے آس پاس کے علاقے میں ہی موجود تھا۔

''نو باس۔ کال جلیل آباد کی طرف ایک بار بھی ڈائیورٹ نہیں ہوئی ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''تو پھر یہاں ان کا کوئی اور ساتھی ہوسکتا ہے جو بیس کروڑ لینے آئے گا۔ وہ کال کو ڈائیورٹ کر کے ہماری توجہ دوسری طرف مبذول کر رہے ہیں۔ اوکے تم کال کی ایگزیکٹ لوکیشن ٹریس کرو میں یہاں کے حالات سنبھالنے کی کوشش کرتا ہوں''...... عمران نے کہا اور اس نے رابطہ ختم کر کے بلیوٹوتھ کا بٹن پریس کیا۔

''تم سب کہاں ہو''...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہم پل کے ارد گرد پھیلے ہوئے ہیں۔ یہاں ہر طرف درخت اور گھنی جھاڑیوں کا طویل سلسلہ ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اگر یہاں ایک چوہے کا بچہ بھی ہے تو وہ ہماری نظروں میں آ جائے لیکن یہاں مکمل طور پر خاموشی چھائی ہوئی ہے''...... جولیا کی آواز سنائی دی۔ اسی لمحے سوپر فیاض پل کے اس طرف کے کنارے کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔

''میں پل کے کنارے پر آ گیا ہوں اب کس طرف جاؤں۔ کہاں ہے میرا بیٹا''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''بتاتا ہوں۔ اتنا پیدل چل کر گئے ہو۔ تھک گئے ہو گے۔ کچھ دیر سانس بحال کرو پھر بتاتا ہوں کس طرف جانا ہے''...... اغوا کار نے کہا۔

''میں ٹھیک ہوں۔ تم مجھے بتاؤ پلیز۔ میں اپنے بیٹے سے ملنا چاہتا ہوں ابھی''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ ملا دیتا ہوں تمہیں تمہارے بیٹے سے۔ ایسا کرو کہ پل کے نیچے آ جاؤ''...... اغوا کار کی آواز سنائی دی تو سوپر فیاض نے ادھر ادھر دیکھا پھر وہ پل کے کنارے سے نیچے اترتا چلا گیا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور جھکے جھکے انداز میں پل کے کنارے کی طرف بڑھتا چلا گیا جس طرف سوپر فیاض سڑک سے نیچے اتر رہا تھا۔

''یہاں تو کافی اندھیرا ہے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

”جگنو ہمیشہ اندھیرے میں ہی چمکتے ہیں سوپر فیاض۔ اندھیرے کی پرواہ نہ کرو اور پل کے نیچے جاؤ وہاں بے شمار جگنو چمک رہے ہیں۔ ان جگنوؤں کی روشنی میں شاید تمہیں تمہارا بیٹا دکھائی دے جائے“...... اغوا کار نے کہا۔

عمران پل کے کنارے پہنچ گیا۔ اس نے سوپر فیاض کو پل کے نیچے کی طرف جاتے دیکھا۔ اسی لمحے اچانک اس کے حساس کانوں میں ایک ہلکی سی آواز سنائی دی تو وہ یکلخت اچھل پڑا۔ وہ فوراً سیدھا ہوا اور پل کے دوسرے کنارے کی طرف دیکھنے لگا جہاں سوپر فیاض نے کار کھڑی تھی۔ دوسرے لمحے اچانک اس کے جسم میں جیسے پارہ سا بھر گیا۔ وہ تیزی سے سڑک پر آیا اور پھر رکے بغیر بجلی کی سی تیزی سے پل پر دوڑتا چلا گیا۔

”کیا ہوا۔ کیا ہوا“...... اس کے دوڑنے کی آواز سن کر جولیا کی آواز سنائی دی۔

”جھاڑیوں سے نکل کر فوراً سوپر فیاض کی کار کی طرف آؤ“۔

عمران نے چیختے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا سوپر فیاض کی کار کے قریب پہنچ گیا۔ کار کے قریب پہنچتے ہی اس نے کار کے چاروں دروازے کھلے ہوئے دیکھے تو وہ ٹھٹھک گیا۔ وہ تیزی سے کار کے قریب آیا اور پھر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ کار کی پچھلی سیٹ پر جو سیاہ بیگ رکھا ہوا تھا وہ غائب تھا۔ عمران دائیں بائیں کناروں کی طرف دیکھنے لگا لیکن دونوں طرف تاریکی تھی۔

”چوٹ ہو گئی“...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”چوٹ۔ کیا مطلب“...... جولیا اور اس کے دوسرے ساتھیوں کی آوازیں سنائی دیں۔ کچھ ہی دیر میں وہ سب عمران کے پاس پہنچ گئے۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کار کے دروازے کس نے کھولے ہیں اور وہ بیس کروڑ کا بیگ“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ بیس کروڑ لے جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ انہوں نے بڑی چالاکی سے ہم سب کو دوسری طرف الجھائے رکھا اور پھر ان کا ایک آدمی آیا اور اس نے خاموشی سے سوپر فیاض کی کار کے سارے دروازے کھولے اور بیس کروڑ کا بیگ لے کر نکل گیا“۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اسے کار کے چاروں دروازے کھولنے کی کیا ضرورت تھی“...... صفدر نے حیرت سے کہا۔

”تاکہ ہم اندازہ نہ لگا سکیں کہ وہ دائیں طرف گیا ہے یا بائیں طرف“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ پھر وہ زیادہ دور نہ گیا ہو گا۔ ہم دائیں اور بائیں دونوں اطراف چیک کر لیتے ہیں“...... تنویر نے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے دائیں طرف دوڑا۔ اس کے پیچھے جولیا، صفدر اور کیپٹن شکیل بھی دوڑ پڑے اور پھر وہ جھاڑیوں میں داخل ہو گئے۔ صدیقی

اور اس کے ساتھیوں نے بھی دیر نہ لگائی وہ بائیں کنارے پر اتر گئے اور تیزی سے جھاڑیوں میں گھس کر کار سے بیس کروڑ کا بیگ لے جانے والے کی تلاش میں جت گئے۔

''کوئی فائدہ نہیں۔ اس نے چوٹ دینی تھی اور وہ دے گیا ہے۔ اب اس کا ملنا مشکل ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس وقت تک سوپر فیاض سے اغوا کار کا رابطہ منقطع ہو چکا تھا۔ عمران اردگرد کا جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک اسے سوپر فیاض کی تیز چیخنے کی آواز سنائی دی تو وہ بری طرح سے اچھل پڑا۔ وہ تیزی سے پلٹا اور پھر تیزی سے واپس پل کی طرف دوڑ پڑا۔

''عمران عمران''...... سوپر فیاض پل کے نیچے سے بری طرح سے چیخ رہا تھا۔

''کیا ہوا۔ میں یہاں پر ہوں''...... عمران نے پل کے کنارے پر آ کر چیختے ہوئے کہا۔

''میرا بیٹا مل گیا۔ میرا سفیان مل گیا۔ وہ پل کے نیچے پڑا ہوا ہے۔ وہ زندہ ہے لیکن بے ہوش ہے۔ جلدی نیچے آؤ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے''...... سوپر فیاض نے چیختے ہوئے کہا تو عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر سے ٹنوں بوجھ ہٹ گیا ہو۔ اغوا کار سوپر فیاض کے بیس کروڑ روپے لے جانے میں کامیاب ہو چکے تھے لیکن یہ ان کی شرافت تھی کہ وہ سفیان کو وعدے کے مطابق چھوڑ گئے تھے اور وہ بھی زندہ۔

عمران کے ساتھی مسلسل اردگرد کے علاقے کی چھان پھٹک کر رہے تھے۔ انہیں چونکہ اس بات کا اندازہ نہ تھا کہ وہ سوپر فیاض کو ایسی کسی ویران اور سنسان جگہ پر بلائیں گے اس لئے وہ اپنے ساتھ ٹارچیں نہ لائے تھے۔ وہاں گہری تاریکی تھی اور یہی تاریکی ان کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ بن گئی تھی۔ اغوا کار ان کے قریب بھی ہوتا تو وہ اسے اس اندھیرے میں نہیں دیکھ سکتے تھے اور اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر اغوا کار بیس کروڑ لے کر کہیں کا کہیں پہنچ سکتا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہزار کوششوں اور احتیاط کے باوجود اغوا کار اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تھے اور ان کا یہ اغوا مکمل طور پر پرفیکٹ کرائم بن چکا تھا۔ سوپر فیاض کا بیٹا انہیں زندہ مل چکا تھا لیکن مجرم پہلے کی طرح اپنا کوئی ایک نشان بھی چھوڑ کر نہ گیا تھا۔ وہ واقعی ماسٹر کرمنل تھے اور انہوں نے انتہائی ہوشیاری اور چالاکی سے عمران اور سیکرٹ سروس کو ڈاج دے کر اپنا پرفیکٹ کرائم مکمل کر لیا تھا۔ یہ شاید عمران اور اس کے ساتھیوں کی پہلی شکست تھی۔ حیرت انگیز اور ناقابل یقین شکست۔ سب کچھ اغوا کاروں کے پلان کے مطابق ہوا تھا اور انہوں نے ان سب کو زبردست ڈاج دے کر اپنا کرائم پرفیکٹ کر لیا تھا۔

سوپر فیاض کی جیسے ساری خوشیاں لوٹ آئی تھیں۔ اسے اس کا بیٹا مل گیا تھا اور وہ صحیح سلامت تھا۔ اس کے جسم پر کسی ٹارچر کا کوئی نشان نہ تھا لیکن وہ پہلے سے کافی کمزور ہو گیا تھا اور یہ کمزوری ظاہر ہے اسے مسلسل ڈرگز دینے کی وجہ سے ہوئی تھی۔

عمران اور اس کے ساتھی سوپر فیاض کے بیٹے کو لے کر اس کے گھر آ گئے تھے۔ سفیان کو اس کے کمرے میں اس کے بیڈ پر لٹا دیا گیا تھا۔ وہ بدستور بے ہوش تھا۔ عمران نے سفیان کے چیک اپ کے لئے سپیشل ہسپتال سے خصوصی طور پر ڈاکٹر صدیقی کو بلا لیا تھا کیونکہ سوپر فیاض اپنے بیٹے کو کسی ہسپتال میں لے جا کر اس کا علاج کرانے کے لئے تیار نہ ہو رہا تھا۔

سوپر فیاض کی بیوی سلمٰی کو جب اپنے بیٹے کی واپسی کی خبر ملی تو وہ ایک بار پھر زبردستی ہسپتال سے گھر آ گئی اور پھر اپنے بیٹے کو دیکھ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ مہرم کا بھی یہی حال تھا۔ وہ

بھائی کی حالت پر رو رہی تھی لیکن اس کی آنکھوں میں مسرت کی چمک بھی تھی کہ اس کا بھائی صحیح سلامت گھر لوٹ آیا تھا۔

کمرے میں سوپر فیاض، اس کی بیوی، ان کی بیٹی اور عمران سمیت اس کے سب ساتھی موجود تھے اور ڈاکٹر صدیقی بڑی تندہی سے سفیان کا چیک اپ کر رہے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہرے ستے ہوئے تھے۔ وہ بڑے بڑے مجرموں سے لڑتے رہے تھے۔ پوری دنیا کے سیکرٹ ایجنٹ ان کے نام سن کر دہشت زدہ ہو جاتے تھے اور ان کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ مجرموں کو قبروں سے بھی ڈھونڈ نکالنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے لیکن اس بار پاکیشیا کے دارالحکومت میں ہی ایک گینگ نے انہیں اپنے پیچھے بھگا بھگا کر ناکوں چنے چبوا دیئے تھے اور انہوں نے ان کے ساتھ جو کھیل کھیلا تھا وہ انتہائی جاندار اور حیرت انگیز تھا۔ انہوں نے ایسی پلاننگ کی تھی کہ عمران جیسا انسان بھی ان کی پلاننگ کے سامنے بے بس ہو گیا تھا اور مجرم اس کی ناک کے نیچے سے بیس کروڑ لے کر غائب ہو گئے تھے۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے سوپر فیاض کے بیٹے کو گھر پہنچا کر اگلے دن اس سارے علاقے کا سرچ کیا تھا لیکن مجرم ان کی توقع سے بھی چالاک نکلا تھا۔ اس نے ایسے علاقے کو منتخب کیا تھا جہاں جھاڑیاں ہی جھاڑیاں تھیں ان جھاڑیوں کی وجہ سے اس کے قدموں کے نشان تک نہ ملے تھے البتہ انہیں پل سے ایک کلو میٹر

دور سڑک کے کنارے پر ایک کار کے ٹائروں کے نشان ملے تھے۔ شاید مجرم سوپر فیاض کی کار سے بیس کروڑ کا بیگ لے کر اس طرف آیا تھا اور پھر یہاں کھڑی کار میں بیگ لے کر نکل گیا تھا۔ وہ جس سڑک پر گیا تھا وہ شہر جانے والی سڑک تھی اور وہ شہر میں کہاں گیا تھا اس کے بارے میں سیکرٹ سروس کوئی سراغ حاصل نہ کر سکی تھی۔ وہ سب تھک ہار کر واپس آ گئے۔

ڈاکٹر صدیقی کو سفیان کا چیک اپ کرتے دیکھ کر عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر وہ سب کمرے سے باہر آ گئے۔

''ہم مجرموں تک پہنچنے میں ناکام ہو گئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ انہوں نے واقعی یہ سارا کھیل سوپر فیاض سے بیس کروڑ روپے حاصل کرنے کے لئے ہی کھیلا تھا۔ رقم ملتے ہی انہوں نے سفیان کی نشاندہی کر دی اور اسے زندہ سلامت چھوڑ کر چلے گئے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ یہ سب ان کی پلاننگ کا حصہ تھا۔ اگر انہیں دولت نہ ملتی تو وہ سوپر فیاض کو یہ کبھی نہ بتاتے کہ سفیان پل کے نیچے موجود ہے۔ انہوں نے سفیان کو پل کے نیچے گھنی جھاڑیوں میں چھپایا ہوا تھا جسے تلاش کرنے میں وقت لگ گیا اور اتنی دیر میں مجرم کو سوپر فیاض کی گاڑی سے بیگ نکال کر لے جانے کا وقت مل گیا''...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے بتایا تھا کہ آپ نے جس بیگ

میں بیس کروڑ ڈالے تھے اس بیگ میں ایک ٹریکنگ ڈیوائس لگی ہوئی ہے۔ کیا اس ڈیوائس سے پتہ نہیں چلا کہ وہ لوگ بیگ کہاں لے گئے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''انہوں نے بیگ سے سارے رقم نکال لی تھی اور خالی بیگ سڑک پر پھینک دیا تھا۔ وہ خالی بیگ ہمیں مل گیا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''بڑی حیرت انگیز پلاننگ تھی ان کی۔ وہ واقعی انتہائی پروفیشنل اور منجھے ہوئے کھلاڑی ثابت ہوئے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''ہمارے پاس ان کے خلاف کوئی ثبوت نہیں۔ اب تک وہ بیس کروڑ لے کر نجانے کہاں سے کہاں نکل گئے ہوں''...... خاور نے کہا۔ اسی لمحے سوپر فیاض اور ڈاکٹر صدیقی باہر آ گئے تو وہ چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔

''کسی طبیعت ہے سفیان کی''...... عمران نے ڈاکٹر صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''وہ آؤٹ آف ڈینجر ہے۔ صرف ڈرگز کی وجہ سے وہ ذہنی طور پر اپ سیٹ ہے۔ اس کے فزیکل پیرا میٹر سب نارمل ہیں لیکن سائیکوجیکلی اسے ٹھیک ہونے میں تھوڑا وقت لگے گا''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''کیا اسے ہوش آ گیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی وہ بے ہوش ہے''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب ہم سفیان سے کب بات کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ارے اب اس سے بات کرنے کے لئے کیا رہ گیا ہے۔ اغوا کاروں کو بیس کروڑ چاہیئے تھے وہ انہیں مل گئے ہیں اور مجھے میرا بیٹا واپس مل گیا ہے۔ اب بس ختم کرو یہ سب"...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ سفیان کی حالت ابھی ٹھیک نہیں ہے۔ وہ جتنا آرام کرے گا اس کے لئے اتنا ہی اچھا ہو گا۔ ایسی حالت میں اس سے پوچھ گچھ کرنا اس کے لئے خطرناک ہوسکتا ہے۔ وہ نجانے کس ماحول میں رہ کر آیا ہے اس کی گہری چھاپ اس کے دماغ پر موجود ہے۔ اسے کچھ بھی یاد دلانا اس کی صحت کے لئے اچھا نہیں ہوگا"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"یہی بات میں انہیں سمجھا رہا ہوں۔ وہ جس بھیانک ماحول سے نکل کر آیا ہے کوئی ضرورت نہیں ہے کہ اسے پھر سے وہ سب کچھ یاد کرایا جائے۔ سفیان ٹھیک ہو جائے تو میں اسے اور اپنی بیوی بچی کو کسی پرفضاء مقام پر لے جانے سوچ رہا ہوں۔ کچھ دنوں کے لئے یا پھر شاید ہمیشہ کے لئے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"سوپر فیاض"...... عمران نے کہنا چاہا۔

"نہیں عمران پلیز اب کچھ نہ کہو۔ تم لوگوں نے میرے لئے جو کچھ کیا ہے وہ تمہارا مجھ پر اور میرے بیوی بچوں پر احسان ہے جسے

میں زندگی بھر نہیں بھولوں گا لیکن تم نے دیکھ لیا ہے کہ ہمارا کیا حال ہوا ہے۔ میرا، میری بیوی کا اور میرے بیٹے کا۔ اب بس کرو۔ بھول جاؤ سب کچھ۔ میں بھی اسے ایک بھیانک خواب سمجھ کر بھول جانا چاہتا ہوں۔ اب میں اس معاملے میں نہ خود کوئی اذیت سہ سکتا ہوں اور نہ اپنے بیوی بچوں کو اذیت میں مبتلا کر سکتا ہوں"۔ سوپر فیاض نے کہا۔

"ان لوگوں نے بہت چالاکی سے، بہت عیاری سے، پلاننگ سے وہ سب کیا ہے جو وہ کرنا چاہتے تھے"...... عمران نے کہا۔

"یہ تم نہیں تمہاری ہار بول رہی ہے عمران۔ زندگی میں پہلی بار کسی نے تمہیں مات دی ہے اور انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ اگر تم سیر ہو تو وہ سوا سیر ہیں"...... سوپر فیاض نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہاں تمہاری سوچ غلط ہے سوپر فیاض۔ مجھے ہار جیت سے کوئی مطلب نہیں ہے اور سوال میری ہار کا نہیں ہے۔ ذرا سوچو۔ وہ لوگ کرمنلز ہیں، کرمنلز۔ وہ تمہارے بیٹے کو دوبارہ جب بھی موقع ملے گا اغوا کر سکتے ہیں۔ جب تک ان کو ان کی صحیح جگہ نہیں بھیجا جاتا وہ تمہارے لئے اور معاشرے کے لئے سر پر لٹکتی ہوئی تلوار ہیں۔ سوال میری ہار کا نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ جو درد تم نے اور تمہارے بیٹے نے جھیلا ہے۔ وہ درد اور تکلیف کوئی اور باپ کوئی اور بیٹا نہ جھیلے۔ وہ کرمنلز کھلے گھوم رہے ہیں۔ میرا کام ہے انہیں

گرفتار کر کے ان کے انجام تک پہنچانا اور میں انہیں اس طرح آزاد نہیں چھوڑ سکتا"۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا تو سوپر فیاض ہونٹ بھینچنے لگا۔

"اس کے باوجود میں آپ کو ایڈوائز کروں گا کہ سفیان کو اگلے چوبیس گھنٹے تک ڈسٹرب نہ کیا جائے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آپ کی ہدایات پر عمل کروں گا ڈاکٹر صاحب"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض خاموش ہو گیا۔ وہ کچھ دیر ڈاکٹر صدیقی سے باتیں کرتے رہے اور پھر ڈاکٹر صدیقی ان سے اجازت لے کر وہاں سے رخصت ہو گئے۔ عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک کمرے میں آ گیا۔

"اب ان اغوا کاروں کے بارے میں اگر کوئی بتا سکتا ہے تو وہ سفیان ہے اور اگر اسے کچھ یاد ہوا تو کیونکہ اسے زیادہ وقت ڈرگز دے کر بے ہوش رکھا گیا ہے۔ پتہ نہیں ہوش میں آنے کے بعد اس کی ذہنی کیفیت کیسی ہوتی ہے اور وہ ہمیں اغوا کاروں کے بارے میں کچھ بتا بھی سکتا ہے یا نہیں"...... جولیا نے کہا۔

"یہ تو اس سے پوچھ گچھ کے بعد ہی پتہ چلے گا"...... صفدر نے کہا۔

"کل ہم سفیان سے پوچھ گچھ کریں گے۔ ہم نے ایسا چیک پوائنٹ جال بچھایا ہے کہ اگر وہ تاوان کی رقم میں سے ایک روپیہ بھی خرچ کریں گے تو اس کی سب سے پہلے ہمیں خبر ملے گی"۔

صدیقی نے کہا۔

"جس طرح انہوں نے چالاکی سے سفیان کا اغوا ہینڈل کیا ہے اسی طرح وہ روپے خرچ کرنے میں بھی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ وہ پروفیشنل ہیں اور پروفیشنلز کے لئے یہ سب کرنا مشکل نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ تاوان کی رقم طویل عرصہ تک خرچ نہیں کریں گے وہ انتظار کریں گے جب یہ معاملہ ٹھنڈا ہو جائے گا تب ان کے لئے رقم خرچ کرنا کیا مشکل ہو سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اگر وہ انتظار کر سکتے ہیں تو ہم بھی انتظار کریں گے لیکن ایک نہ ایک دن ہم ان تک پہنچ کر رہیں گے اور ان کی ساری چالاکی، عیاری اور شاطر پن ان کی ناک کے راستے باہر نکال دیں گے"۔ تنویر نے کہا۔

"ان کی ناک ہی نہ ہوئی تو"...... اچانک عمران نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ اس سارے کیس میں عمران پر مسلسل سنجیدگی طاری رہی تھی اس نے ہنسنا ہنسانا تو ایک طرف مسکرا کر بھی بات نہ کی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کیس نے عمران کو اس حد تک الجھا دیا تھا کہ وہ اپنی ساری طراریاں ہی بھول گیا تھا اور اب وہ پہلی بار مسکرا رہا تھا۔

"شکر ہے آپ کی مسکراہٹ تو واپس آئی۔ ورنہ میں تو یہ سوچ سوچ کر ڈر رہا تھا کہ آپ پر اگر اسی طرح سے سنجیدگی طاری رہی تو ہمارا کیا ہو گا۔ آپ کی سنجیدگی بعض اوقات ڈرا دینے والی ہوتی

ہے“...... صفدر نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اگر میری سنجیدگی ڈرا دینے والی ہوتی تو سب سے پہلے تنویر ڈرتا اور میرے راستے سے ہٹ نہ گیا ہوتا لیکن مجھے اس کے چہرے پر ایک بار بھی ڈر دکھائی نہیں دیا“...... عمران نے کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔

”میں ڈرنے والوں میں سے نہیں ڈرانے والوں میں سے ہوں سمجھے تم“...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

”ڈرنے والے انسان ہوتے ہیں اور ڈرانے والے آسیب۔ اب تم خود فیصلہ کرلو کہ تم کیا ہو“...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

”میں آسیب نہیں ہوں سمجھے تم“...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

”تمہیں آسیب کہنا اچھا بھی نہیں لگتا۔ تمہارے لئے بھوت کا لفظ زیادہ سوٹ کرتا ہے کیونکہ تم ہر وقت میرے اور جولیا کے سروں پر حاوی رہنے کی کوشش کرتے ہو“...... عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنسنا شروع ہو گئے۔

”اب تم بات مت بدلو۔ کسی کیس میں تمہیں پہلی ہار ہوئی ہے۔ مان لو یہ بات“...... تنویر نے کہا۔

”میرے ساتھ ساتھ تم سب بھی تھے۔ یہ میری نہیں ہم سب کی ہار ہے اور اب ہم نے اس ہار کو اپنی جیت میں بدلنا ہے۔ یہ جیت ہم اپنی خوشی اور اپنی انا کو تسکین پہنچانے کے لئے نہیں حاصل کریں

گے بلکہ یہ جیت مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے ہو گی تاکہ وہ دوبارہ ایسا کرائم نہ کر سکیں۔ ایک پرفیکٹ کرائم کرنے کے بعد ان کے حوصلے اور بڑھ سکتے ہیں اور وہ اپنی ہوس کے لئے ایسے اور بھی جرم کر سکتے ہیں جن سے عام لوگ کرب میں مبتلا ہو سکتے ہیں اور ہمیں انہیں ایسا کرنے سے روکنا ہے“...... عمران نے ایک بار پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”تو تم مانتے ہو کہ یہ ان مجرموں کا پرفیکٹ کرائم تھا“...... تنویر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ان کی پلاننگ ہر لحاظ سے مکمل اور پرفیکٹ تھی“۔ عمران نے بغیر کسی تردد کے کہا تو تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”تم واقعی بڑے دل کے مالک ہو جو کھلے دل سے اپنی شکست تسلیم کر رہے ہو۔ تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ ضد پکڑ لیتا کہ یہ اس کی ہار نہیں ہے بلکہ مجرموں کی عیاری اور ذہانت اور ہماری کمزوری کی وجہ سے ایسا ہوا ہے“...... تنویر نے اس کی طرف تحسین بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہار جیت کا فیصلہ تب ہوتا ہے جب کھیل ختم ہوتا ہے اور ابھی تو یہ کھیل شروع ہوا ہے۔ پہلے ہمارے لئے سفیان کا مسئلہ تھا کہ ہم سے ایسی کوئی غلطی سرزد نہ ہو جائے کہ ان لوگوں کو سفیان کو نقصان پہنچانے کا موقع مل جائے لیکن اب سفیان سیف ہے۔ اب ہم ان کے خلاف کھل کر کام کر سکتے ہیں۔ وہ کسی بھی بل میں چھپے ہوں

ہم انہیں ہر صورت میں ڈھونڈ نکالیں گے۔ ان کے لئے یہ زمین اس قدر تنگ کر دیں گے کہ انہیں اس ملک سے تو کیا اس شہر سے بھی نکلنے کا موقع نہیں مل سکے گا''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

باس اپنی بیوی مادام سدرہ اور دونوں ساتھیوں کے ساتھ اپنے گھر میں موجود تھا۔ ان کے سامنے بڑی سی میز تھی جس پر نئے اور پرانے نوٹوں کی گڈیوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور وہ ان نوٹوں کو دیکھ دیکھ کر خوشی سے نہال ہوئے جا رہے تھے۔

''یہ ہوتا ہے پرفیکٹ کرائم اور یہ ہوتی ہے کامیابی۔ دیکھا میں نے کیسی پلاننگ کی تھی۔ اس پلاننگ کی وجہ سے سنٹرل انٹیلی جنس تو کیا علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی ہم تک نہیں پہنچ سکی اور نہ ہی انہیں ہمارا کوئی سراغ ملا ہے۔ سارا کام ہو گیا اور یہ بیس کروڑ ہمیں مل گیا۔ اب ہم سب کروڑ پتی ہیں۔ کروڑ پتی''...... مادام سدرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یس مادام۔ یہ سب آپ کی شاندار پلاننگ کی وجہ سے ممکن ہوا ہے ورنہ ہمیں تو ایسا لگ رہا تھا جیسے ہم اس پلان میں کبھی کامیاب نہ ہو سکیں گے اور کبھی کروڑ پتی نہیں بن سکیں گے''......

رضوان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوپر فیاض کے آفیسرز اور خاص طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ڈاج دینے کے لئے مادام نے جس جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کیا تھا یہ ٹیکنالوجی ہماری کامیابی کا زینہ بنی ہے۔ وہ ہماری کالز ٹریس کرتے رہ گئے اور مادام کال کو یہاں سے وہاں باؤنس کر رہی تھیں تاکہ وہ ہماری ایگزیکٹ لوکیشن کا پتہ نہ لگا سکیں"۔ غفران نے کہا۔

"مجھے اس ٹیکنالوجی کو استعمال کرنے کے لئے کافی محنت کرنی پڑی تھی لیکن بہرحال میں نے کمپیوٹر ٹریننگ کے دوران جو کچھ سیکھا تھا وہ اس معاملے میں ہمارے کام آ گیا۔ ورنہ شاید عمران جیسے انسان کو ڈاج دینا مشکل ہو جاتا"...... مادام سدرہ نے کہا۔

"جو بھی ہے ہمارے لئے یہ دوہری خوشی ہے کہ ہم جیسے عام گروہ نے عمران جیسے منجھے ہوئے اور دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹ کو مات دی ہے اور اس کی ناک کے نیچے سے بیس کروڑ نکال کر لے آئے ہیں"...... باس نے کہا۔

"وہ ایک رسکی کام تھا۔ اس لئے اس کام کے لئے مجھے خود جانا پڑا تھا۔ میں غفران سے کال کرا کر سوپر فیاض اور اس کے پیچھے آنے والے عمران اور اس کے ساتھیوں کو الجھا رہی تھی اور خود جلیل آباد کے پل کے پاس پہنچ گئی تھی۔ میں نے سفیان کو پل کے نیچے چھپا دیا تھا اور خود جھاڑیوں میں چھپ گئی۔ پھر جب غفران نے

سوپر فیاض کو کار سے اتر کر پل کی دوسری جانب جانے کے لئے کہا تو وہ اس کی بات مان گیا۔ اس کے دور جاتے ہی میں جھاڑیوں میں رینگتی ہوئی سوپر فیاض کی کار کی طرف گئی اور بے آواز طریقے سے اس کی کار کا دروازہ کھولا اور اس میں پڑا ہوا نوٹوں کا بیگ اٹھا لیا اور پھر میں نے بے آواز طریقے سے ہی کار کے سارے دروازے کھول دیئے تاکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو یہ پتہ نہ چل سکے کہ نوٹوں سے بھرا بیگ کس طرف لے جایا گیا ہے۔ نوٹوں کا بیگ حاصل کر کے میں نے وہاں سے نکلنے میں دیر نہ لگائی اور اندھیرے میں درختوں اور جھاڑیوں کا فائدہ اٹھا کر وہاں سے دور اپنی کار تک پہنچی اور پھر وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ مجھے شک تھا کہ عمران نے یقیناً نوٹوں کو ٹریک کرنے کے لئے بیگ میں کوئی ڈیوائس لگا رکھی ہو گی۔ اس لئے دور جا کر میں نے کار روکی اور بیگ سے سارے نوٹ نکال کر کار کی سیٹ کے نیچے چھپا دیئے اور بیگ کو سڑک پر پھینک دیا"...... مادام سدرہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن مادام آپ سفیان کو وہاں کیوں لے گئی تھیں۔ آپ کو چاہئے تھا کہ بیس کروڑ ملنے کے بعد آپ سفیان کو چھوڑتیں۔ ایسا بھی تو ہو سکتا تھا کہ سوپر فیاض ہمیں بیگ میں اینٹ اور پتھر بھر کر دے دیتا یا نقلی نوٹ تھما دیتا۔ پوری تسلی کرنے کے بعد سفیان کو چھوڑا جاتا تو بہتر ہوتا"...... رضوان نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے یقین تھا کہ سوپر فیاض ہمیں کوئی ڈاج نہیں دے گا۔ وہ ڈاج نہ دے اسی لئے تو ہم نے اسے اتنے روز تک کرب کی کیفیت میں مبتلا رکھا تھا۔ اسے ہم نے ذہنی طور پر اس قدر مفلوج کر دیا تھا کہ وہ تو کیا اس کے ساتھ موجود عمران اور اس کے ساتھی بھی ہماری پلاننگ نہ سمجھ سکے تھے۔ انہیں اس بات کا اندازہ بھی نہ ہوسکتا تھا کہ ہم بیس کروڑ لے کر فوری طور پر سفیان کو زندہ چھوڑ سکتے ہیں۔ ان کے لئے بہرحال یہ خدشہ بنا رہتا کہ اگر وہ ہمارے ساتھ 'لین دین' کے معاملے میں کوئی چکر چلاتے تو یہ چکر الٹا ان کے گلے پڑ جاتا"...... مادام سدرہ نے مسکرا کر کہا۔

"واقعی آپ ہر پہلو پر سوچ سمجھ کر کام کرتی ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اب احساس ہو جانا چاہئے کہ وہ سیر ہیں تو ہم بلکہ آپ سوا سیر ہیں"...... غفران نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"اب ان بیس کروڑ کا کیا کرنا ہے۔ کیا ہم انہیں بانٹ لیں"۔ باس نے کہا۔

"بانٹ لیں گے لیکن ہم میں سے ابھی کوئی بھی اس رقم سے ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کرے گا۔ سفیان کی وجہ سے پہلے ان کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ اب سفیان ان تک پہنچ چکا ہے اس لئے وہ آزادی سے ہماری تلاش کر سکتے ہیں۔ وہ آسانی سے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے ہمیں یہ جو نوٹ دیئے

ہیں ان کے سیریل نمبر نوٹ کر رکھے ہوں کہ ہم ایک روپیہ بھی خرچ کریں تو ان تک خبر پہنچ جائے اس لئے ہمیں کچھ عرصہ خاموش رہنا ہوگا یہی ہمارے لئے بہتر ہوگا۔ جب یہ معاملہ سرد پڑ جائے گا تب ہم آزاد ہوں گے"...... مادام سدرہ نے کہا۔

"لیکن ہم اپنے اپنے حصے کی رقم تو لے جا سکتے ہیں نا"۔ رضوان نے بے چین لہجے میں کہا۔

"اگر تمہیں ہم پر بھروسہ نہیں ہے تو میں نہیں روکوں گی۔ اس پلاننگ میں تم دونوں برابر کے حصہ دار تھے۔ اس لئے ہم وعدے کے مطابق تمہیں پانچ پانچ کروڑ ضرور دیں گے لیکن تمہیں وعدہ کرنا ہوگا کہ جب تک ہم نہ کہیں گے تم شدید ضرورت میں بھی اس رقم سے ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کرو گے"...... اس بار باس نے کہا۔

"ہاں ہاں۔ ہم وعدہ کرتے ہیں۔ ہم اپنے حصے کے پانچ پانچ کروڑ لے جا کر ایسی جگہ چھپا دیں گے جہاں کوئی نہ پہنچ سکتا ہو۔ پھر جب آپ مطمئن ہو جائیں گے کہ اب معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا ہے تو پھر ہم آزادی سے رقم خرچ کریں گے لیکن احتیاط کے ساتھ"۔ غفران نے کہا۔

"تو کیا انہیں پانچ پانچ کروڑ دے دیئے جائیں"...... مادام سدرہ نے معنی خیز نظروں سے اپنے شوہر عاصم مرزا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ضرور۔ کیوں نہیں"...... باس نے مسکرا کر کہا۔

”پانچ پانچ کروڑ دینے سے پہلے میرے پاس انہیں دینے کے لئے کچھ اور بھی ہے۔ کیا خیال ہے پہلے انہیں میں ان کا خاص انعام نہ دے دوں“...... مادام سدرہ نے کہا۔

”خاص انعام۔ کیا مطلب“...... ان دونوں نے چونک کر کہا۔

”تم نے بیس کروڑ کے حصول کے لئے ہمارا بھرپور انداز میں ساتھ دیا ہے۔ اس رقم سے پانچ پانچ کروڑ تو تمہیں ملیں گے ہی لیکن چونکہ کچھ وقت کے لئے تم اس رقم سے ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کر سکتے اس لئے مادام نے فیصلہ کیا ہے کہ وقت گزارنے کے لئے تمہیں ہم اپنی طرف سے دو دو لاکھ دے دیتے ہیں تاکہ تم ان سے اپنا کام چلا سکو اور ان دو دو لاکھ سے تم دو تین ماہ تو آسانی سے نکال ہی لو گے“...... باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ہاں ہاں۔ دو دو لاکھ سے دو تین ماہ کیا ہم چھ ماہ بھی گزار سکتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے۔ دو لاکھ ہونے کی صورت میں ہم اس رقم سے واقعی اشد ضرورت کے تحت بھی ایک روپیہ خرچ نہ کرنے کے پابند ہو جائیں گے۔ آپ دونوں واقعی ہمارے لئے فرشتہ رحمت ہیں“...... رضوان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

غفران بھی ان کی بات پر خوش دکھائی دے رہا تھا۔

”عاصم مرزا آپ تجوری سے ان کے لئے جا کر دو دو لاکھ لیں آئیں۔ اس کے بعد ہم ان کے پانچ پانچ کروڑ الگ کر کے ان کے حوالے کر دیں گے پھر ان کے راستے الگ ہوں گے اور

ہمارے الگ“...... مادام سدرہ نے کہا۔

”ضرور۔ کیوں نہیں۔ آپ مجھے تجوری کی چابی دے دیں“...... باس نے کہا تو مادام سدرہ نے اپنے قریب رکھا ہوا ہینڈ بیگ اٹھا لیا اور اسے کھولنے لگی۔ باس اٹھ کر اس کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ مادام سدرہ بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور اسے اٹھتے دیکھ کر رضوان اور غفران بھی اپنی جگہوں سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ دوسرے لمحے وہ دونوں بری طرح سے اچھل پڑے۔ انہوں نے اچانک مادام سدرہ اور باس کے ہاتھوں میں ریوالور دیکھے۔ مادام سدرہ نے اپنے ہینڈ بیگ سے ریوالور نکالا تھا اور باس نے اپنی جیب سے۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ یہ آپ نے ریوالور کیوں نکال لئے ہیں“۔ غفران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ باس اور مادام کے ہاتھوں میں ریوالور دیکھ کر رضوان کا رنگ بھی زرد ہو گیا تھا۔

”پہلے تم نوٹوں سے دور ہٹ جاؤ پھر ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ ہم نے ریوالور کیوں نکالے ہیں“...... باس نے سرد لہجے میں کہا۔

”کک کک۔ کیا۔ کیا مطلب“...... رضوان نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”پیچھے ہٹو اور پیچھے دیوار سے جا کر لگ جاؤ“...... باس نے غرا کر کہا تو وہ گھبرائے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹتے چلے گئے اور ان کی کمریں پیچھے موجود دیوار سے جا لگیں۔

”تم کیا سمجھ رہے تھے کہ پانچ پانچ کروڑ ہم واقعی تمہیں دیں

گے“...... مادام سدرہ نے غراتے ہوئے کہا۔

”کک کک۔ کیا مطلب“......غفران نے کہا۔

”مطلب یہ کہ تم دونوں ہمارے اس کھیل کا حصہ تھے۔ تم سے کام لینے کے لئے ہم نے تمہیں پانچ پانچ کروڑ کا لالچ دیا تھا تا کہ تم وہی سب کرو جو ہم تمہیں کرنے کا کہیں۔ اب یہ بیس کروڑ یہاں پہنچ چکے ہیں اس لئے اس کھیل کے ساتھ تمہارا کھیل بھی ختم“...... باس نے کہا۔

”نن نن۔ نو باس۔ آپ نے تو کہا تھا کہ آپ۔ آپ......“ غفران نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

”میں نے تو تم سے بہت کچھ کہا تھا۔ جو بھی کہا تھا یہ ضروری تو نہیں ہے کہ میں اس پر عمل بھی کروں“...... باس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو کیا بیس کروڑ دیکھ کر آپ لالچ میں آ گئے ہیں۔ ہمارے حصے کے بھی پانچ پانچ کروڑ آپ رکھنا چاہتے ہیں“......غفران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”عقلمند ہو۔ جلد ہی سمجھ گئے ہو“...... مادام سدرہ نے کہا۔

”اور ان دس کروڑ کے لئے آپ ہم دونوں کو ہلاک کرنا چاہتی ہیں“......غفران نے کہا۔

”زیادہ عقلمند ہو اور مجھ سے زیادہ کوئی عقل مندی دکھائے یہ مجھے پسند نہیں ہے۔ تم نے ہمارا ساتھ دیا اس کے لئے شکریہ۔ اور

شکریہ کے ساتھ اب مرنے کے لئے بھی تیار ہو جاؤ تا کہ یہ بیس کروڑ ہمارے اور صرف ہمارے ہو سکیں“...... مادام سدرہ نے غراتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ وہ دونوں کچھ کہتے یا ان سے جان بچانے کے لئے منت کرتے ان دونوں کے ریوالوروں سے شعلے نکلے اور ٹھیک ان کے سروں میں پیوست ہو گئے۔ دونوں ماہر نشانہ باز تھے۔ دونوں کی گولیاں ان کے سروں میں لگی تھیں اور ان کے سروں کے پرخچے اُڑ گئے۔ وہ جھٹکے سے دیوار سے ٹکرائے اور پھر بے جان ہو کر گرتے چلے گئے۔

”خس کم جہاں پاک“...... مادام سدرہ نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

”دونوں ختم ہو گئے۔ اب ہم پورے بیس کروڑ کے مالک ہیں“...... باس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اگر یہ زندہ رہتے تو یہ فضول خرچیاں شروع کر کے اپنے ساتھ ساتھ ہمیں بھی مصیبت میں پھنسا سکتے تھے اس لئے ان کا ختم ہونا ضروری تھا۔ ان دونوں کو ہلاک کر کے ہم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے راستوں میں اور بڑی بڑی دیواریں حائل کر دی ہیں اب وہ کسی بھی صورت میں ہم تک نہ پہنچ سکیں گے اور ہم بہت جلد یہ ساری رقم غیر ملکی کرنسی میں بدل کر کسی دوسرے ملک کے اکاؤنٹس میں جمع کرا دیں گے اور پھر اس ملک کو چھوڑ کر نکل جائیں گے“...... مادام سدرہ نے کہا۔

”اب ہوا ہے ہمارا کرائم پرفیکٹ۔ ان دونوں کے خواب و خیال میں بھی نہ ہو گا کہ دولت ملنے کے بعد ان کا یہ انجام ہو گا“...... باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اب ہمیں ان کی لاشوں کو ٹھکانے لگانا ہے“...... مادام سدرہ نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو میری پیاری بیگم۔ میں نے رہائش گاہ کے لان میں پہلے سے ہی ان کے لئے قبریں کھود لی تھیں۔ اسی لئے انہیں میں نے یہاں بلایا تھا تاکہ انہیں ہلاک بھی کیا جا سکے اور ان کی لاشوں کو ٹھکانے بھی لگایا جا سکے“...... باس نے کہا۔

”یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ گولیاں چلنے کی آوازیں باہر نہیں گئی ہوں گی۔ اس لئے کسی کو پتہ نہیں چل سکتا کہ یہاں کیا ہوا ہے۔ اب آپ ان کی لاشیں اٹھائیں اور انہیں لے جا کر ان کی قبروں میں دفنا دیں“...... مادام سدرہ نے سپاٹ لہجے میں کہا تو باس نے اثبات میں سر ہلایا اور ریوالور جیب میں ڈالتا ہوا رضوان اور غفران کی لاشوں کی طرف بڑھ گیا۔

عمران اور اس کے ساتھی سفیان کے کمرے میں موجود تھے۔ سفیان کو ہوش آ چکا تھا۔ اس کے سرہانے سوپر فیاض کی بیوی سلمٰی بیٹھی ہوئی تھی جس کے ساتھ اس کی بیٹی مہرم بھی تھی۔ سفیان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں وہ بیڈ پر لیٹا مسلسل چھت کو گھور رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں جیسے خوف منجمد سا ہو کر رہ گیا تھا۔

”اس کے منہ سے ایک لفظ تک نہیں نکلا ہے اب تک اور تم اس سے بات کرنے کے لئے آ گئے ہو“...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بولنا تو درکنار اس نے اب تک اپنے منہ میں ایک نوالہ تک نہیں ڈالا ہے۔ پانی تک نہیں پیا“...... سلمٰی نے افسردگی سے کہا۔

”میں جانتا ہوں۔ سفیان ابھی صدمے میں ہے۔ لیکن آپ دونوں فکر نہ کریں۔ میں اس بات کا پوری طرح سے خیال رکھوں گا کہ سفیان کو کسی قسم کا سٹریس نہ محسوس ہو اور اسے صدمے کا کوئی

جھٹکا نہ لگے''...... عمران نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا اس حالت میں اس سے بات کرنا ضروری ہے''...... سوپر فیاض نے بے چین لہجے میں کہا۔

''پلیز عمران بھائی۔ آپ پھر کسی اور دن کا پروگرام بنا لیں تب تک اس کی حالت بھی سدھر جائے گی''...... سلمیٰ نے عمران کی طرف دیکھ کر منت بھرے لہجے میں کہا۔

''بھابھی آپ مجھ پر بھروسہ کریں۔ آپ جانتی ہیں کہ سفیان اور مہرم کو میں کس قدر پسند کرتا ہوں۔ ان کی تکلیف میری تکلیف ہے اور ان کا ہر درد مجھے محسوس ہوتا ہے۔ اس وقت سفیان ہی ہمارے لئے وہ ذریعہ ہے جو ہمیں ان خطرناک مجرموں تک پہنچا سکتا ہے۔ ہم سفیان سے چند باتیں پوچھیں گے اور جلد سے جلد ان مجرموں تک پہنچنے کی کوشش کریں گی جن کی وجہ سے سفیان کی یہ حالت ہوئی ہے۔ اس معاملے میں ہم جتنی بھی دیر کریں گے مجرم ہم سے اتنا ہی دور ہوتے جائیں گے اور پھر ہمارا ان تک پہنچنا ناممکن ہو جائے گا۔ ہمیں ایک کوشش کرنے دیں۔ صرف ایک کوشش۔ اگر سفیان نے ہمیں کچھ نہ بتایا تو میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس چلا جاؤں گا لیکن پلیز ایک بار صرف ایک بار مجھے اس سے بات کرنے دیں۔ ہر لمحہ ہمارے لئے قیمتی ہے''...... عمران نے کہا تو سلمیٰ اور سوپر فیاض اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''سفیان بیٹا، انکل عمران تم سے ملنے آئے ہیں۔ انہوں نے تمہیں مجرموں سے بچا کر لانے کے لئے بہت محنت کی ہے۔ یہ دن رات ہمارے لئے مسلسل بھاگ دوڑ کرتے رہے ہیں بلکہ یہ کئی راتوں سے تمہاری تلاش میں رہنے کی وجہ سے ٹھیک طرح سے سو بھی نہیں سکے ہیں۔ بیٹا یہ تم سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں کیا تم ان سے بات کرو گے۔ انہیں کچھ بتاؤ گے''...... سلمیٰ نے سفیان کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بڑے شفقت بھرے لہجے میں کہا تو سفیان چونک پڑا۔

''انکل عمران''...... سفیان کے منہ سے نکلا اور اس نے سر اٹھا کر عمران کی طرف دیکھا۔

''ہاں بیٹا''...... عمران نے کہا اور تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ سفیان کو بات کرتے دیکھ کر سلمیٰ اس کے سرہانے سے اٹھ گئیں۔

''آپ بیٹھیں عمران بھائی''...... سلمیٰ نے کہا تو عمران شکریہ کہہ کر سفیان کے سرہانے بیٹھ گیا۔ سفیان مسلسل اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ اب بھی سہما ہوا دکھائی دے رہا تھا لیکن عمران کی طرف دیکھتے ہوئے جیسے اس میں عجیب سا حوصلہ پیدا ہو گیا تھا۔

''تم اب کیسا محسوس کر رہے ہو سفیان بیٹا''...... عمران نے سفیان کے گال پر ہاتھ پھیرتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

''مم مم۔ میں ٹھیک ہوں عمران انکل''...... سفیان نے کہا۔

”دیکھو سفیان بیٹا۔ مجھے اس حالت میں تم سے بات تو نہیں کرنی چاہئے۔ اتنے دن تم نے جس حالت میں گزارے ہیں وہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے لیکن محسوس ضرور کر سکتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے ساتھ جن لوگوں نے ایسا کیا تمہیں اذیت دی انہیں ہر حال میں سزا ملے تاکہ وہ آئندہ تمہیں اور تم جیسے کسی اور بچے کو اغوا کرنے کا سوچ بھی نہ سکیں۔ یہ تمہاری قسمت اچھی ہے کہ انہوں نے تمہارے ڈیڈی سے رقم لے کر تمہیں زندہ چھوڑ دیا ہے لیکن ہر بچے کی قسمت تم جیسی نہیں ہو سکتی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی بچے کا باپ ان اغوا کاروں کی ڈیمانڈ پوری نہ کر سکے اور اس بے چارے کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑے۔ اس لئے ہمیں اس معاملے میں تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ تمہاری مدد کے بغیر ہم ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو تو وہ مجرم جلد ہی پکڑے جا سکتے ہیں اور اپنے انجام تک پہنچ سکتے ہیں۔ اگر تم ہماری مدد نہ کرو گے تو تمہارے ماں باپ بلکہ ہم سب کرب میں مبتلا رہیں گے کہ وہ کون تھے جو تمہیں لے گئے تھے اور انہوں نے تمہیں کس حال میں رکھا تھا۔ وہ جرم پر جرم کرتے چلے جائیں گے اور انہیں روکنے والا کوئی نہیں ہو گا“..... عمران نے بڑے تحمل بھرے لہجے میں سفیان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”انکل۔ مم مم۔ میں۔ میں.....“ سفیان نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

”کوئی جلدی نہیں ہے۔ اگر تم کچھ نہیں بتانا چاہتے تو کوئی بات

نہیں۔ میں چلا جاتا ہوں۔ پھر کسی دن آ جاؤں گا لیکن یہ یاد رکھو جتنا بھی وقت گزرے گا مجرموں کو ہم سے دور ہونے کا موقع مل جائے گا اور پھر وہ شاید کبھی ہمارے ہاتھ نہ آ سکیں“..... عمران نے کہا۔

”مم مم۔ میں بتاؤں گا۔ جو مجھے معلوم ہے میں بتاؤں گا انکل“..... سفیان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”شاباش۔ مجھے تم سے یہی امید تھی۔ تم بہادر باپ کے بہادر بیٹے ہو“..... عمران نے کہا۔

”وہ۔ وہ تین لوگ تھے۔ میں جوگنگ کرنے گیا تھا تو ایک کار میرے پاس آ کر رکی اور پھر.....“ سفیان نے کہا اور پھر اس نے اپنے اغوا ہونے کے بارے میں ساری تفصیل بتانی شروع کر دی۔

”کیا تم جانتے ہو کہ وہ تمہیں کہاں لے گئے تھے“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میں نہیں جانتا۔ مجھے بس ایک کمرے میں ہوش آیا تھا اور میں ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا تھا“..... سفیان نے کہا۔

”کیا وہاں صرف وہ تین افراد ہی تھے جو تمہیں اغوا کر کے لے گئے تھے یا ان کے علاوہ بھی کوئی تھا“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ وہاں اور کوئی نہیں تھا۔ وہ تین ہی تھے۔ وہ باری باری اور کبھی کبھی ایک ساتھ میرے پاس آتے تھے۔ ان کے پاس ریوالور تھے۔ ان کی داڑھی مونچھیں تھیں اور وہ بے حد ہٹے کٹے

تھے۔ انہیں اپنے سامنے دیکھ کر میں ڈر جاتا تھا''...... سفیان نے کہا۔

''کیا وہ تمہیں ڈراتے دھمکاتے تھے جو تم ہر ویڈیو میں خوفزدہ دکھائی دیتے تھے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ وہ مجھے بار بار قتل کرنے کی دھمکیاں دیتے تھے۔ ریوالور دکھاتے تھے اور ریوالور کو اس انداز میں جھٹکا دیتے تھے جیسے وہ واقعی مجھے گولی مار دیں گے۔ وہ مجھے ایک کمرے میں رکھتے تھے صرف ایک کمرے میں۔ جہاں چار دیواری کے سوا کچھ نہیں تھا''...... سفیان نے کہا۔

''تو کیا انہوں نے تمہیں مسلسل وہیں ایک کمرے میں رکھا ہوا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ کبھی کبھی وہ مجھے آنکھوں پر پٹی باندھ کر لے جاتے تھے۔ ادھر ادھر گھماتے تھے اور پھر مجھے نجانے کیا پلاتے تھے کہ میں بے ہوش ہو جاتا تھا اور پھر مجھے وہیں ہوش آتا تھا''...... سفیان نے جواب دیا۔

''اچھا تمہیں یاد ہے کہ وہ تمہیں کس کار میں اغوا کر کے لے گئے تھے۔ اس کا ماڈل، رنگ اور نمبر کچھ یاد ہے تمہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ رات کا وقت تھا۔ بس ایک سیاہ رنگ کی کار تھی جو اچانک میرے سامنے آئی تھی اور مجھے انہوں نے کچھ سوچنے سمجھنے کا

موقع ہی نہیں دیا تھا''...... سفیان نے کہا۔

''کیا وہ تمہیں ٹارچر کرتے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ ان میں ایک آدمی تھا جو میرے چیخنے چلانے پر مجھ پر ہاتھ اٹھاتا تھا لیکن وہ مجھے زیادہ ٹارچر نہیں کرتے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا تھا کہ ان کی مجھ سے کوئی دشمنی نہیں ہے انہیں صرف بیس کروڑ سے مطلب ہے۔ انہیں بیس کروڑ مل جائیں تو وہ مجھے چھوڑ دیں گے''...... سفیان نے کہا۔

''ان کے حلیئے یاد ہیں تمہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''میں زیادہ نشے کی حالت میں رہتا تھا لیکن اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے بڑی بڑی داڑھیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ان کے چہرے ان داڑھیوں سے چھپے ہوئے تھے''...... سفیان نے کہا۔

''کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ ان تینوں میں سے تمہارے ڈیڈی کو فون کون کرتا تھا''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ انہوں نے میرے سامنے کبھی کسی کو فون نہیں کیا تھا''...... سفیان نے جواب دیا۔

''کیا وہ ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے تھے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ انہوں نے میرے سامنے کبھی ایک دوسرے کا نام نہیں لیا تھا''...... سفیان نے جواب دیا۔

''تمہاری ویڈیو بنانے کے لئے کیا وہ تمہیں گن پوائنٹ پر رکھتے

تھے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ اس وقت وہ تینوں ہی میرے سامنے ہوتے تھے اور ان کے ہاتھوں میں ریوالور ہوتے تھے کہ اگر میں نے ان کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے وہ سب نہ کہا جو وہ مجھ سے کہلوانا چاہتے ہیں تو وہ مجھے گولی مار دیں گے اور میں ان کی ہر بات مان لیتا تھا''...... سفیان نے کہا۔

''تمہیں ڈرگز کس شکل میں دیتے تھے وہ۔ کھانے پینے کی چیزوں میں یا پھر انجکشن کے ذریعے''...... عمران نے پوچھا۔

''کبھی کھانے پینے کی چیزوں میں اور کبھی انجکشن لگا کر شاید وہ پانی میں بھی کچھ گھول کر پلا دیتے تھے۔ وہ کیا تھا یہ سب میں نہیں جانتا''...... سفیان نے کہا۔

''اچھا تم ہمیں شہر سے دور جلیل آباد کے ایک پل کے نیچے پڑے ہوئے ملے تھے۔ کیا تم جانتے ہو کہ تم وہاں کیسے پہنچے تھے کون لے گیا تھا تمہیں وہاں''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ مجھے انہوں نے شاید بے ہوشی کی حالت میں ہی وہاں پہنچایا تھا وہ ہر چار سے پانچ گھنٹوں میں مجھے بے ہوشی کی دوا پلا دیتے تھے۔ ان دنوں میں، میں اتنا سویا ہوں۔ اتنا زیادہ کہ میں بتا نہیں سکتا''...... سفیان نے کہا۔

''اب بس کرو عمران۔ اور کتنا پوچھو گے اس سے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''بس دو تین باتیں اور پلیز''...... عمران نے کہا۔

''لیکن یہ ابھی تک نشے میں ہے اور شاک میں بھی''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''کہا ہے نا صرف چند سوال اور پھر بس''...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض خاموش ہو گیا۔

''کیوں سفیان بیٹا پوچھ سکتا ہوں نا میں تم سے مزید کچھ باتیں''...... عمران نے کہا۔

''مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے عمران انکل۔ آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ میں نے کیا اور کتنا بھگتا ہے''...... سفیان نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں سوچ نہیں سکتا لیکن سمجھ سکتا ہوں بیٹا۔ تمہارے لئے وہ لمحات واقعی انتہائی کربناک تھے لیکن تمہارے ساتھ ساتھ تمہارے ماں باپ اور ہم سب نے بھی وہی اذیت سہی ہے جو تم سہتے رہے تھے۔ تم تو سوئے رہے تھے لیکن ہم دن رات جاگ رہے تھے۔ شہر کی شاید ایسی کوئی جگہ ہو جہاں ہم نے تمہاری تلاش نہ کی ہو۔ ہم نے تمہارے لئے دن رات ایک کر رکھا تھا''...... عمران نے کہا۔

''تھینکس انکل''...... سفیان نے کہا۔

''تھینکس کی ضرورت نہیں ہے بیٹا۔ میں بس اتنا چاہتا ہوں کہ جو تم نے سہا ہے وہ کسی اور سفیان کو نہ سہنا پڑے اور یہ سب ان مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچا کر ہی ممکن ہو سکتا ہے''...... عمران نے

کہا۔

''آپ پوچھیں۔ میں آپ کو سب کچھ بتاؤں گا''...... سفیان نے کہا۔

''اگر تم ہمیں ان تینوں داڑھی والے افراد کے بارے میں مزید کچھ بتا سکو تو بہتر ہو گا۔ ہم ان کے اسکیچ تیار کریں گے۔ تمہیں ان کے بارے میں جو بھی یاد ہو بتا دو''...... عمران نے کہا۔

''مجھے اس کے سوا کچھ یاد نہیں ہے کہ وہ تینوں داڑھی والے تھے گھنی داڑھیوں والے اور بس''...... سفیان نے کہا۔

''لیکن سفیان۔ سب داڑھیوں والے ایک جیسے تو نہیں ہوتے نا۔ ان میں کوئی تو فرق ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''مجھے تو سب ایک جیسے ہی دکھائی دیتے تھے۔ ہاں میں نے زیادہ تر دو افراد کو ہی دیکھا تھا۔ تیسرا کبھی کبھار ہی میرے سامنے آتا تھا''...... سفیان نے کہا۔

''ہاں۔ ان میں سے ایک تمہارے ڈیڈی کو کال کرنے کے لئے ارد گرد کے علاقوں میں گھومتا رہتا تھا اس لئے شاید وہی تمہارے سامنے کم آتا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''شاید''...... سفیان نے کہا۔

''ان میں سے بس ایک بھی ہمارے ہاتھ لگ جائے تو ہم دوسرے دو تک بھی پہنچ سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں کوشش کرتا ہوں''...... سفیان نے کہا۔

''وہ آپس میں بھی تو کبھی بات کرتے ہوں گے۔ آپس میں بات کرتے ہوئے انہوں نے کبھی ایک دوسرے کا نام نہیں لیا''۔ عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں نے بتایا نا میرے سامنے وہ ایک دوسرے سے بہت کم بات کرتے تھے نام تو وہ لیتے ہی نہیں تھے''...... سفیان نے جواب دیا پھر اچانک وہ چونک پڑا۔

''ایک بات۔ ایک بات مجھے یاد آ رہی ہے''...... سفیان نے کہا تو عمران اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔

''کون سی بات۔ بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''ایک دن مجھے اچانک ہوش آ گیا تھا۔ میں عموماً ہوش میں آنے کے بعد چیختا چلاتا تھا لیکن اس روز میں ہوش میں آنے کے بعد خاموش رہا تھا۔ میں اسی کمرے میں تھا اور اسی کرسی پر بندھا ہوا تھا۔ سامنے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ کمرے کے دوسری طرف شاید وہ دونوں موجود تھے وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ میں نے بس ان کی چند باتیں سنی تھیں''...... سفیان نے کہا۔

''کیا باتیں سنی تھیں۔ بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''صحیح طرح تو یاد نہیں لیکن ان میں سے ایک آدمی دوسرے آدمی کو بتا رہا تھا کہ رضوان کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے اور وہ اپنی بیوی کے ساتھ دونوں سے کمران کے ہسپتال میں ہے''...... سفیان نے کہا۔

''کمران کا ہسپتال''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''جی ہاں۔ میں نے یہی سنا تھا''...... سفیان نے کہا۔

''کمران کا کیا مطلب ہے۔ اس نام کا تو پاکیشیا میں کوئی علاقہ نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''ایسا ہی کچھ نام تھا۔ کمران یا تبران''...... سفیان نے سر جھٹک کر کہا۔

''یہ نام کہیں تارام تو نہیں ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو سفیان چونک اٹھا۔

''ہاں۔ تارام۔ وہ تارام ہی کہہ رہا تھا''...... سفیان نے جلدی سے کہا تو عمران کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

''اور کیا کہا تھا انہوں نے''...... عمران نے پوچھا۔

''دوسرے نے کہا تھا کہ یہ سن کر خوشی ہوئی کہ رضوان کے گھر بیٹی ہوئی ہے۔ کئی سالوں بعد اس کے گھر اولاد ہوئی ہے ورنہ وہ اولاد کو ترس رہا تھا''...... سفیان نے کہا۔

''اور''...... عمران نے کہا۔

''اور بس۔ وہ یہ باتیں کر کے کسی اور طرف چلے گئے پھر ان کی باتیں کرنے کی آوازیں تو آتی رہیں لیکن مجھے ان کی باتوں کا ایک لفظ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا''...... سفیان نے کہا۔

''اگر تم انہیں دوبارہ دیکھ لو تو کیا پہچان لو گے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ میں انہیں کیسے بھول سکتا ہوں''...... سفیان نے کہا۔

''اچھا ایک بات اور سوچ کر بتاؤ۔ رضوان کے گھر بیٹی کی پیدائش کس دن ہوئی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ اس ماہ کی پندرہ تاریخ تھی عمران انکل''...... سفیان نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''تمہیں تاریخ کا کیسے پتہ ہے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے جس کمرے میں رکھا گیا تھا وہاں ایک وال کلاک لگا ہوا تھا جو تاریخ بھی شو کرتا ہے اس لئے مجھے تاریخ کا پتہ چلتا رہتا تھا''...... سفیان نے کہا تو عمران کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔

''گڈ شو۔ تم نے ہماری بہت مدد کی اس کے لئے شکریہ۔ اب تم آرام کرو''...... عمران نے کہا اور وہ سفیان کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دیتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر وہ سب تیزی سے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

''کیا ہوا۔ تم بے حد خوش دکھائی دے رہے ہو جیسے تمہیں مجرموں کا پتہ چل گیا ہو''...... عمران کے چہرے پر مسرت دیکھ کر جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ان پرفیکٹ کرائم کے مجرموں کا پتہ چل گیا ہے اب وہ ہم سے نہیں بچ سکتے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن کیسے۔ اس نے تو محض ایک نام لیا ہے رضوان۔ جس طرح وہ تارام کو کمران اور تبران کہہ رہا تھا اسی طرح یہ نام بھی تو

غلط بول سکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ رضوان سے ملتے جلتے بہت کم نام ہیں۔ یہ کامن سا نام ہے جو سفیان کے دماغ میں رہ گیا۔ اگر یہ نام صحیح ہے اور رضوان کے گھر بیٹی پیدا ہوئی ہے وہ بھی تارام کے کسی ہسپتال میں تو یہ ہمارے لئے بہت بڑا کلیو بن سکتا ہے اور ہم اس رضوان تک ضرور پہنچ سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''وہ کیسے''...... صفدر نے کہا۔

''سفیان نے بتایا ہے کہ وہ دونوں باتیں کر رہے تھے کہ رضوان کے گھر بیٹی پیدا ہوئی ہے اور رضوان دو روز سے تارام کے ہسپتال میں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ رضوان کے گھر پیدا ہونے والی بیٹی گیارہ سے تیرہ تاریخ کے درمیان پیدا ہوئی ہے۔ اگر ہم تارام کے ہسپتالوں میں جا کر پتہ کریں تو شاید ہمیں اس رضوان کا کوئی نہ کوئی سراغ مل سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تارام کافی بڑا شہر ہے وہاں سرکاری ہسپتالوں کے ساتھ ساتھ پرائیوٹ ہسپتال بھی ہیں۔ وہاں ان دنوں میں نجانے کتنے بچوں کی پیدائش ہوئی ہو گی''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پتہ کرو کہ تارام میں سرکاری اور غیر سرکاری ہسپتالوں کی تعداد کتنی ہے۔ ان سب ہسپتالوں میں جاؤ اور ان تمام بچیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرو جو گیارہ سے تیرہ تاریخ کے دوران پیدا ہوئی ہیں بلکہ دس تاریخ سے آگے کی تاریخوں میں پیدا ہونے

والی رضوان کی بیٹی کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ اب اس بچی کا باپ رضوان ہی ہمیں اصل مجرموں تک پہنچائے گا''۔ عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

رانا ہاؤس کے بلیک روم میں مادام سدرہ اور اس کا شوہر عاصم مرزا سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے منہ لٹکے ہوئے تھے اور وہ بے حد افسردہ اور پریشان دکھائی دے رہے تھے۔ ان کے سامنے میز پر بڑا سا تھیلا پڑا ہوا تھا جس میں نوٹ ہی نوٹ بھرے ہوئے تھے۔

ان دونوں کے سامنے عمران کرسی پر بیٹھا انہیں تیز نظروں سے گھور رہا تھا۔ سفیان کے وہ چند الفاظ ان کے واقعی بے حد کام آئے تھے کہ رضوان کے گھر بیٹی پیدا ہوئی ہے اور وہ دو روز سے تارام کے ہسپتال میں ہے۔ عمران کے ساتھیوں نے تارام پہنچ کر تمام ہسپتالوں سے معلومات حاصل کی تھی۔ انہوں نے دس تاریخ سے تیرہ تاریخ کے دوران پیدا ہونے والی بچیوں کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ ان معلومات کے تحت انہیں معلوم ہوا تھا کہ تارام کے تمام سرکاری، نیم سرکاری اور پرائیویٹ ہسپتالوں کے

ساتھ میٹرنٹی ہومز میں بیس لڑکے اور ستر لڑکیاں پیدا ہوئی تھیں۔

جب عمران کے ساتھیوں نے ان بچیوں کے والدین کی تفصیلات حاصل کیں تو یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ ان میں سے انہیں ایک بچی کے باپ کا نام رضوان معلوم ہوا تھا۔

انہوں نے ہسپتال سے رضوان کے گھر کا پتہ حاصل کیا اور پھر انہوں نے عمران کو تارام بلا لیا۔ عمران نے اپنی نگرانی میں رضوان کے گھر ریڈ کیا۔ گھر میں اس کی بیوی موجود تھی۔ جس نے اسے بتایا کہ اس کا شوہر رضوان انہیں ہسپتال سے گھر پہنچا کر اپنے باس کے پاس چلا گیا تھا اور دو روز سے واپس نہیں آیا ہے۔ عمران نے اس سے رضوان کے باس عاصم مرزا کا ایڈریس لیا جو ایک کار رینٹ شاپ کا مالک تھا اور کاریں کرائے پر دیتا تھا۔

عمران نے عاصم مرزا کے پاس جانے سے پہلے رضوان کی بیوی سے رضوان کی ایک تصویر حاصل کی اور اس تصویر کو لے کر سفیان کے پاس آ گیا۔ اس نے سفیان سے پوچھا کہ کیا ان تین افراد میں سے اس آدمی کو وہ پہچان سکتا ہے تو سفیان نے اسے پہچاننے سے صاف انکار کر دیا لیکن جب عمران نے پنسل سے اس تصویر پر داڑھی بنائی تو سفیان چیخ اٹھا کہ وہ اس آدمی کو پہچانتا ہے یہ اکثر اسے کھانا دینے آتا تھا اور پھر آخری دنوں میں یہ غائب ہو گیا تھا کیونکہ اس کے پاس دوسرے دو افراد آتے تھے۔ عمران کے لئے سفیان کی یہ پہچان کافی تھی۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر عاصم مرزا

کے گھر ریڈ کیا۔ انہیں دیکھ کر عاصم مرزا اور اس کی بیوی جو خود کو مادام سدرہ کہلاتی تھی پریشان ہو گئے۔ عمران کے کہنے پر ان کے گھر کی تلاشی لی گئی تو وہاں سے وہ بیس کروڑ برآمد ہو گئے جو سوپر فیاض نے تاوان کے طور پر ادا کئے تھے۔ عمران نے ان نوٹوں پر خاص نشان لگا رکھے تھے جو بدستور موجود تھے اور عاصم مرزا اور اس کی بیوی اس بات سے انکار نہیں کر سکتے تھے کہ یہ سفیان کی تاوان کی مد میں لی گئی وہی رقم ہے۔

عمران نے جب ان سے رضوان اور اس کے دوسرے ساتھی کے بارے میں پوچھا تو ان دونوں نے چپ سادھ لی۔ عمران نے ان دونوں کی کنپٹیوں پر انگلی کا ہک مار کر بے ہوش کیا اور پھر اپنے ساتھیوں کی مدد سے بیس کروڑ کی رقم اور ان دونوں کو لے کر رانا ہاؤس پہنچ گیا اور اب وہ دونوں اس کے سامنے راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے تھے۔

"تو تم نہیں بتاؤ گے کہ رضوان اور اس کا دوسرا ساتھی کہاں ہے"...... عمران نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم نے انہیں قتل کر دیا ہے"...... اچانک مادام سدرہ نے زبان کھولتے ہوئے کہا تو عمران بری طرح سے چونک پڑا۔

"قتل کر دیا ہے۔ کیا مطلب۔ وہ تو تمہارے ساتھی تھے۔ پھر انہیں کیوں قتل کیا ہے تم نے اور کہاں ہیں ان کی لاشیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ہمارے لئے کام کرتے تھے اور بس۔ اس کیس میں ہم نے انہیں مہروں کی طرح استعمال کیا تھا یہ کہہ کر کہ اگر ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تو ہم انہیں پانچ پانچ کروڑ دیں گے اور دس کروڑ ہمارے ہوں گے۔ وہ ہمارے جھانسے میں آ گئے اور پھر وہ سب کرتے چلے گئے جو ہم ان سے کرنے کا کہتے تھے۔ جب کام پورا ہو گیا تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا اور ان کی لاشیں اپنے لان میں دفنا دیں"...... مادام سدرہ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تو تم دونوں نے انہیں اس لئے قتل کیا کہ تمہیں ان کو پانچ پانچ کروڑ نہ دینے پڑیں"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہ ہماری شاپ کے معمولی ڈرائیور تھے۔ ان کی اوقات اتنی نہیں تھی کہ ہم انہیں پانچ پانچ کروڑ دیتے"...... عاصم مرزا نے منہ بنا کر کہا۔

"یہ ساری پلاننگ کس کی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"میری۔ میں ہی اس پلاننگ کی ماسٹر مائنڈ ہوں۔ میں نے ہر لحاظ سے پرفیکٹ پلاننگ کی تھی۔ ایسی پلاننگ جس میں تم اور تمہارے ساتھی بھی شکست کھا گئے تھے اور ہمارے خلاف تمہیں ایک بھی ثبوت نہیں ملا تھا"...... مادام سدرہ نے کہا۔

"تو کیا تم جانتی ہو کہ ہم کون ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اس وائس کیچر مشین سے مجھے تمہارے بارے میں سب کچھ معلوم ہو گیا تھا اور میں نے تمہیں اور فور سٹارز کو بھی سوپر فیاض

کے ساتھ آتے جاتے دیکھ لیا تھا۔ مجھے پتہ چل گیا تھا کہ سوپر فیاض نے اپنے ڈیپارٹمنٹ کے آفیسرز کو تو ہماری اور اپنے بیٹے کی تلاش سے پیچھے ہٹا لیا ہے لیکن اس نے تمہیں ہمارے پیچھے لگا دیا تھا۔ میں نے تم سب کو ذہن میں رکھ کر پلاننگ کی اور دل میں تہیہ کر لیا کہ میں اس بار تمہیں شکست دے کر رہوں گی اور پرفیکٹ کرائم کر کے دکھاؤں گی اور میں نے ایسا ہی کیا۔ ہم ہر لحاظ سے کامیاب ہو چکے تھے۔ دولت ہمارے پاس تھی لیکن پتہ نہیں تم کس طرح ہم تک پہنچ گئے''...... مادام سدرہ نے کہا۔

''تم تک پہنچانے میں ہماری مدد ایک معصوم بچی نے کی ہے جس کی عمر بمشکل تین چار دن کی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

''تین چار دن کی بچی نے تمہیں ہم تک پہنچایا ہے۔ کیا مطلب''...... باس نے چونک کر کہا تو عمران نے انہیں ساری بات بتا دی۔

''ہونہہ۔ تو یہ آپ کی اور غفران کی غفلت کا نتیجہ ہے۔ اس روز آپ دونوں ہی وہاں تھے اور آپ دونوں ہی شاید ایسی باتیں کر رہے تھے جو سفیان کے کانوں تک پہنچ گئیں''...... مادام سدرہ نے اپنے شوہر عاصم مرزا کو گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ باتیں ہم نے ہی کی تھیں لیکن ہمیں اس بات کا ذرا سا بھی اندازہ نہ تھا کہ سفیان ہوش میں ہے اور اس نے ہماری

باتیں سن لی ہیں''...... عاصم مرزا نے افسوس زدہ لہجے میں کہا تو مادام سدرہ غرا کر رہ گئی۔

''تمہارے کہنے کے مطابق غفران تمہاری ہدایات پر عمل کرتا تھا اور سوپر فیاض سے فون پر وہی کہتا تھا جو تم اسے کہنے کے لئے کہتی تھی۔ وہ جس درد اور کرب کی بات کرتا تھا وہ سب کیا تھا''۔ عمران نے کہا۔

''وہ سب ہم سوپر فیاض، تمہیں اور تمہاری ٹیم کو ڈاج دینے کے لئے کہتے تھے تاکہ تم انہی چکروں میں الجھے رہ جاؤ کہ آخر سفیان نے ہمارے بچوں کو کب اور کیا نقصان پہنچایا ہے''...... باس نے کہا۔

''حقیقت میں تم واقعی ماسٹر مائنڈ ہو۔ اگر یہی دماغ تم کرمنل ایکٹیوٹی کی بجائے کسی اچھے کام کے لئے استعمال کرتی تو بیس کروڑ تو کیا تم اربوں کما سکتی تھی لیکن افسوس کہ تم نے اپنی ذہانت برائی کے لئے استعمال کی اور ہر برائی کا انجام برا ہی ہوتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہم نے کوشش کی تھی کامیاب بھی ہوئے تھے۔ اگر تم ہم تک نہ پہنچتے تو ہم چند روز میں اس ملک سے ہمیشہ کے لئے نکل جاتے''...... مادام سدرہ نے کہا۔ اس کے چہرے پر کوئی ملامت نہیں تھی۔ جیسے اسے اپنے اس جرم کا کوئی افسوس نہ ہو۔

''لیکن اب تم کہیں نہیں جا سکو گے۔ یہاں سے سیدھے جیل

اور پھر پھانسی کے پھندے تک۔ سفیان کے اغوا اور دو افراد کے قتل کے جرم میں تمہیں پھانسی سے کم کی سزا نہیں ملے گی''...... عمران نے غرا کر کہا تو وہ دونوں خاموش ہو گئے۔ اسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا۔

''باس۔ سوپر فیاض آیا ہے''...... جوزف نے کہا اسی لمحے اس کے پیچھے سوپر فیاض اندر داخل ہوا۔ اس کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے ان دونوں میاں بیوی پر پڑیں تو اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا وہ نہایت جارحانہ انداز میں آگے بڑھا اور اس نے فوراً جیب سے اپنا سرکاری ریوالور نکال لیا۔

''تو یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے میرے بیٹے کو اغوا کیا تھا۔ اسے اور ہم سب کو ٹارچر کیا تھا۔ میں انہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں انہیں گولی مار دوں گا''...... سوپر فیاض نے گرجتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھ کر ان دونوں کو سچ مچ گولی مار دیتا عمران کے اشارے پر صدیقی اور صفدر نے اسے پکڑ لیا اور تنویر نے اس کے ہاتھ سے ریوالور چھین لیا۔

''کیا۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ چھوڑو مجھے۔ یہ میرے مجرم ہیں۔ میرے بیٹے کے مجرم ہیں۔ میں انہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا انہیں جان سے مار دوں گا۔ چھوڑو۔ چھوڑ دو مجھے''...... سوپر فیاض نے بری طرح سے مچلتے ہوئے کہا۔

''سوری سوپر فیاض تم قانون کے رکھوالے ہو قانون شکن نہیں

اس لئے میں تمہیں انہیں ہلاک کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ یہ مجرم ہیں اس لئے انہیں ان کے جرائم کی سزا ملکی قانون کے مطابق ملے گی۔ میں نے تمہیں یہاں اس لئے نہیں بلایا کہ تم انہیں گولی مار دو۔ میں انہیں تمہارے حوالے کرنا چاہتا ہوں تاکہ تم ان کے خلاف مقدمہ قائم کرو اور انہیں قانون کے مطابق سزا دلا سکو''...... عمران نے کہا۔

''لیکن یہ ظالم ہیں بے رحم اور سفاک ہیں۔ تم جانتے ہی ہو کہ انہوں نے میرے بیٹے کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا تھا''...... سوپر فیاض نے اسی طرح سے غصیلے لہجے میں کہا۔

''انہوں نے جو بھی کیا ہے انہیں ان کے ایک ایک جرم کی سزا ملے گی انہوں نے اپنے دو ساتھیوں کے قتل کا بھی اعتراف کیا ہے۔ ان کے ہر جرم کا اعترافی بیان ہم نے ریکارڈ کر لیا ہے جو انہیں سزا دلانے میں تمہاری مدد کرے گا۔ تم انہیں اپنے ساتھ لے جاؤ اور ان کے خلاف ضابطے کے مطابق جو کارروائی کرنی ہے کرو۔ اگر انہیں گولی ہی مارنی ہوتی تو یہ کام ہم بھی کر سکتے تھے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ انہیں قانون کے مطابق سزا ملے اور انہیں ملنے والی سزا ہر خاص و عام کے لئے سبق بن جائے تاکہ دوبارہ ایسا کوئی جرم نہ کر سکے جو پرفیکٹ کرائم کے زمرے میں آتا ہو''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر سوپر فیاض کا غصہ کم ہو گیا۔

”کیا ان سے میری ساری رقم برآمد کر لی ہے تم نے“...... سوپر فیاض نے سامنے پڑے ہوئے نوٹ دیکھ کر کہا۔

”ہاں“...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے وہاں سلیمان داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر عمران چونک پڑا۔ سلیمان کے ہاتھوں میں دو سوٹ کیس تھے۔ یہ وہی سوٹ کیس تھے جن میں سوپر فیاض بیس کروڑ کی رقم بھر کر اس کے حوالے کر کے گیا تھا۔

”سلیمان۔ تم یہاں کیوں آئے ہو“...... عمران نے اس کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”آپ نے نوٹ تو برآمد کر لئے ہیں۔ اب میں نے یہ دونوں سوٹ کیس سوپر فیاض صاحب کو واپس بھی کرنے ہیں اور یہ نوٹ انہوں نے ان سوٹ کیسوں میں بھر کر دیئے تھے اس لئے میں ان کے سوٹ کیس لے آیا ہوں۔ اگر اجازت دیں تو میں یہ سارے نوٹ ان سوٹ کیسوں میں بھر دوں“...... سلیمان نے پہلے نوٹوں کی گڈیوں کی طرف اور پھر دونوں سوٹ کیسوں کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔

”ٹھیک ہے بھر دو انہیں۔ ویسے بھی یہ سوپر فیاض کے نوٹوں کے معاملے میں کسی شکرے سے کم نہیں ہے۔ جہاں بھی سوپر فیاض اپنے نوٹوں کو ہوا لگواتا ہے سلیمان ان کی خوشبو پر فوراً وہاں آ دھمکتا ہے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سلیمان نے زور زور سے اثبات میں سر ہلانا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ وہ سوٹ کیس

کھول کر ان میں نوٹ بھرنے لگا۔

”آؤ ہم باہر چل کر کافی پیتے ہیں تب تک یہ سارے نوٹ سوٹ کیسوں میں ڈال لے گا“...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب باہر آ گئے جبکہ سلیمان اطمینان سے سوٹ کیسوں میں نوٹ بھرتا رہا۔ عمران نے جوزف سے کہہ کر سب کے لئے کافی بنوائی اور پھر وہ سب ڈائننگ روم میں بیٹھ کر کافی پینا شروع ہو گئے۔

”کافی دیر گزر گئی ہے۔ سلیمان نے سوٹ کیسوں میں نوٹ بھر لئے ہوں گے۔ اسے بلاؤ تاکہ میں اپنی رقم لے کر جا سکوں“...... سوپر فیاض نے کافی پینے کے بعد اپنی ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے کہا۔

”جوزف۔ جاؤ اور جا کر سلیمان کو بلا لاؤ“...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”سلیمان تو جا چکا ہے باس“...... جوزف نے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف سوپر فیاض بلکہ عمران کے ساتھی بھی چونک پڑے جبکہ عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ بھر آئی۔

”وہ چلا گیا ہے اور وہ سوٹ کیس جن میں وہ نوٹ بھر رہا تھا۔ وہ کہاں ہیں“...... سوپر فیاض نے چونکتے ہوئے کہا۔

”وہ دونوں سوٹ کیس اپنے ساتھ لے گیا ہے“...... جوزف نے کہا تو سوپر فیاض بوکھلا کر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ دونوں سوٹ کیس اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو"...... سوپر فیاض نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"یہ بکواس نہیں کر رہا۔ میں نے تمہیں بتایا تو تھا کہ تمہارے نوٹوں کے معاملے میں وہ شکرا ہے شکرا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض کا رنگ ایک بار پھر سرخ ہو گیا۔

"اوہ اوہ۔ تو تم اس کے ساتھ ملے ہوئے ہو۔ میں سمجھ گیا۔ تم نے ہی اسے یقیناً فون کر کے بلایا ہو گا تاکہ وہ آئے اور یہاں سے ساری رقم نکال کر لے جائے۔ میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ اسے گولی مار دوں گا۔ وہ میرے بیس کروڑ لے کر گیا ہے۔ میں اس سے ساری رقم واپس لوں گا۔ وہ مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتا"۔ سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اب شاید تمہیں اس سے ایک روپیہ بھی نہ مل سکے کیونکہ تمہارے جانے تک اس نے سارے نوٹ ادھار والوں کے قرض میں چکا دیئے ہوں گے۔ کچھ اس نے تمہارے بیٹے کی خیرو عافیت سے گھر لوٹنے کی خوشی میں خیرات میں بانٹ دیئے ہوں گے اور کچھ یتیم خانوں اور کچھ ایسے ہی مفلس اداروں میں بانٹ دیئے ہوں گے جو غریب خاندانوں کی کفالت کرتے ہیں۔ اس کے پاس آخر میں خالی سوٹ کیس ہی بچے ہوں گے جس کا تم سے سلیمان نے وعدہ بھی کیا تھا کہ وہ سوٹ کیس تمہاری امانت سمجھ کر اپنے پاس

رکھے گا۔ جلد ہی وہ خالی سوٹ کیس تمہارے گھر پہنچا دے گا اس لئے تم سوٹ کیسوں کی فکر نہ کرنا"...... عمران نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

"یہ سب تمہاری اور سلیمان کی چال ہے۔ تم دونوں نے میرے بیس کروڑ غائب کئے ہیں۔ میں تم دونوں کو نہیں چھوڑوں گا تم دونوں کو گولیاں مار دوں گا"...... سوپر فیاض نے گرجتے ہوئے کہا۔

"اگر گولیاں مار کر تمہارے بیس کروڑ تمہیں واپس مل سکتے ہیں تو ضرور مار دو ہمیں گولیاں۔ مجھے تو اعتراض نہیں ہے لیکن سلیمان سے پوچھ لینا ہو سکتا ہے اسے گولی کھانے کا شوق نہ ہو اور وہ تمہارے بنک خالی کرنے کے لئے کوئی پرفیکٹ پلان بنا رہا ہو۔ ان دونوں کا پرفیکٹ کرائم تو فیل ہو گیا لیکن اگر سلیمان نے تمہارے خلاف کوئی پرفیکٹ پلان بنایا اور وہ کرائم ایکشن سے بھرپور ہوا تو تم ہواؤں میں اُڑتے نظر آؤ گے۔ اس لئے میرا مشورہ مانو اور بیس کروڑ پر صبر کا گھونٹ بھر لو۔ تمہاری بنکوں میں گلتی سڑتی ہوئی یہ بدبودار رقم اچھے کاموں کے لئے استعمال ہو چکی ہوگی۔ اب تم میڈم سدرہ اور اس کے شوہر کو لے جاؤ اور اس کیس کی کامیابی کا سہرا اپنے سر پر باندھ کر اعلیٰ حکام سے جو حلال انعام ملے اس پر قناعت کرو"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض غرا کر رہ گیا جبکہ اس کے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

ختم شد